"علم غیب" کے بارے میں "اہل السنۃ والجماعۃ" کے موقف پر دلائل، الموسوم بہ

کشف الریب

فی مسئلۃ

علم الغیب





اللہ ہی عالم الغیب

تالیف

ابو معاویہ مولانا مفتی زین اللہ زین حفظہ اللہ

ناشر

دار القرآن والسنۃ
ساولڈھیر مردان

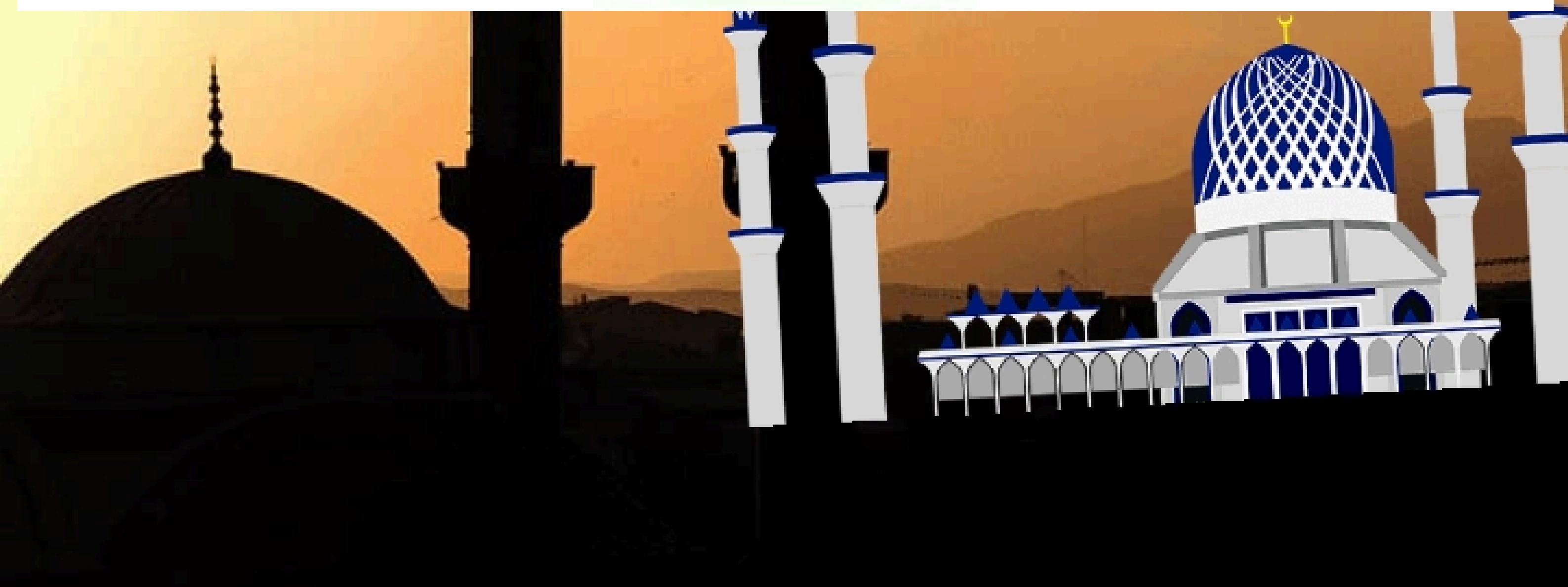
علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل



دارالقرآن والسنۃ

ساولڈھیر مردان

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

"علم غیب" کے بارے میں "اہل السنۃ والجماعۃ" کے موقف پر دلائل الموسوم بہ

کشف الریب

فی مسئلۃ

علم الغیب

اللہ ہی عالم الغیب

تالیف

ابو معاویہ مولانا مفتی زین اللہ زین حفظہ اللہ

ناشر

دار القرآن والسنۃ ساولڈھیر مردان

نام کتاب: (کشف الریب فی مسئلة علم الغیب) اللہ ہی عالم الغیب

مؤلف: ابو معاویہ مولانا مفتی زین اللہ زین حفظہ اللہ

کمپوزنگ: معاویہ حسن بن مولانا مفتی زین اللہ زین

سرورق اینڈ ڈیزائننگ: محمد قاسم ادینوی بن مولانا محمد امین صالح (رحمہ اللہ)

سن اشاعت: طبع اول' شعبان ۱۴۴۰ھ = اپریل ۲۰۱۹ء

ناشر: دار القرآن والسنة' ساولڈھیر ضلع مردان' صوبہ خیبر پختونخوا (پاکستان)

تعداد: 1100

ملنے کا پتہ

دار القرآن والسنة ساولڈھیر' مردان

0343-9896644

E_mail: mzain.ullah@yahoo.com

آئینہ کتاب

اس رسالہ کو قارئین کرام کی سہولت کے لئے پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اول : میں 22 قرآنی واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

باب دوم : میں سو کے اوپر احادیث مبارکہ کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

باب سوم : میں صرف آیات قرآنیہ ہیں۔

باب چہارم : میں علماء عرب وعجم کے فتاوی جات ہیں۔

باب پنجم : میں چند اعتراضات کے جوابات ہیں۔

علم غیب کس نہ مے داند بجز پروردگار
ایں کہ مے گوید کہ من دانم ازو باور مدار
مصطفیٰ ہرگز نہ گفتہ تا نہ گفتہ جبریل
جبریلش ہم نہ گفتہ تا نہ گفتہ کردگار

فہرست مضامین

تقریظ

شیخ القرآن والحدیث لذیذالبیان شرک وبدعت کا طبیب

الشیخ غلام حبیب ہزاروی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

امابعد بندہ ضعیف پراز تقصیر نے جناب حضرت مولانا مفتی زین اللہ زین صاحب زید مجدہ کی کتاب جس کا نام (کشف الریب فی مسئلۃ علم الغیب) "اللہ ہی عالم الغیب" ہے کہ چند اقتباسات دیکھیں ماشاء اللہ بہت ہی مفید کتاب ہے پوری کتاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا مگر مجھے مولانا موکف کتاب کے علم اور تقوی پر اعتماد ہے اس اعتماد کے بنیاد پر میں یہ لکھتا ہوں کہ یہ کتاب ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہو گی میری دعاء ہے کہ اللہ انکی یہ محنت قبول ومنظور فرماوے اور اس کتاب سے عوام وخواص کو مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرماوے آمین یارب العلمین

دعاء گو ومحتاج دعاء

احقر غلام حبیب عفرہ لہ ویسہ تحصیل وضلع اٹک

دعائیہ کلمات از

محقق دوران، صاحب تصانیف کثیرہ، مفسر قرآن، ماہر فن اسماء الرجال، قلم اشاعت، یادگار نیلوی، پروفیسر ڈاکٹر **مولانا ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب**



برادر محترم مفتی زین اللہ صاحب!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ!

اچھی کاوش ہے۔ اللہ تعالی مزید ترقی دے۔

سیکھنے کا عمل جاری رہے تو اچھا ہے۔

سراج الاسلام حنیف

08/03/2019

تقریظ

خطیب بے بدل، وکیل صحابہ، مفسر قرآن علامہ عطاء اللہ بندیالوی صاحب سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے عزیز مولانا زین اللہ زین عفاعنہ تصنیف وتالیف کا ذوق رکھتے ہیں، انہوں نے علم غیب کے مسئلہ پر جو تالیف کی ہے، وہ سابقہ کتب جو اس موضوع پر تحریر کی گئی ہیں اس سے مختلف ہے۔

انہوں نے قرآنی آیات سے اور نبی اکرم ﷺ کے واقعات سے نفی علم غیب عن غیر اللہ سے استدلال کیا ہے،

ایک باب میں قائلین علم غیب لغیر اللہ کے بودے دلائل کا مسکت جواب دیا ہے۔

فقہاء کے فتاوی جات سے کتاب مزین فرمایا ہے،

میری دعا ہے اللہ رب العزت اس تصنیف لطیف کو مصنف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور عوام وخواص کے لئے مفید بنائے۔

(علامہ) محمد عطاء اللہ بندیالوی جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا

17/3/2019

تقریظ

مفتی اعظم پختونخواہ شیخ التفسیر مولانا **مفتی محمد مسلم نستوی** حفظہ اللہ

مدیر و شیخ الحدیث جامعہ روضۃ الاسلام نستہ چارسدہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد' برادران اسلام! دین اسلام کے کچھ بنیادی عقائد ہیں جسکے سمجھنے اور ماننے کے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا' ان میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ "عالم الغیب" صرف ایک اللہ جل جلالہ ہے' اللہ کے علاوہ کوئی بھی ہستی چھپی ہوئی چیزوں کا علم نہیں رکھتی بہت سارے لوگ اس سلسلے میں گمراہی کے شکار ہیں کوئی انبیاء کرام علیہم السلام کو عالم الغیب سمجھتے ہیں 'تو کوئی اولیاء اللہ کو غیب دان قرار دیتے ہیں 'کچھ عوام جنات کو یہ صفت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں پیر صاحب کے پاس جنات ہیں' اور وہ پیر صاحب کو خفیہ چیزوں کا اطلاع دیتے ہیں' بلکہ اکثر علاقوں میں عورتیں مشہور ہوتی ہیں کہ فلاں عورت کے ساتھ جنات ہیں جو گم شدہ چیزوں کو جنات کے ذریعہ معلوم کر سکتی ہیں' حالانکہ عالم الغیب اللہ کی ذات ہے اور علم غیب کی چابیاں اسکے ہاتھ میں ہیں۔ان غلط اور بے بنیاد عقائد میں لوگ کیوں مبتلا ہیں؟ اکثر و بیشتر اسکی وجہ جہل

اور لاعلمی ہے ضرورت تھی کہ سادہ لہجہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے تاکہ لوگ حقیقت جان کر گمراہی سے بچ جائے۔

ہمارے برادر مکرم حضرت مولانا مفتی زین اللہ زین صاحب نے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے "کشف الریب فی مسئلۃ علم الغیب " (اللہ ہی عالم الغیب) کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی' ماشاء اللہ مولانا موصوف بہ ایک وقت ایک کامیاب مدرس بھی ہے' مفتی بھی ہے' خطیب بھی ہے اور اہل قلم بھی۔ اللہ نے انہیں بہت سارے عمدہ فضائل سے نوازا ہے' اسلئے کتاب ماشاء اللہ اپنے موضوع کے لحاظ سے موزون ہے اور نہایت مضبوط دلائل پر مشتمل ہے' عام تعلیم یافتہ بھائیوں کے لئے یہ کتاب غنیمت باردہ ہے' تمام پڑھنے والے حضرات اس مفید کتاب کو لوگوں تک پہنچانے میں اپنے کوشش کا مظاہرہ کرے' انشاء اللہ اجر دارین کا ذریعہ بنے گا۔

اللہ اس کاوش کو شرف قبولیت عطافرمائے اور مولف سلمہ اللہ کو موفق بنادے آمین ثم آمین!

احقر محمد مسلم نستوی عفااللہ عنہ

خادم جامعہ روضۃ الاسلام نستہ چارسدہ

1/2/2019

تقریظ

شیخ الحدیث مولانا قاری ریاض احمد صاحب مدیر جامعہ اسلامیہ فیصل آباد

بندہ ناچیز نے مولانا مفتی زین اللہ زین مردانی فاضل الجامعۃ الاسلامیہ شیخ القرآن کالونی فیصل آباد کی تالیف کردہ کتاب الموسوم بہ "کشف الریب فی مسئلة علم الغیب" (اللہ ہی عالم الغیب) کو چند جگہ سے بغور پڑھا چونکہ یہ عقیدہ کہ عالم الغیب صرف اللہ ہے مخلوق میں سے کوئی خواہ انبیاء علیہم السلام ' ملائکہ مقربین یا جنات ہوں عالم الغیب نہیں ہیں۔اگر کوئی اللہ کی مخلوق میں یہ صفت مانے تومشرک ہے۔مولانا موصوف نے اس خالص اسلامی عقیدے کو قرآن پاک سے اور رسول اللہ کی احادیث سے خوب مدلل طور پر واضح کیا ہے' نیز فوائد الحدیث کے عنوان سے بہت ہی مفید ابحاث کا اضافہ کیا ہے' لہٰذا عام مسلمانوں کے لئے اس کتاب کو پڑھنا فائدہ مند ہوگا موصوف نے اس سے قبل انتہائی قابل قدر اور مفید عام وخاص مختلف موضوعات پر کتابیں تالیف کی ہے 'مثلاً (1) داڑھی کی شرعی حیثیت (2) بہترین طالب علم جس میں طالب علم کے اوصاف اور اکابر کی واقعات جمع کی ہیں (3) حقیقت حال جس میں اشاعت التوحید والسنت کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈوں کا جواب دیا ہے (4) خکلی ذالنی (بہترین تحفہ) جس میں پیدائش سے لیکر موت تک انسان کی زندگی انتہائی جاذب اور سہل

اسلوب میں بیان کیا ہے اور قران وحدیث کے حوالوں اور اسلاف کی کتابوں سے مدلل گفتگو کی ہے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے علاقے کے اندر مروج 'ناجائز رسوم اور بدعات کا بھی ذکر کیا ہے اور ان کی تردید کی ہے اور یہ کتاب انتہائی مقبول ہوا ہے اب تک اس کے 11 ایڈیشن چھپ کر مقبول عام ہوگئے ہیں بندہ مفتی صاحب کی اس کم عمری میں شب روز توحید وسنت کی تبلیغ اور تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیف اور تالیف کے اعلی ذوق اور لائق تحسین مسائی پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ ان کے تمام کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور مزید دین کے تمام شعبوں میں خاص توفیق عطاء فرمائے اور دنیاوآخرت کی کامرانیوں سے نوازے آمین ثم آمین۔

قاری ریاض احمد صاحب (مدیر جامعہ اسلامیہ فیصل آباد)

تقریظ

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد افضل شاکر صاحب فاضل ریاض یونیورسٹی سعودی عرب وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ فیصل آباد



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا مفتی زین اللہ زین جامعہ اسلامیہ کے ان چند نامور فضلاء کرام میں سے ہیں جن سے اللہ تبارک وتعالی دعوت و تبلیغ کے دونوں شعبوں تقریر و تحریر کے میدان میں کام لے رہاہے۔یقینااللہ کاان پر یہ احسان عظیم ہے۔ مفتی صاحب کی کتاب" کشف الریب فی مسئلة علم الغیب" (اللہ ہی عالم الغیب) دیکھنے کا موقعہ ملا بلاشبہ سابقہ کتب کے طرح یہ کتاب بھی عام الناس اور طلباء کرام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی ،عوام وخواص کو استفادہ کی دعوت دیتاہوں۔ اللہ تبارک وتعالی حضرت مفتی صاحب کے علم وعمل،زہد اور تقوی میں مزید ترقی نصیب فرمائے اور اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔

محمد افضل شاکر

تقریظ

فضیلۃ الشیخ مولانا نورالحق رستمی صاحب



نحمدہ ونصلی ونسلم علی سیّدالرّسل وخاتم الانبیاء والمرسلین

وعلی الہ واصحابہ اجمعین امابعد!

بندہ ناچیز پر از تقصیر نے شیخ القرآن والحدیث حضرۃ العلامہ مفتی زین اللہ زین صاحب زیدمجدہ ساولڈھیری کی کتاب جسکانام "کشف الریب فی مسئلۃ علم غیب" (اللہ ہی عالم الغیب) اردوزبان میں لکھاہے۔میں نے اس کتاب کواوّل سے آخرتک سرسری مطالعہ کرکے کتاب کو مفید بلکہ نہایت مفید پایا' یہ مبالغہ نہیں بلکہ نفی علم غیب عن المخلوق کے علاوہ عنوانات اور فوائد الحدیث میں فقہی مسائل وافرمقدار میں قارئین کو ملے گا۔اور نہایت مفید تو اسلئے ہے کہ تخریج بھی اس کتاب کی زینت اوّل ہے۔مؤلف کتاب قریبی ساتھی اور اشاعت التوحید والسنۃ کارکن خاص ہے ان کے علم وتقوی کی بنیاد پر اعتماد کرکے چند کلمات لکھ دیا۔انشاءاللہ کتاب مفید ہے۔میری دعاہے کہ اللہ کریم ان کی یہ محنت اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں عوام وخواص کو مستفید ہونے کی توفیق عطافرمائیں۔آمین یارب العلمین۔

دعاگو: احقرنورالحق رستمی مدرسہ تعلیم القرآن محلہ حاجی آباد تحصیل رستم ضلع مردان

جماعت اشاعت التوحید والسنۃ' (26 جمادی الثانی 1440 بروزاتوار)

پیش لفظ

الحمدلله ذی العزة والأفضال، والجود والنوال، أحمده علی ما خص وعم من نعمه، وأستعینه علی أداء فرائضه، وأسأله الصلاة علی خاتم رسله اما بعد، اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے یہ رسالہ شروع کیا' اور اسکا سبب یہ بنا کہ قرآن واحادیث کے تدریس کے دوران اس عنوان پر جو کچھ سامنے آتا' اسے الگ نوٹ بک میں نوٹ کرلیتا' کئی سالوں میں بہت سے احادیث اور بہت سے قرآنی واقعات جمع ہوئے'بعض مخلص احباب کی اصرار تھی کہ اگر یہ کتاب کی شکل میں طبع ہوکر منظر عام پر آجائے تو بہت سے لوگوں کواس سے فائدہ مل جائے گا۔اسی طرح اور مخطوطات بھی موجود ہیں'کمپوزر کی اشد ضرورت تھی اللہ رب العزت نے احسان کیاکہ مولانا محمد طارق صاحب جو ہمارے قریبی دوست ہیں۔جدہ سعودی عرب میں ہوتے ہیں وہ چھٹی پرآئے تھے انہوں نے پرخلوص مشورہ دیا کہ میری چھٹیاں ہیں' معاویہ کو بھیجا کروتاکہ اسکو کمپوزنگ سکھادوں' مولانا محمد طارق صاحب نے معاویہ کے ساتھ محنت کیااور اس محنت کے نتیجہ میں معاویہ حسن نے بطور تمرین اس رسالے کی کمپوزنگ پایہ تکمیل تک پہنچایا' اللہ مولانا محمد طارق صاحب کے عمر'علم وعمل میں برکت عطافرمائیں۔استاد محترم ' محقق دوران ' یادگار نیلوی' فخر اشاعت 'علامہ پروفیسر ڈاکٹر مولانا سراج الاسلام حنیف صاحب کی شفقت اور محنت تھی کہ وہ بار بار مراجع اصلی کی طرف رجوع کرنے کا تاکید فرمایااور حوالہ لکھنے میں بہت زیادہ احتیاط کی تلقین فرمایا تو الحمدللہ صحیح البخاری' صحیح مسلم 'سنن ابی داؤد' مسند احمد' سنن ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث کو بار بار پڑھنے کا موقع ملااور بہت زیادہ مزہ بھی کتب حدیث سے لیتارہا' میں استاد محترم کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ فقیر پر از تقصیر کا یہ رسالہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مطالعہ کیا'اصلاح بھی کیااور حذف واضافہ بھی۔اللہ ان کے علم وعمل 'مال اولاد میں مزید برکت نصیب عطاء فرمائیں۔اللہ رب العزت مرشد محترم شیخ غلام حبیب صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ دائمہ مستمرہ نصیب عطاء فرمائیں۔کہ انہوں نے چند کلمات بند ناچیز کے رسالہ پر بطور تقریظ رقم

فرمایا۔اور ان تمام احباب اور مشائخ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے جس طرح بھی میرے ساتھ اس رسالہ میں تعاون کیا ہوں۔اور مفتی محمد مسلم نستوی صاحب جو ہمارے مرشد و شیخ ہیں انہوں نے باوجود تدریسی و تبلیغی مشاغل کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنی تقریظ سے اس رسالہ کو مزین بنادیااور جامعہ اسلامیہ فیصل آباد کے مشائخ عظام (شیخ الحدیث مولانا محمد افضل صاحب اور شیخ قاری ریاض احمد صاحب) اور مولانا نور الحق صاحب الرستمی کے تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے بندہ ناچیز کا بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔اللہ رب العزت استاد محترم علامہ بندیالوی صاحب کی عمر میں برکت عطاء فرمائے کہ انہوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس رسالے پر دعائیہ کلمات لکھدیئے۔ہم نے بہت کوشش کی ہے کہ یہ رسالہ ہر قسم کی غلطیوں سے پاک ہو،لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ صرف اللہ رب العزت کا کلام ہے جو ہر قسم غلطیوں سے پاک ہے'لاریب ہے'بے عیب ہے'قارئین کرام کو مودبانہ گزارش ہے کہ جدھر بھی آپ کو اس رسالہ میں کوئی غلطی نظر آجائے تو ہمیں ضروری اطلاع دیدیں'ہم مشکور ہونگے'اللہ رب العزت اس رسالے کو قبولیت و مقبولیت سے نوازیں'اور یہ میرے لئے اور میرے اہل وعیال اور والدین واساتذہ کے لئے صدقہ جاریہ بنادے'جن احباب نے جسطرح بھی اس رسالہ میں ہماری مدد کی ہے اللہ ان کو جزاء خیر نصیب عطافرمائیں۔آمین

--اخوکم فی اللہ زین اللہ زین۔

ساول ڈھیر مردان

0343989664

انتساب

میں اس کاوش کا انتساب اس شخصیت کے نام کرتا ہوں جنہوں نے ایسے دور میں دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا جس میں ہر طرف شرکیات وبدعات، رسم ورواج کے اندھیرے ہی اندھیرے تھے، باطل پرستوں کا زور اور اکثریت تھی۔ اس مرد مجاہد، مرد قلندر نے قرآنی تعلیمات عام کرنے کے لئے عظیم جہد مسلسل کی اور یہ وہ عظیم شخص مکہ مکرمہ جا کر امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے تربیت حاصل کر کے علمی آسمان کے سورج بن گئے۔ برصغیر پاک وہند کی پہلی عظیم یونیورسٹی "دارالعلوم دیوبند" سے فیض حاصل کر کے دیوبند میں علم کے انوارات کے قاسم بن گئے۔ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور رئیس المفسرین، سند المحدثین، امام الموحدین مولانا حسین علی الوانیؒ سے علوم کا فیض حاصل کر کے وطن واپس آگئے اور عظیم یونیورسٹی (جامعۃ الامام محمد طاہر دارالقرآن پنج پیر) کی بنیاد رکھ کر عالم اسلام میں مثال قائم کیا اور ورثہ میں ایسا حلقہ درس چھوڑا جو نہ پہلے کسی نے ایسا عظیم الشان حلقہ درس دیکھا ہے نہ شاید آئندہ کوئی ایسا حلقہ درس دیکھے۔ جنہوں نے میراث میں ایسا عظیم جانشین (شیخ القرآن مولانا محمد طیّب صاحب سلمہ اللہ) چھوڑا جو بیک وقت مجاہد بھی، مفسّر بھی، محدّث بھی، مقرر بھی، مبلغ بھی، داعی بھی، اخلاق کا نمونہ بھی، صبر و تحمل کا پیکر بھی، ایک عظیم استاد بھی قائد بھی ہے اور ترکہ میں ملک پاکستان کے لئے عظیم سرمایہ (فخر پاکستان میجر محمد عامر حفظہ اللہ)

چھوڑا جو اپنے ملک و وطن کی خاطر اپنی جان پر کھیل کھیلے۔

وہ عظیم شخصیت جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے طرز پر اس انداز میں توحید بیان کی، کہ اگر کسی اور جگہ پر کوئی انبیاء کرام علیہم السلام کے طرز پر توحید بیان کرے تو لوگ اس کو بھی اسی کے گاؤں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ عظیم سپہ سالار جس نے امت مسلمہ پر عموماً اور پختون قوم پر خصوصاً احسان کیا، پختون قوم کو کسی نے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ غیر اللہ کے نام نذر و نیاز حرام ہے، اللہ ہی غیب دان ہے، اللہ ہی مشکل کشا ہے، اللہ ہی حاجت روا ہے، اللہ ہی گنج بخش ہے، اللہ ہی غوث اعظم ہے، اسلئے تو مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ نے انکی تعزیت کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اس شخصیت کی زندگی عبارت تھی اس سے کہ

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے
کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہو مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
(محمد علی جوہر)

اس شخصیت نے توحید کی دعوت میں کسی کی پرواہ نہ کیا مگر زبان حال سے وہ گویا تھے کہ

ہٹ کر چلے وہ ہم سے جنہیں سر عزیز ہو
ہم سر پھروں کے ساتھ کوئی سر پھرا چلے
(ذیشان علی)

وہ شخصیت جن کا تعارف مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد خاص 'خطیب ملت' پیر طریقت 'رہبر شریعت سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ پنجاب میں یوں کرتے تھے کہ " یہ وہ عالم ہے جنہوں نے سمط الدرر 'اصول السنۃ 'ضیاء النور 'نیل السائرین وغیرہ لکھیں ہیں' اگر ایسے عالم پہلی صدیوں میں موجود ہوتے تو لوگ ان کو اپنا امام بنالیتے "۔اس عظیم شخصیت سے میری مراد شیخ العرب والعجم 'شیخ المشائخ 'شیخ الحدیث 'محقق دوراں 'ابن تیمیہ وقت 'امام زمانہ 'ترجمان اہلسنت والجماعۃ' سیف الموحدین 'پاسبان فقہ حنفی شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ ہے جو اس دور کے مجدّد تھے۔

ابو معاویہ زین اللہ زین



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ وَالْأَخْلَاقَ وَالْأَرْزَاقَ وَالْأَفْعَالَ، وَلَهُ الشُّكْرُ عَلَى إِسْبَاغِ نِعَمِهِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ بِالْإِفْضَالِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ وَرَسُولِهِ الْمُخْتَصِّ بِحُسْنِ الشَّمَائِلِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْمَوْصُوفِينَ بِالْفَوَاضِلِ وَالْفَضَائِلِ، وَعَلَى أَتْبَاعِهِ الْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ بِمَا ثَبَتَ عَنْهُ بِالدَّلَائِلِ. (أَمَّا بَعْدُ) نبی کریم ﷺ محبوب کل جہاں ہیں، اللہ تبارک وتعالی کے بھی محبوب ہیں، ملائکہ کے بھی محبوب ہیں، نباتات کے بھی محبوب ہیں، جمادات کے بھی محبوب ہیں، حیوانات کے بھی محبوب ہیں، انسانوں کے بھی محبوب ہیں بلکہ جنوں کے بھی محبوب ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا گھر بنایا تو انہوں نے دعا مانگی ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [1] اللہ نے دعا قبول فرما کر کائنات میں اپنے محبوب کو بھیجا، نبی کریم ﷺ ان کی دعا کا مصداق بن کر دنیا میں تشریف لائے، نبی کریم ﷺ اپنی قوم میں اس طرح جواں ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے عظیم، امانت و دیانت میں

---

[1]: سورۃ البقرہ 2:129

ان سے اصدق اور کوئی نہ تھا۔آپ فحش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے'اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کو ساری قوم صادق اور امین کہتی تھی'عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بڑے عالم تھے جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو کہنے لگے "یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نظر نہیں آتا"

ناز اں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں توآپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق! یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا توکانٹا بھی پھول ہے

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زلیخا تیری سہیلیوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی انگلیوں کے ٹکڑے کردیئے'اگر وہ کبھی میرے نبی کریم ﷺ کے حسن کو دیکھ لیتیں تو اپنے دل کے ٹکڑے کردیتیں۔سیدہ عائشہؓ کی طرف کچھ اشعار منسوب ہیں

لنا شمس وللافاق شمس
وشمسی خیر من شمس السماء
فان الشمس تطلع بعد فجر
وشمسی طالع بعد العشاء

ایک ہمارا سورج اورایک آسمانوں کا سورج ہے۔اور میرا سورج آسمانوں کے سورج سے بہتر اورافضل ہے'اسلئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد نکلتاہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتاہے۔

سیدنا حسانؓ فرماتے ہیں

وأحسنُ منك لم تر قطُّ عيني ... وأجملُ منك لم تَلِدِ النساءُ

خُلقتَ مبرأً من کل عیب.. کأنك قد خُلقتَ کما تشاءُ[1]

اے محبوب آپ سے بہتر چہرہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور آپ سے زیادہ حسن وجمال والا بچہ کبھی کسی عورت نے جنا نہیں آپ اس طرح عیبوں سے پاک ہو کر دنیا میں پیدا ہوئے گویا کہ اللہ نے آپ کو آپ کی مرضی کا حسن وجمال دے کر پیدا فرمایا۔

جہاں میں تجھ سا چہرہ ہے نہ ہے خندہ جبیں کوئی
ابھی تک جن سکی نہ عورتیں تجھ سا حسین کوئی
نہیں رکھی ہے قدرت نے میرے آقا کمی تجھ میں
جو چاہا آپ نے مولا وہ رکھا ہے سبھی تجھ میں

امام بوصیریؒ فرماتے ہیں

فھو الذی تم معناہ وصورته ... ثم اصطفاہ حبیبا باریٔ النسم
منزہ عن شریك فی محاسنه ... فجوھر الحسن فیه غیر منقسم[2]

اللہ رب العزّت کے محبوب ﷺ صورت وسیرت میں عالی مرتبہ پر فائز ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزّت نے ان کو اپنا محبوب بنایا ہے، پوری دنیا میں ان کے محاسن کا کوئی شریک نہیں ہے، حسن وجمال میں ان کا جوہر ایسا فرد کل ہے جو تقسیم ہی نہیں ہو سکتا۔

اللہ رب العزّت نے اپنے محبوب کو ان پڑھ معاشرے میں بھیجا اور نبی

1: دیوان حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ: 21

2: العمدة في إعراب البردة قصيدة البوصيري 1:40

کریم ﷺ نے وہاں صداقت وسچائی کے بیج بوئے' نبی کریم ﷺ کل جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔

نبی کریم ﷺ مومنوں سے ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو اللہ ربّ العزّت نے امام الانبیاء' امام الملائکہ' امام الکل بنا کر بھیجا' آپ کو وہ عزتیں اور بلندیاں بخشیں کہ جن پر انسان تو کیا ملائکہ بھی "عش عش" کر اٹھے۔

غار حرا میں اللہ ربّ العزّت نے نبی کریم ﷺ کو پیغمبری کا شرف عطا فرمایا اور پہلی وحی نازل فرمائی اور یہیں سے وہ آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دنیا پر نور برسایا اور اسے ایک نئی زندگی بخشی۔

؎ صحن جن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے زمانے میں انقلاب رونما ہونے لگا' دور جاہلیت خیر القرون کا لقب پا گیا' گمراہی کے اندھیرے چھٹنے لگے' آفتاب ہدایت کی کرنیں چہار دانگ عالم کو روشن کرنے لگیں' نفرت اور عداوت کی جگہ محبت اور دوستی نے لے لی' ایک دوسرے کی جان کے دشمن باہم شیر و شکر کا نمونہ پیش کرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ کی آمد سے وہ تاریخی انقلاب پیدا ہوا جس کی نظیر نہ اس سے پہلے نظر آئی ہے اور نہ بعد۔

نبی کریم ﷺ جس دور میں آئے اس دور کے لوگ جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گرے ہوئے تھے' ذات پات اور کنبوں قبیلوں کی تقسیم میں بری طرح جکڑے ہوئے تھے' ان کی معیشت زبوں حالی کا شکار تھی' معمولی معمولی بات پر

تلواریں میان سے نکال لیتے اور صدیوں تک ان کا جوش انتقام ٹھنڈا نہ ہوتا۔ اس قوم کی سیاسی حالت بھی نہایت ابتر تھی نہ فوج نہ پولیس نہ جماعت۔ روم و ایران کی حکومتیں عربوں کو خاطر میں نہ لاتی تھیں، عرب لکڑی اور پتھر کی بے جان مورتیوں کے سامنے سر بسجود ہوتے۔ اللہ کے گھر میں تین سو ساٹھ بت سجا رکھے تھے اس گھٹا توپ اندھیرے میں دنیا کے سب سے بگڑے ہوئے معاشرے میں جس ذات اقدس ﷺ کو داعیِ انقلاب بنا کر مبعوث فرمایا گیا وہ یتیم سید الانبیاء، محمد ﷺ ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے: -

آدمیت کو نئے طرز پہ ڈالا جس نے
کر دیا مشرق و مغرب میں اجالا جس نے
اسی انسان کو محبوب خدا کہتے ہیں
نام سنتے ہیں تو صَلِّ عَلٰی کہتے ہیں

خود نہ تھے جو راہ پر، اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

نبی کریم ﷺ کی شان میں قرآنی آیات

(1) ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ [1]

(2) ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ [2]

(3) ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [3]

---

[1]: سورۃ الانبیاء 107:21
[2]: [illegible]
[3]: سورۃ النساء 80:4

(4) ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ [1]

(5) ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ﴾ [2]

(6) ﴿ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ * وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ * الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ * وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ [3]

(7) ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ [4]

(8)﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾ [5]

(9) ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ [6]

(10) ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا * وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ [7]

(11) ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [8]

(12) ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ [9]

---

[1]: سورۃ العمران31:3
[2]: سورۃ بنی اسرائیل1:17
[3]: سورۃ النَّشْرَح4:94
[4]: سورۃ الضحیٰ5:93
[5]: سورۃ الکوثر1:108
[6]: سورۃ القلم4:78
[7]: سورۃ الاحزاب46:33
[8]: سورۃ الاحزاب56:33
[9]: سورۃ سبا28:34

قرآن میں نبی کریم ﷺ کی اداؤں کا تذکرہ

نبی کریم ﷺ کا سینے کا تذکرہ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

نبی کریم ﷺ کی چادر کا تذکرہ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾

نبی کریم ﷺ کے شہر کا تذکرہ ﴿ لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾

نبی کریم ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾

نبی کریم ﷺ کے معراج کا تذکرہ ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾

نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ﴿وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾

نبی کریم ﷺ کے دوستوں کا تذکرہ ﴿وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا، أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ، أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ، أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ، أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ، أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْه، لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ،﴾

نبی کریم ﷺ کے دل کا تذکرہ ﴿فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا تذکرہ﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ﴾

حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ، ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(مولانا عبدالرحمٰن جامی)

امریکہ سے ایک کتاب چھپی ہے جسکا نام "The 100 A ranking of The Most influential persons in History"

(ایک سو) ہےاس کتاب کا مصنف "مائیکل ہارٹ " .Micheal H)
Hart) ہے اس کتاب میں ساری انسانی تاریخ کے ایک سوایسے آدمیون کا تذکرہ ہے جنہوں نے مصنف کے نزدیک تاریخ پر سب سے زیادہ اثرات ڈالے کتاب کا مصنف نسلی طور پر عیسائی اور تعلیمی طور پر سائنسدان ہے مگر اپنی فہرست میں اس نے نمبر ایک پر نہ عیسیٰ کا نام رکھا ہے نہ ہی نیوٹن کا۔اس کے نزدیک وہ شخصیت جس کو اپنے غیر معمولی کارناموں کی وجہ سے نمبر ایک پر رکھا جائے وہ پیغمبر اسلام سیدنا محمد ﷺ ہیں،مصنف کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے انسانی تاریخ پر جو اثرات ڈالے وہ کسی بھی دوسری شخصیت (خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی) نے نہیں ڈالے،مصنف نے آپ کے کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے

My choice of Muhammad to world's most in fluntial lead the list of the may surprise some readers and may be questioned by others، but He was the only man in history who was supremely successful on both he religious and .secular levels[1].

ترجمہ: محمد کو اس فہرست میں سب سے اوپر رکھنے پر بہت سے لوگ حیران ہوں گے کہ میں نے ان کو کیوں دنیا کے متاثر ترین لوگوں میں سب سے پہلے رکھا ہے مگر وہ صرف واحد بندے تھے اس دنیا میں جو مذہبی اور معاشی سطح پر کامیاب ترین تھے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں"وَأَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ، وَلَا فَخْرَ،

1: "The 100 A ranking of The Most influential persons in Hostry" page number3

آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ تَحْتَ لِوَائِي، وَلا فَخْرَ،[1]

میں اولاد آدم کا قیامت کے دن سردار ہوں 'اس پر مجھے فخر نہیں اور میں وہ شخص ہوں کہ سب سے پہلے زمین اس سے کھولے گی اس پر بھی مجھے کوئی فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں اللہ کی تعریف کا جھنڈا ہو گا کوئی فخر نہیں آدم اور آدم کے بعد آنے والے سارے میرے وہی جھنڈے کے نیچے ہونگے اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے: "مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لاَ "[2]

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے اس کے جواب میں "لا" (یعنی نہیں) فرمایا ہو۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں «إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً»[3]

کہ مجھے لعنت اور بد دعا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي"»:[4]

میں خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "لَوْ كَانَ موسىٰ حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي "[5]

1: [مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: [2546] مسند عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.]

2: صحيح البخاري، كتاب الادب[78] بَابُ حُسْنِ الخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، [39] حديث: 6034

3: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة[45] بَابُ النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ [24] حديث: 6613

4: سنن الترمذي، كتاب الفتن[33] بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى ۔۔(38) حديث: 2366

5 شعب الإيمان للبيهقي حديث: 174

اگر اس وقت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلاَثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبِلاَلٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلاَّ شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلاَلٍ". [1]

یقینی بات ہے کی اللہ تعالی کی خاطر جتنا مجھے خوف وہراس کا سامنا رہا کسی اور کو نہیں رہا اور یقینی بات ہے کہ اللہ کی خاطر جس قدر مجھے ایذادی گئی اتنی کسی اور کو نہیں پہنچی اور یقینی بات ہے مجھ پر تیس دن اور راتیں ایسی گزر گئی کہ میرے اور بلال کے پاس کھانے کو کچھ بھی ایسانہ تھا کہ جو کوئی جگر دار کھا سکتا ہو سوائے اس کھٹی بھر خوراک جو بلال نے بغل میں دبار کھی تھی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ» [2]

سیدنا انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ فرماتے ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت وصورت، بچپن کی زندگی، نبوت سے قبل زندگی، نبوت کے بعد زندگی، مکی دور میں دعوت و تبلیغ کے حالات ومشکلات وتکالیف، مدنی دور ہجرت، جہادوغزوات کی تفصیلات اس تمہیدی کلمات میں سمیٹنا ممکن نہیں

-- یاصاحب الجمال ویاسید البشر

---

[1]: سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة -- [37] بَابٌ (بلا ترجمہ) [28] حديث 2640

[2]: صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير [56] بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الحَرْبِ.. [24] حديث: 2820

من وجھک المنیر لقد نوّر القمر

؎ لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں)

نبی کریم ﷺ کے شمائل وعادات اور اخلاق مثالی ہیں، نبی کریم ﷺ صاحب معراج ہیں، ساقی کوثر ہیں، شافع محشر ہیں، شفیع المذنبین ہیں، صاحب قرآن ہیں، صاحب معجزات ہیں، صبر و تحمل کا نمونہ ہیں، جود وسخا کا پیکر ہیں، ایثار کرنے والے ہیں، داعی او مبلغ ہیں، ہمارے نبی کریم ﷺ بشیر بھی ہیں، نذیر بھی ہیں، مجاہد بھی ہیں، یسین اور طہٰ بھی ہے، مزمل اور مدثر بھی ہیں، سراج منیر بھی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں مختلف شعراء کرام کے گلہائے عقیدت

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

عرب کی زمین ساری جس نے ہلادی

اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا

اور ایک نسخہ کیمیاء بھی ساتھ لایا

(مولانا الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ)

روخانہ شوہ تولہ دنیا ستاپہ راتلو

تیرے دجھل لارے شو صبا ستاپہ راتلو

پہ لات او پہ منات او پہ ھبل راغے زلزل

مانڑے دکفر ماتے شوے آقا ستاپہ راتلو

تہ زیر ے دعیسیٰ ئی هم دعائی دخلیل
په هر خوا نعرے شوے مرحباستاپه راتلو
په طمع دتشریف دے و وفانی تول کائنات
سمسورئے شولو باغ دتمناستا په راتلو

....

تیری صورت تیری سیرت زمانہ میں نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیاری دلیل بے مثالی ہے

....

؎ دنیا اگر ڈھونڈے گی ثانی محمد ﷺ
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

....

؎ دیکھی نہیں کسی نے اگر شان مصطفیٰ ﷺ
دیکھے کہ جبریلؑ ہے دربان مصطفیٰ ﷺ

....

؎ دحسن انتها دمینی زور دے محمد ﷺ
دزړونو په دنیا باندے راخور دے محمد ﷺ

....

مرا قائد ہے وہ کہ زندگی پیغام تھا جس کا
صداقت ذات تھی جس کی امانت نام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کردی
کلی آغاز تھی جس کی چمن انجام تھا جس کا

....

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے

(علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

اتانا رسول الله يتلو كتابه

كما لاح مشهود من الفجر ساطع

سلام على خير الانام وسيدى

حبيب اله العالمين محمد

بشير نذير هاشمى مكرم

عطوف رووف من يسمى باحمد

انشق له القمر, وبكى لفراقه الشجر

وسبح فى يده الحجر, انه سيد البشر

....

ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

....

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ

میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ ﷺ کے بعد

(قتیل شفائی)

نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت نے علوم کے خزانوں سے نوازا اور ان کو تمام فقہاء، محدثین، مفسرین، متکلمین، ائمہ مجتہدین، صحابہ کرامؓ، انبیاء کرامؑ سے بھی زیادہ علم دیا گیا تھا، مگر اتنے زیادہ علوم ومعارف کے ہوتے ہوئے بھی نبی کریم ﷺ عالم

الغیب نہیں تھے۔جب نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تو پیر وفقیر کیسے عالم الغیب ہوسکتے ہیں؟ لہٰذا نجومیوں کے پاس جانا اور ایسے لوگوں کے پاس جانا جو لوگوں کی قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں، فال دیکھتے ہیں، تعویذوں کو نکالتے ہیں، ناجائز اور حرام ہے۔

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

قرآن اور احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جمیع ماکان اور جمیع مایکون کا علم نہیں دیا گیا قرآن کریم میں بہت سی آیات طیبہ میں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ وسمیت تمام انبیاء کرامؑ غیب دان نہیں تھے۔ ہم قرآن اور احادیث سے چند واقعات ذکر کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف اور صرف ایک اللہ ہے۔

(1) واقعہ سیّدنا عزیر علیہ السلام

﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ﴾ [1]۔قرآن کریم میں سیّدنا عزیر علیہ السلام کا واقعہ

[1]: سورۃ البقرہ 2: 259 فَرَوَى ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ عِصَامِ بْنِ رَوَّادٍ عَنْ آدَمَ بْنِ أَبِي إِيَاسٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: هُوَ عُزَيْرٌ. (تفسير ابن كثير)، أو كالذي مرّ على قرية وهذا المارّ قيل إنه عزير، وقيل الخضر. (التسهيل لعلوم التنزيل)، وفي الذي مر عليها ثلاثة أقوال: أحدها: أنه عزير. (زاد المسير في علم التفسير)، وهل رأيت أيها النبي مثل العزير من بني إسرائيل، حين مرّ على أهل قرية من أرض بيت المقدس (التفسير الوسيط للزحيلي)، أو كالذي مرّ وهو عزير {على قرية} وهي إيليا (الوجيز في تفسير الكتاب العزيز)، أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ قال بعضهم: معناه إحيائي ليس كإحياء النمرود، ولكن إحيائي كإحياء عزير عليه السلام أحييته بعد مائة عام. (بحر العلوم)، فإن هذا الخبر عن عزير النبي عليه السلام. (لطائف الإشارات - تفسير القشيري)، وَقِيلَ: عُزَيْرٌ، أَوِ: الْخَضِرُ (البحر المحيط في التفسير)، الذي مر على قرية. وهو عزير بن شرحيا. أو الخضر (أنوار التنزيل وأسرار التأويل)، فجائز أن يكون ذلك المار هو عزيز (لباب التأويل في معاني التنزيل)

مذکور ہے کہ ان کا گزر ایک بستی پر ہوا جو ویران ہو گئی تھی لوگ بھی اس میں فوت ہوگئے تھے جب عزیر علیہ السلام نے دیکھا تو کہنے لگے ﴿ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا؟ ﴾[1] کہ اللہ تعالی ان مردوں کو کس کیفیت سے زندہ فرمائیں گے؟ تو ﴿فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ﴾[2]۔ اللہ تعالی نے سو سال کے لئے ان پر موت کا فیصلہ کیا پھر جب سو سال کے بعد زندہ فرمایا تو اللہ تعالی نے عزیر علیہ السلام سے پوچھا ﴿كَمْ لَبِثْتَ﴾ تم نے کتنا وقت گزارا؟ عزیر علیہ السلام نے جواب دیا ﴿ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ﴾[3] کہ میں نے تو ایک دن یا دن کا کچھ حصہ گزارا۔ اللہ نے فرمایا ﴿لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ﴾[4] کہ تم نے سو سال گزارے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عزیر علیہ السلام غیب دان نہیں تھے۔ انہوں نے سو سال گزارے مگر ان کو اسکا علم نہیں تھا۔

(2) واقعہ سیدنا یعقوب علیہ السلام اور سیدنا یوسف علیہ السلام

قرآن کریم میں سیدنا یوسف علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ ذکر ہے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے والد سیدنا یعقوب علیہ السلام کے ساتھ دھوکہ کیا اور جھوٹ بول کر یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کو کہا کہ یوسف کو صحرا کی طرف لے جائیں گے تاکہ وہ سیر و تفریح کریں مگر انہوں نے یوسف علیہ السلام کو مارا، پیٹا، ظلم کیا، کنویں میں پھینکا اور غلام بنا کر قافلہ والوں پر بیچ دیا۔ یوسف علیہ السلام پر مصر کی منڈی میں بولی لگی، عزیز مصر نے خریدا، زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو تکلیف دی، یوسف علیہ السلام کو جیل جانا پڑا، جیل میں کئ

[1]: سورة البقرہ 2:259
[2]: سورة البقرہ 2:259
[3]: سورة البقرہ 2:259
[4]: سورة البقرہ 2:259

سال گزارے پھر یوسف علیہ السلام کو وزارت ملی مگران سب حالات میں یعقوب علیہ السلام کو اپنے لخت جگر یوسف علیہ السلام کے احوال کا پتہ نہ چلا۔پس معلوم ہوا کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے 'انبیاء کرام علیہ السلام غیب دان نہیں۔

(3) واقعہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام

قرآن مجید میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ اپنے لشکر کے ساتھ جارہے تھے 'راستے میں پڑاؤ ڈالا اور پرندوں کی حاضری لی اورانہیں ہدہد نظر نہ آیا اسکے بارے میں پوچھا کہ ﴿ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ﴾[1] میں ہدہد کو کیوں نہیں دیکھتا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہ السلام کو غیب کا علم نہیں ہوتا' جب ہدہد آیا تو سلیمان علیہ السلام کو کہنے لگا کہ اے سلیمان علیہ السلام میرے علم میں ایک بات آئی جو آپ کے علم میں نہیں۔ ہدہد کا عقیدہ تھا کہ انبیاء کرام علیہ السلام کو علم غیب نہیں ہے۔اور وہ خبر یہ تھی کہ ادھر ہمسایہ ملک میں بلقیس حکمران ہے۔

(4) واقعہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام

سیدنا ابرہیم علیہ السلام کے پاس ملائکہ شکل انسانی میں تشریف لائے ' سلام کیا ' ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کی پر تکلف ضیافت کی جب کھانا ان کے سامنے رکھ دیا تو وہ کھانا نہیں کھارہے تھے۔ابراہیم علیہ السلام پریشان ہوئے تو مہمانوں نے بتایاآپ پریشان نہ ہوں ہم فرشتے ہیں ہم آپ کو بیٹے کی خوشخبری دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو غیب کا علم نہیں تھا۔اور جب ملائک

---

[1]: سورة النمل 20:27

علیہم السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنائی اور وہ روانہ ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا ﴿فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ﴾[1] اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو غیب کا علم نہ تھا۔

(5) واقعہ سیّدنا لوط علیہ السلام

ملائک علیہم السلام سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس شکل انسانی میں تشریف لائے۔ جب قوم نے دیکھا کہ یہ خوبصورت لڑکے ہیں تو قوم ان کے پیچھے دوڑ پڑی ' اس پر سیّدنا لوط علیہ السلام سخت پریشان ہوئے اور قوم کو کہنے لگے کہ اے میری قوم یہ میرے مہمان ہیں ان کی بے عزتی نہ کرو مگر بدکردار لوگ سیّدنا لوط علیہ السلام کی بات ماننے کو تیار نہ تھے تو ملائک علیہم السلام کہنے لگے اے لوط! پریشانی کی بات نہیں ہم کو اللہ نے ان کی تباہی کے لئے بھیجا ہے۔ سیدنا لوط علیہ السلام پیغمبر ہیں اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ ملائک علیہم السلام ہیں۔ پس معلوم ہوا غیب دان صرف ایک اللہ ہی ہے۔

(6) سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیّدنا خضر علیہ السلام کا علمی سفر

سیدنا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام دونوں جارہے تھے کشتی میں سوار ہوئے جب کشتی سے اترنے لگے تو سیدنا خضر علیہ السلام نے کشتی کو عیب دار بنایا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پوچھنے لگے یہ کام کیوں کیا؟ پھر سیدنا خضر علیہ السلام نے ایک شخص کو قتل کیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پوچھنے لگے یہ کام کیوں کیا؟ پھر سیدنا خضر علیہ السلام نے ایک دیوار کو سیدھا کیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پوچھنے لگے یہ کام کیوں کیا۔؟ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جلیل

---

[1]: سورۃ الذاریات 31:51

القدر پیغمبر ہے اور سیدنا خضر علیہ السلام کے کاموں کا ان کو پتہ نہ تھا۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء کرامؑ علم غیب نہیں رکھتے۔

(7) ایک منافق چور کا واقعہ

﴿اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ﴾ [1] سورۃ النساء کی سات 7 آیاتؔ ایک خاص واقعہ سے متعلق ہیں، مدینہ میں ایک خاندان بنوابیرق کے نام سے مشہور تھا، ان میں سے ایک شخص بشیر / طعمہ نے سیدنا قتادہ بن نعمان کے چچا رفاعہؓ کے گھر میں نقب لگا کر چوری کر لی اور یہ شخص در حقیقت منافق تھا، مدینہ میں رہتے ہوئے بھی صحابہ کرامؓ کی توہین میں اشعار لکھ کر دوسروں کے ناموں سے ان کی اشاعت کیا کرتا تھا۔ اور چوری کی صورت یہ ہوئی کہ ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں عام مسلمان فقر و فاقہ کے ساتھ تنگی سے گزر اوقات کرتے تھے اور ان کی عام خوارک جو کا آٹا تھا یا کھجوریں یا گیہوں کا آٹا جو بہت کم میسّر تھا اور مدینہ میں ملتا بھی نہ تھا، ملک شام سے جب آتا تو کچھ لوگ مہمانوں کے لئے یا کسی خاص ضرورت کے لئے خرید لیا کرتے تھے، سیدنا رفاعہؓ نے اسی طرح کچھ گیہوں کا آٹا خرید کر ایک بوری میں اپنے لئے رکھ لیا، اسی میں کچھ اسلحہ وغیرہ بھی رکھ کر ایک چھوٹی کوٹھڑی میں محفوظ کر دیا۔ ابن ابیرق / بشیر / طعمہ نے اس کو بھانپ لیا، تو نقب لگا کر یہ بوری نکال لی، سیدنا رفاعہؓ نے جب صبح کو یہ ماجرا دیکھا تو اپنے بھتیجے قتادہ کے پاس آئے اور چوری کا واقعہ ذکر کیا، سب نے مل کر محلّہ میں تفتیش شروع کی، بعض لوگوں نے بتایا کہ آج رات ہم نے دیکھا کہ بنوابیرق کے گھر میں آگ روشن

---

[1]: سورۃ النساء 105:4

تھی' ہمارا خیال ہے کہ وہی کھانا پکایا گیا ہے' بنوابیرق کو جب راز فاش ہونے کی خبر ملی تو خود آئے اور کہا کہ یہ کام لبید بن سہلؓ کا ہے 'سیّدنا لبیدؓ کو سب جانتے تھے کہ مخلص مسلمان اور نیک 'بزرگ ہیں' ان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ تلوار کھینچ کر آئے اور کہا کہ چوری میرے سر لگاتے ہو' اب میں تلوار اس وقت تک میان میں نہ رکھوں گا' جب تک چوری کی حقیقت واضح نہ ہو جائے۔ بنوابیرق نے آہستہ سے کہا کہ آپ بے فکر رہیں' آپ کا نام کوئی نہیں لیتا' نہ آپکا یہ کام ہو سکتا ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ بنوابیرق نے چوری ایک یہودی کے نام لگائی' اور ہوشیاری یہ کی کہ آٹے کی بوری کو تھوڑا سا پھاڑ دیا تھا' جس سے آٹا گرتا رہا اور رفاعہ کے مکان سے مذکورہ یہودی کے مکان تک اس آٹے کے اثار پائے گئے شہرت ہونے کے بعد چوری کیا ہوا اسلحہ اور زرہیں بھی اسی یہودی کے پاس رکھوادیں' اور تحقیق کے وقت اسی کے گھر سے برآمد ہوئیں' یہودی نے قسم کھائی کہ زرہیں مجھے ابن ابیرق نے دی ہیں۔ چونکہ بنوابیرق نے اولاً چوری کو لبید بن سہل کے نام لگایا پھر جب بات بنتی نظر نہ آئی تو اس یہودی کے سر ڈالا۔ بہرحال اب معاملہ یہودی اور بنوابیرق کا بن گیا' ادھر سیّدنا قتادہؓ اور رفاعہؓ کو مختلف صورتوں سے یہ گمان غالب ہو گیا تھا کہ کاروائی بنوابیرق کی ہے' سیّدنا قتادہؓ نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر چوری کا واقعہ اور بسلسلہ تفتیش بنوابیرق پر گمان غالب کا ذکر کر دیا' بنوابیرق کو خبر ملی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سیّدنا رفاعہؓ اور قتادہؓ کی شکایت کی کہ بلا ثبوت شرعی چوری ہمارے نام لگا رہے ہیں'

حالانکہ مسروقہ مال یہودی کے گھر سے برآمد ہوا ہے آپ ان کو روکیے کہ ہمارے نام نہ لگائیں' یہودی پر دعوی کریں۔ ظاہری حالات و آثار سے نبی کریم ﷺ کا بھی اسی طرف رجحان ہو گیا کہ یہ کام یہودی کا ہے (حالانکہ یہ کام یہودی کا نہیں تھا

اس پر الزام تھا مگر نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا) بنوابیرق پر الزام صحیح نہیں۔

بعض مفسرین نے یہاں تک لکھاہے کہ آنحضرت کاارادہ ہوگیاکہ یہودی پر چوری کی سزاجاری کردی جائے اور اسکا ہاتھ کاٹاجائے' ادھر جب سیدنا قتادہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے توآپ نے فرمایاکہ آپ بغیر دلیل اور ثبوت کے ایک مسلمان گھرانے پر چوری کاالزام لگارہے ہیں' سیدنا قتادہؓ اس معاملہ سے بہت رنجیدہ ہوئے' اور افسوس کیاکہ کاش میں اس معاملہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی بات نہ کرتا' اگرچہ میرامال بھی جاتارہتا' اسی طرح رفاعہؓ کو جب معلوم ہواکہ نبی کریم ﷺ نے ایساارشاد فرمایاتوانہوں نے بھی صبر کیااور کہا﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ﴾[1]' اس معاملہ پر کچھ وقت نہ گزرا تھاکہ قرآن کریم کاایک پورارکوع اس بارے میں نازل ہوگیاجس کے ذریعہ رسول کریم ﷺ پر واقعہ کی حقیقت منکشف کردی گئی۔[2]

بنوابیرق کی چوری کانبی پاک ﷺ کوعلم نہیں تھا بلکہ قرآن نے بنوابیرق کی چوری کھول دی۔

(8) سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا علمی سفر

سورۃ کہف میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا علمی سفر مذکورہے جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تھک گئے تو اپنے خادم سے کہنے لگے﴿آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾[3]

---

[1]: سورۃ یوسف18:12

[2]: ملخص از معارف القرآن (مفتی محمد شفیع)2:538

[3]: سورۃ الکہف62:18

کہ ہمارا ناشتہ لے آؤ' اس سفر میں تو ہم تھک گئے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ناشتہ مچھلی تھا جو خادم کے پاس ایک تھیلی میں تھا' جس مقام پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام آرام فرما رہے تھے وہاں پر مچھلی تھیلی سے نکل کر دریا میں چلا گیا تھا' چونکہ انبیاء علیہ السلام غیب دان نہیں ہوتے اس لئے ان کو مچھلی کا علم نہ ہوا اور فرمانے لگے کہ ناشتہ لے آؤ۔

(9) سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے مصر واپسی

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر واپس جا رہے تھے بیوی بھی ساتھ تھی' موسم بھی سردی کا تھا' انہیں راستہ معلوم نہیں تھا ایک مقام پر ان کو آگ کی روشنی نظر آئی تو اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ تم ادھر ٹھر جاؤ۔

﴿إِنِّي آنَسْتُ نَارًا﴾[1] کہ میں نے آگ دیکھی ہے اس سے میں تھوڑی آگ تمہارے لئے لے آؤں گا تاکہ تم گرم ہو جاؤ اور ادھر کسی سے راستہ کا بھی پوچھ لوں گا جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام ادھر پہنچے تو کوئی آگ نہیں تھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی شروع ہو گئی کہ ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ [2]سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو راستہ بھی معلوم نہ تھا اور نور کو آگ سمجھ کر آگ کے حصول کے لئے روانہ ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب نہ تھا۔

(10) واقعہ سیّدنا آدم علیہ السلام

سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا اور مسجود ملائکہ بنایا اور انہیں جنت میں رہنے کا حکم دیا' اور ایک معین درخت کے قریب جانے سے روکا مگر

---

[1]: سورة طه 10:20

[2]: سورة طه 12:20

شیطان لعین نے ان کو پھسلایا ﴿وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ﴾ [1]

قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام عالم الغیب نہیں تھے اگر آدم علیہ السلام کو ہر ہر بات معلوم ہوتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا اور شیطان کی چال میں وہ کبھی نہ آتے۔

(11) واقعہ سیّدنا نوح علیہ السلام

سیّدنا نوح علیہ السلام ساڑے نو سو سال قوم کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔جب مجرم قوم پر طوفان کی تلاطم خیز موجیں آئیں تو شفقت پدری نے جوش مارا اور اپنے بیٹے کنعان سے فرمایا' ﴿ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا﴾ [2]

اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ' اس نے کہا ﴿ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ﴾ [3]

میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا۔ وہ مجھے طوفان اور سیلاب سے بچالے گی۔ اور سیّدنا نوح علیہ السلام نے اللہ سے التجا کی اے میرے ربّ! ﴿ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي﴾ [4] اللہ نے فرمایا ﴿ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ﴾ [5]

تو نوح علیہ السلام کہنے لگے ﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ﴾ [6]

پس معلوم ہوا کہ سیّدنا نوح علیہ السلام کو دوسرں کے متعلق تو کیا' اس طوفان

1: سورة الاعرف 21:7
2: سورة هود 42:11
3: سورة هود 43:11
4: سورة هود 45:11
5: سورة هود 46:11
6: سورة هود 47:11

سے خود اپنے بیٹے کی نجات اور ہلاکت کا علم بھی نہ تھا۔

(12) واقعہ سیّدنا یونس علیہ السلام

اللہ نے مضافات موصل میں شہر نینوی کی طرف سیّدنا یونس علیہ السلام کو لوگوں کی ہدایت کے لے بھیجا یونس علیہ السلام نے قوم کو کہا کہ اگر تم بات نہیں مانتے تو تم پر تین دن کے بعد عذاب آئے گا یونس علیہ السلام قوم سے ناراض ہو کر بستی سے نکل گئے۔ قوم نے عذاب کے کچھ آثار دیکھے تو گھبرا کر سب نے سچے دل سے توبہ کر لی۔ یونس علیہ السلام قوم کی طرف واپس نہ آئے بلکہ کشتی میں سوار ہو گئے اور جب کشتی غرق ہونے لگی تو تین مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی اور تینوں مرتبہ یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا تو انہوں نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور مچھلی نے ان کو لقمہ بنالیا۔ اگر یونس علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہوتا تو ان کو پہلے ہی یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرا کشتی میں سوار ہو جانا اور اس علاقے سے چلا جانا مناسب نہیں۔

(13) واقعہ سیّدنا عیسٰی علیہ السلام

قیامت کے دن اللہ تعالی عیسٰی علیہ السلام سے جب یہ سوال فرمائے گا ﴿أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ [1] کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے ورے دو معبود بنالو تو عیسی علیہ السلام فرمائیں گے ﴿سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ * مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

---

[1]: سورۃ المائدہ 116:5

مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ [1] تو پاک ہے مجھے کیا حق ہے کہ میں ایسی بات کہتا جس کا میں سرے سے حقدار ہی نہ تھا اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہے تووہ تجھ کو معلوم ہے۔کیونکہ تومیرے جی کی باتیں جانتا ہے اور میں تیرے جی کی باتیں نہیں جانتا اس لئے کہ ﴿أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾ بے شک تو ہی ہے غیوب اور چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے توان کو وہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اے لوگو صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان سے خبر دار تھا جب تک کہ میں ان میں موجود تھا پھر جب تو نے مجھ کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا تو تو ہی ان کی خبر رکھنے والا تھا اور تو ہر چیز سے خبر دار ہے۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ان کو تفصیل سے معلوم ہوتا کہ قوم نے ان کے بعد کیا کچھ کہا ہے۔

(14) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین نے مسجد کے افتتاح کی دعوت دی

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین نے دعوت دی کہ آپ ہمارے ہاں مسجد کی افتتاح کے لئے تشریف لائیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی سفر پر جارہا ہوں واپسی میں افتتاح کے لئے جاؤں گا' واپسی پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانے کا ارادہ فرمایا تو وحی نازل ہوئی کہ ﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ [2] اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہو جا۔

---

[1]: سورۃ المائدہ 117:5
[2]: سورۃ التوبہ 108:9

(15) واقعہ سیدنا زکریا علیہ السلام

سیدنا زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس عجیب پھل دیکھنے تو کہنے لگے ﴿يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا﴾ [1] اے مریم یہ پھل کہاں سے آئے؟ زکریا علیہ السلام پیغمبر تھے مگر علم غیب نہیں رکھتے۔

(16) واقعہ افک

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [2].

امام بخاریؒ نے حدیث افک کو تین مقامات میں بالتفصیل ذکر کیا ہے، اور پندرہ مقامات میں مختصراً ذکر کیا ہے، اس طرح کل اٹھارہ مقامات میں اس کو بیان کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں کتاب التفسیر میں سورۃ النور کے ضمن میں تقریبا ستائیس صفحات پر مشتمل تفصیلی کلام کیا ہے۔

واقعہ افک کا مختصر تذکرہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو ازواج مطہراتؓ کے مابین قرعہ اندازی کرتے تھے، چنانچہ غزوہ بنوالمصطلق جس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع ہے اسمیں عائشہؓ کا نام نکلا، جب غزوہ سے فراغت ہوئی واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈالا، رات کے آخری حصہ میں نبی کریم ﷺ نے روانگی کا اعلان فرمایا، عائشہؓ اعلان سن کر قضائے حاجت کے لئے چلی گئیں، ادھر

[1]: سورۃالعمران 37:3
[2]: سورۃالنور 11:24

عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا وہ اسکو تلاش کرنے لگیں، عائشہؓ کا ہودج ان کے اونٹ پر رکھ دیا گیا، قافلہ روانہ ہو گیا عائشہؓ جب واپس آئی تو قافلہ نکل چکا تھا، اماں جی نے یہ ہوشیاری کی کہ ادھر ہی لیٹ گئیں، صفوان بن معطلؓ کو نبی کریم ﷺ نے اس مقصد سے پیچھے چھوڑا تھا، کہ اگر قافلے سے کوئی چیز رہ جائے تو وہ اٹھا کر لائیں، صبح جب صفوانؓ نے دیکھا تو پہچان لیا کیونکہ پردہ کے نزول سے پہلے صفوانؓ نے اماں جی کو دیکھا تھا۔ صفوانؓ کے استرِ جاع سے عائشہؓ بیدار ہو گئیں اور عائشہؓ قسم کھا کر فرماتی ہیں کہ میں نے ان کے استر جاع کے علاوہ کوئی کلمہ نہیں سنا، عائشہؓ اونٹ پر سوار ہو گئیں، دوپہر کے وقت لشکر کے پاس آئے، ابن سلول نے تہمت لگا کر پروپیگنڈہ مہم شروع کی، حسانؓ، مسطحؓ اور حمنہ بنت جحشؓ بھی اس پروپیگنڈوں سے اثر لے گئے۔ مدنیہ منورہ پہنچنے کے بعد اماں جی بیمار ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کے پاس تشریف لا کے سلام کرتے اور پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ پھر واپس تشریف لے جاتے، عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس طرز عمل سے مجھے قدرے شک ہوا لیکن مجھے اس قصے کا علم نہیں تھا۔ اماں جی امّ مسطحؓ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے نکلیں، جب واپس آ رہی تھیں امّ مسطح چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور بولیں تَعِسَ مِسۡطَحٌ مسطح ہلاک ہو، اماں جی نے امّ مسطح سے کہا تم نے بہت بڑا جملہ کہہ دیا مسطح تو بدری صحابی ہے اسطرح دو مرتبہ پھر اس نے تَعِسَ مِسۡطَحٌ کہا، پھر عائشہؓ کو پورا ماجرا سنایا جس سے عائشہؓ کا مرض اور بڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر کے میکے چلی گئیں، والدین نے بہت زیادہ تسلی دی۔ اماں جی پوری رات روتی رہیں نبی کریم ﷺ بھی پریشان ہیں، صحابہؓ سے مشورہ لیتے ہیں بعض نے عائشہؓ کے بارے میں خیر کی بات کہہ دی بعض نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ پریشان مت ہونا آپ

کے لئے عورتیں بہت ہیں، نبی کریم ﷺ نے بریرہؓ سے پوچھا، اس نے بتایا کمسن ہے آٹا گوند کر اس کو کھلا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری آ کر آٹے کو کھا جاتی ہے باقی عائشہ میں ہم نے کچھ کمی نہیں دیکھی۔

عائشہؓ والدین کے گھر میں روتی رہیں آنسو تھمتے نہیں، نہ اسکو نیند آتی ہے، قریب تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے، نبی کریم ﷺ تشریف لائے عائشہ سے فرمانے لگے کہ عائشہ اگر تم سے گناہ سرزد ہو گیا ہے؟ تو توبہ واستغفار کرو اگر تم پاک ہو تو اللہ تمہیں ضروری بری کریں گے، عائشہ نے والدین سے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کو جواب دو تو انہوں نے معذرت کر دی۔ عائشہ باجود کم عمری کے مجبوراً جواب دینے لگیں" کہ خدا کی قسم آپ نے جو بات سنی ہے آپ کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے، اگر میں تہمت کا اعتراف کر لوں تو آپ کہیں گے کہ صحیح بات کہی اور اگر کہوں کہ بری ہوں تو آپ تصدیق نہیں کریں گے، بس میری مثال یوسفؑ کے والد کی طرح ہے (جب بیٹوں کی غلط بات سن کر) فرمایا ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾[1] رسول اللہ ﷺ مجلس سے نہیں اٹھے تھے کہ وحی نازل ہونے لگی، پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرنے لگے حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ مسکرا رہے تھے عائشہؓ کو فرمایا عائشہ اللہ نے تمہاری براءت نازل کر دی، سورۃ النور کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

اس واقعہ سے عالم الغیب کا مسئلہ روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے، اگر نبی کریم ﷺ غیب دان ہوتے تو اتنی پریشانی کیوں تھی؟

---

[1]: سورۃ یوسف 18:12

عاقل کوتواب بس ہے صرف ایک اشارہ
نادان تو سمجھتا نہیں دفتر نہ رسالہ

(17) آیت تحریم کا واقعہ نزول)

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [1] ترجمہ: اے نبی ﷺ تو کیوں حرام کرتا ہے جو کچھ اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول شریف تھا کہ عصر کے بعد کھڑے کھڑے سب ازواج مطہرات کے پاس خبر گیری کے لئے تشریف لاتے تھے' ایک دن زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے اور شہد پیا تو عائشہؓ کو رشک آیا اور حفصہؓ سے مشورہ کیا' کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی کریم ﷺ تشریف لاویں تو یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے (مغافیر ایک خاص قسم کا گوند ہے جسمیں کچھ بدبو ہوتی ہے)' اگر شہد کی مکھی اس سے شہد حاصل کرے تو اسکے اندر بھی اس بساند کا اثر آجاتا ہے' اور یہ بات سب کو معلوم تھی کہ نبی کریم ﷺ نہایت نفاست پسند ہیں' اور آپ کو اس سے سخت نفرت ہے کہ آپ کے اندر کسی قسم کی بدبو پائی جائے اس سے زینبؓ کے ہاں ٹھہرنے سے روکنے کی خاطر یہ تدبیر اختیار کی گئی اور یہ کارگر ثابت ہوئی' جب عائشہؓ نے بھی اور حفصہؓ نے آپ سے (الگ الگ) کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے تو آپ نے عہد و قسم کیا کہ پھر شہد نہ پیوں گا اور اخفاء کی تاکید کی' مگر ایک بی بی نے دوسرے سے کہہ دیا۔

[1]: سورة التحريم 1:66

نبی کریم ﷺ کو عائشہؓ، صفیہؓ کے صلاح و مشورہ کا علم نہیں تھا۔

ازواج مطہرات کا بھی عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں اسلئے نبی کریم ﷺ سے پوچھتی ہیں ﴿مَنْ أَنْبَأَكَ هٰذَا﴾ [1] ؟

(18) اسیران بدر کے بارے میں مشورہ

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ * لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [2]

کسی نبی کو لائق نہیں کہ اس کے یہاں قیدی آویں جب تک نہ خون کرے ان کے ملک میں، تم چاہتے ہو سامان دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت اور اللہ زور آور ہے حکمت والا۔ اگر نہ ہوتی ایک بات جو لکھ چکا اللہ پہلے تو تم کو یہ آپڑتا اس لینے میں بڑا عذاب۔

اس آیت کا واقعہ مختصراً یہ ہے کہ جنگ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان قیدیوں پر احسان کیا جائے اور کچھ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے ہم کو مالی قوت حاصل ہوگی اور پھر بھی امید ہے کہ کسی دن یہ لوگ راہ راست پر آجائیں گے اور اسلام قبول کریں گے، سیدنا عمرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ! حق تعالیٰ نے ان کے فدیہ سے آپ کو مستغنی فرمادیا ہے اور یہ سب ائمہ کفر اور سرداران مشرکین ہیں۔ اگر ان کو تہ تیغ کردیا جائے تو کفر کی بڑی طاقت ٹوٹ جائے گی، لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ہم میں

---

[1]: سورة التحريم 3:66
[2]: سورة الانفال 68:8

سے جس کا جو عزیز قریب ان میں ہو وہ اسی کے حوالہ کیا جائے اور وہی اس کی گردن اڑادیں۔ میرا فلاں عزیز میرے حوالہ کردیا جائے سیدنا علیؓ کا فلاں بھائی ان کے ہاتھ میں سیدنا حمزہؓ کا فلاں بھائی ان کے ہاتھ میں دیا جائے اور ہم خود اپنے ان عزیزوں کو قتل کریں۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمرؓ کی رائے کو پسند نہیں فرمایا اور ابو بکرؓ کے مشورہ کو اختیار فرمایا اوران تمام قیدیوں کو معاوضہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو بتلایا گیا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ نا مناسب نہ تھا انہیں تہ تیغ ہی کردینا چاہیے تھا۔

(19) سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی

سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور کی طرف جارہے تھے تو اپنے بھائی سیّدنا ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب چلے گئے تو سامری نے بنی اسرائیل کو گمراہ کردیا ہارون علیہ السلام نے ان کو مسئلہ بیان کیا مگر انہوں نے نہیں مانا، جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام واپس آئے اور دیکھا کہ بنی اسرائیل گوسالہ پرستی میں مبتلا ہوگئے ہیں تو سخت غصہ ہوئے اور ہارونؑ کو سر اور داڑھی سے پکڑلیا ہارونؑ نے کہا ﴿ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي﴾ [1] کہ اے میری والدہ کے بیٹے! مجھے سر اور داڑھی سے نہ پکڑئے ﴿فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ﴾ [2] اسلئے غصہ ہوگئے ان کے خیال میں یہ تھا کہ ہارونؑ نے دعوت و تبلیغ میں کمی و کوتاہی کی ہے۔ حالانکہ ہارونؑ نے دعوت و تبلیغ میں کمی کوتاہی نہیں کی تھی چونکہ موسیٰؑ غیب کا علم نہیں رکھتے تھے، اسلئے غصہ ہوئے۔

1: سورۃ طہ 94:16
2: سورۃ الاعراف 150:7

(20) عَبَسَ وَتَوَلّٰی * أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَی [1]

نبی کریم ﷺ مشرکین مکہ کے سرداروں کو دعوت دین دے رہے تھے کہ ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن ام مکتومؓ آئے اور وہ بھی کچھ سوالات پوچھنے لگے نبی کریم ﷺ کو اس نابینا صحابی کے سوالات ناگوار لگے 'نبی کریم ﷺ چونکہ حریص فی التبلیغ تھے آپ کا خیال تھا کہ یہ سردار اگر بات مان لیں تو بہت سے لوگ ان کی وجہ سے ایمان لے آئیں گے 'مگر اللہ تبارک وتعالی نے وحی نازل فرمائی کہ اے محبوب جو طالب صادق ہے ان کو پوری توجہ دیں اور مشرکین تو طلب ہی نہیں رکھتے 'اگر نبی کریم ﷺ کو علم غیب ہوتا تو ابن ام مکتومؓ سے معمولی توجہ بھی نہ ہٹاتے۔

(21) واقعہ جنات

جنات کا واقعہ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم میں دو مقامات پر ذکر کیا ہے ایک سورۃ احقاف میں دوسرا سورۃ جن میں۔اس واقعہ کا تفصیل اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعثت سے قبل جنات آسمانوں پر جاکر آسمانی خبریں سن آیا کرتے تھے مگر نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد وحی کی حفاظت کے لئے آسمانوں پر پہرے بٹھادیئے گئے جنات کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا 'جنات جمع ہوئے اور اس صورت حال پر غور کرنے لگے مشورہ طے پایا کہ مختلف وفود اور مختلف اطراف میں بھیجا جائے اور معلوم کرے کہ کونسا نیا واقعہ پیش آیا ہے ایک وفد حجاز کی طرف بھی پہنچا نبی کریم ﷺ بطن مکہ کے مقام پر فجر کی نماز پڑھا رہے تھے 'جنات کے اس وفد نے جب نبی کریم ﷺ کی زبان سے قرآن سنا تو ایک دوسرے کو خاموش کرنے لگے اور سب نے غور

---

[1]: سورۃ عبس 2:80

سے قرآن سنا اور سب مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کی طرف داعی بن کر لوٹے۔ نبی کریم ﷺ کو ان جنات کے آنے کی خبر نہ تھی سورۃ جن کے نزول سے آپ کو پورا واقعہ معلوم ہوا۔

(22) ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا﴾ [1]

مشرکین مکہ نے بسازش یہودی نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ روح 'اصحاب کھف اور ذوالقرنین کے متعلق ہمیں خبر دیدیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا۔ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ مشرکین کل آئے 'اور وحی تو آئی نہیں تھی اور اللہ کے رسول ﷺ بغیر وحی کے کیسے بتا سکتے ہیں۔ دشمنوں نے بطور توہین مذاق اڑانا شروع کیا۔ اٹھارہ دنوں تک یہی حال رہا پھر جبریل آمین علیہ السلام سورۃ کھف کی وحی لیکر جلوہ گر ہوئے اور یہ پیغام ربانی بھی سنایا کہ ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا﴾ کہ کسی چیز کے متعلق آپ یہ فیصلہ نہ کریں کہ میں صبح اسکا کرنے والا ہوں 'ہاں انشاء اللہ کہہ دینا۔

(23) دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ غیر واقع ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ میں دیدار کا خواہشمند ہوں اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا 'اچھا اگر تمہیں خوامخواہ شوق ہے تو میں اپنے نور کی تجلی اس پہاڑ پر ڈالتا ہوں 'اگر پہاڑ اپنی جگہ پر جما رہا تو پھر کہیں تم مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں دیکھ سکتے 'جب اللہ نے اس پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا' موسیٰ بے ہوش ہوکر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو فرمانے لگے 'میرے رب!

---

[1]: سورۃ الکھف 23:18

میری توبہ۔ اگر موسیٰ کو علم غیب ہوتا اور پہلے ہی سے یہ جان لیتے کہ مجھے اللہ کا دیدار اور رؤیت نصیب نہ ہوگی تو کبھی بھی سیدنا موسیٰ یہ سوال اور مطالبہ نہ کرتے۔

(24) موسیٰ علیہ السلام کا مدین کی طرف جانا.

سیدنا موسیٰ نے جب مصر سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور مدین کا انتخاب کیا سیدنا موسیٰ کے ہمراہ نہ کوئی رفیق تھا اور نہ زاد راہ' تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ اس تمام سفر میں موسیٰ کی خوراک درختوں کے پتوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا' جب مدین کی سرزمین میں قدم رکھا تو دیکھا کہ کنوئیں کے سامنے پانی کے حوض پر ہجوم ہے اور لوگ جانوروں کو پانی پر جانے سے روک رہی ہیں' موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر لڑکیوں سے پوچھا کہ تم کیوں پانی نہیں پلاتیں پیچھے کس لئے کھڑی ہو دونوں اپنی مجبوری بیان کی' موسیٰ آگے بڑھے اور ان کے مویشیوں کو پانی پلادیا۔ لڑکیاں جب گھر پہنچیں تو خلاف عادت جلد واپسی پر والد نے پوچھا لڑکیوں نے سارا ماجرا سنایا' شیخ مدین اگر شعیب علیہ السلام تھا تو ان کو بھی غیب کا علم نہ تھا اسلئے بچیوں سے جلد آنے کا وجہ پوچھا اور جب موسیٰ ان کے گھران کے بلادے پر آگئے تو موسیٰ سے بھی حالات پوچھ رہے ہیں اگر غیب کا علم ان کو حاصل ہوتا تو پھر موسیٰ علیہ السلام سے کیوں پوچھتے۔

علم غیب احادیث کی روشنی میں

(1) نبی کریم کو کھانے میں زہر دی گئی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ،(1)

1: [صحیح البخاری، کتاب المغازی [64] بابُ الشاۃ التی سمت للنبی [41] حدیث 4249]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زہر آلود بکری ہدیہ پیش کی گئی۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ وہ زہر جو میں نے غزوہ خیبر کے موقع پر بکری کے گوشت کے ساتھ کھایا تھا' اس کی وجہ سے میں اپنی رگ جان کے ٹوٹنے کو محسوس کر رہا ہوں۔ چونکہ غزوہ خیبر کے موقع پر آپ نے زہریلے گوشت کے ٹکڑے کو صرف منہ میں رکھا تھا اور سیّدنا جبریل علیہ السلام کے اطلاع دینے پر اسے تھوک دیا تھا لیکن منہ میں رکھنے کی وجہ سے اس کا اثر آپ برابر بعد میں محسوس کیا کرتے تھے اور اس موقع پر آپ نے فرمایا' کہ زہر کے اثر سے مجھے اپنی رگ جان کے ٹوٹنے کا اندازہ ہو رہا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک نے رسول اللہ ﷺ کو شہادت کی موت سے سرفراز فرمایا ہے۔ امام وقت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جو مسلمان زہر کی وجہ سے انتقال کر جائے وہ اخروی لحاظ سے شہید ہے [1]

☆ اس روایت سے ایک اور بنیادی مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کتنا اونچا مقام ہے مگر پھر بھی غیب دان نہیں ہیں بغیر وحی کے ان کو معلوم نہ ہوا کہ اس کھانے میں زہر ملا دی گئی ہے اور نہ پیغمبر پاک ﷺ کو یہ پتہ تھا کہ درحقیقت دعوت کے نام پر نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ جب پیغمبر پاک ﷺ کو غیب کا پتہ نہیں تو پیر فقیر کو کیسے غیب کا علم ہو سکتا ہے۔

---

[1]: فیض الباری 143:4

☆ اگر آپ ﷺ کو ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو آپ زہر کیسے تناول فرماتے؟ اور دیگر صحابہ کرامؓ کو کیسے کھانے کے لئے دیتے؟

(2) سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ کی بیوی کا واقعہ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بن مسعود الهذلى قَالَتْ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ» وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَيْتَامٍ فِي حَجْرِهَا، قَالَ: فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ: سَلْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حَجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ؟ فَقَالَ: سَلِي أَنْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى البَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي، فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلاَلٌ، فَقُلْنَا: سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي، وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي؟ وَقُلْنَا: لاَ تُخْبِرْ بِنَا، فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «مَنْ هُمَا؟» قَالَ: زَيْنَبُ، قَالَ: «أَيُّ الزَّيَانِبِ؟» قَالَ: امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: «نَعَمْ، لَهَا أَجْرَانِ، أَجْرُ القَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ»[1]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ کی زوجہ محترمہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ مجلس ذکر و نصیحت میں عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے عورتوں کی جماعت! صدقہ و خیرات کرو اگرچہ وہ تمہارے زیورات ہی میں سے کیوں نہ ہوں' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں سیدنا

[1]: [صحیح البخاری . کتاب الزکاۃ [24] باب الزکاۃ علی الزوج [48] حدیث: 1466،1462]

عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے پاس آئی اور ان سے کہنے لگی۔ کہ آپ خالی ہاتھ مرد ہیں۔ اور چونکہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے آپ رسول ﷺ کی خدمت میں جاکر یہ معلوم کریں اگر میں آپ پر اور آپ کی اولاد پر بطور صدقہ خرچ کروں تو آیا یہ صدقہ میرے لئے کافی ہوگا یا نہیں 'اگر آپ کی اولاد کو میرا صدقہ دینا میرے لئے کافی ہوجائے تو پھر آپ ہی کو صدقہ دے دوں اور اگر میرے لئے کافی نہ ہو تو پھر آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں پر بطور صدقہ خرچ کروں۔ سیدہ زینب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کہتی ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے مجھ سے کہا کہ تم ہی جاؤ چنانچہ میں خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں وہاں کیا دیکھتی ہوں کہ رسول ﷺ کے دروازے پر انصار کی ایک عورت کھڑی ہے اور ہماری دونوں کی حاجت یکساں تھی یعنی وہ بھی معلوم کرنے آئی تھی آیا میں اپنا صدقہ کا مال اپنے خاوند اور اسکے متعلقین کو دے سکتی ہو یا نہیں؟ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہیبت وعظمت کا پیکر تھی اسلئے ہم وہاں سے نکل کر سیدنا بلال رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاکر عرض کریں کہ دروازہ پر کھڑی ہوئی دو عورتیں آپ سے پوچھتی ہیں کہ کیا اپنے شوہروں اور ان یتیموں کو جو ان کی پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا ان کے لئے کافی ہوجائے گا؟ مگر نبی کریم ﷺ کو یہ نہ بتائیں کہ ہم کون ہیں یعنی انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر کرکے ریا سے بچنے میں مبالغہ کیا۔ سیدنا زینبؓ کہتی ہیں کہ سیدنا بلالؓ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے وہ مسئلہ دریافت کیا نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے پوچھا کہ دو عورتیں کون ہیں'؟ سیدنا بلال رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے عرض

کیا کہ ایک انصار میں کوئی عورت ہے' اور دوسری زینب رضی اللہ عنہا ہیں آپ نے فرمایا کہ کون سی زینب رضی اللہ عنہا؟ سیّدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ نے عرض کیا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ کی بیوی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ان کے لئے دوہرا ثواب ہے: ایک تو حق قرابت کا اور دوسرا صدقہ دینے کا۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے ہیبت و عظمت کا پیکر بنایا تھا اور لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے انتہا تعظیم کرتے تھے۔

☆ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ کو منع کر دیا تھا کہ وہ ان کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ بتائیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ نام پوچھا تو سیدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔

☆ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مذکورہ صدقہ سے نفلی صدقہ مراد ہے اور صاحبین کے نزدیک نفلی اور فرض دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

☆ ابن مسعودؓ کی زوجہ محترمہ بلالؓ سے کہتی ہے کہ میرا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ بتائیں صحابہؓ کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب نہیں۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلالؓ سے پوچھتے ہیں «أَيُّ الزَّيَانِبِ؟» کہ کون سی زینب ہے؟اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم نہ تھا' کیونکہ عالم الغیب تو صرف ایک اللہ ہی ہے۔

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کا ہاتھ نہیں پہچانا

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً، مَدَّتْ يَدَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ فَقَبَضَ يَدَهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَدَدْتُ يَدِي إِلَيْكَ بِكِتَابٍ فَلَمْ

تَأْخُذْهُ، فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَدْرِ أَيَدُ امْرَأَةٍ هِيَ أَوْ رَجُلٍ» قَالَتْ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ، قَالَ: «لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ[1].

سیّدنا عائشہؓ کہتی ہے کہ ایک دن ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ اشارہ کیا، جسمیں ایک پرچہ تھا جو کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا تھا (یعنی اس عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپناہاتھ نکال کروہ پرچی نبی کریم ﷺ کو دینا چاہی)

لیکن نبی کریم ﷺ نے اپناہاتھ کھینچ لیا یعنی وہ پرچہ نہیں لیااور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا؟ اس عورت نے عرض کیا "یہ عورت کا ہاتھ ہے" آپ نے فرمایا اگر تو عورت ہوتی (یعنی تجھے عورتوں کا طور طریقہ ملحوظ رکھنا آتا) تواپنے ناخن کی رنگت کو مہندی کے ذریعے ضرور تبدیل کرتیں۔

(فوائد الحدیث)

☆ یہ حدیث عورتوں کے ہاتھوں پر مہندی لگانے کے استحباب کو اور رہن سہن کے طریقوں نیز آداب معاشرت کی تلقین کو پرزور انداز میں واضح کرتی ہے۔

☆ اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام زندہ تھے اور ہاتھ کو نہیں پہچانا اسلئے تو فرمایا۔«إِنِّي لَمْ أَدْرِ أَيَدُ امْرَأَةٍ هِيَ أَوْ رَجُلٍ»

لہٰذا عالم بكل شي هو الله کہ غیب کا علم جمیع ماکان اور جمیع مایکون کا علم صرف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے۔

---

[1]: [سنن النسائی، کتاب الزینة [49] باب الخضاب للنساء [18] حدیث: 5089]

(4) سیدنا ابن عباسؓ کو نبی کریم ﷺ کی دعا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الخَلاَءَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَ: «مَنْ وَضَعَ هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ»[1]

سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کی ضرورت سے تشریف لے گئے تو میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے پانی بھر کر رکھا' آپ ﷺ تشریف لائے' پوچھا کہ پانی کس نے رکھا ہے؟ جب نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی تو فرمانے لگے: اے اللہ! ان کو دین کا علم عطا فرما۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ نے ابن عباسؓ کو اپنے سینہ مبارک سے لگا کر یہ عظیم دعا دی بعض روایات میں "دین" کی جگہ "کتاب" اور بعض میں "الحکمة" کا لفظ ہے۔

☆ یہ روایت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں 16 مقامات پر ذکر کی ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے ابن عباسؓ پر جو یہ مخصوص شفقت فرمائی اور خاص دعا دی اسکا سبب کیا تھا؟

جواب: احادیث مبارکہ میں دو واقعے ملتے ہیں ایک کا تعلق خدمت سے ہے اور دوسرے کا تعلق ادب واحترام سے ' نبی کریم ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو ابن عباسؓ نے سوچا کہ جب میں یہاں حاضر ہوں تو مجھے کوئی خدمت انجام دینی چاہئے اس سلسلے میں تین صورتیں سامنے آئیں۔ پانی لے کر خلا

[1]: [صحیح البخاری. کتاب العلم [4] باب وضع الماء عند الخلاء [10] حدیث: 143]

میں حاضر ہونا' بیت الخلا کے دروازے کے باہر آپ کے قریب پانی رکھ دینا' یا آپ کے طلب کرنے پر پانی حاضر کرنا' پہلی صورت میں بے پردگی تھی' تیری صورت میں تعمیل حکم میں تاخیر کا خطرہ تھا' البتہ دوسری صورت میں پردہ کی رعایت تھی لہٰذا اسی کو اختیار کیا' نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ ابن عباسؓ کو زیادہ فہم اور دانائی سے نوازیں۔ کیونکہ خدمت کی جو شکل اختیار کی وہ ابن عباسؓ کی دانائی پر دلالت کرتی ہے تو دعا بھی نبی کریم ﷺ نے جزاء من جنس العمل کے اصول پر فرمائی ۔ معلوم ہوا بڑوں کی خدمت بڑوں سے دعاؤں کے حصول کا ذریعہ ہے' دوسرا واقعہ مسند احمد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن عباسؓ کو تہجد کی نماز میں اپنے برابر کھڑا کر لیا' ابن عباس پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوئے آپ نے پھر برابر کھڑا کیا وہ پھر پیچھے ہو گئے' آپ نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ میں جب تمہیں آگے کرتا ہوں تو تم پیچھے کیوں ہو جاتے ہو' ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ " أَوَيَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّي حِذَ اءَكَ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ" کیا کسی شخص کے لئے مناسب ہے کہ آپ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے اس پر نبی کریم ﷺ نے علم و فہم کی زیادتی کی دعا دی۔

اور حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے تو پوچھا: «مَنْ وَضَعَ هَذَا؟ کہ یہ پانی کا برتن کس نے رکھا ہے؟ اور اسی روایت میں یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میمونہؓ سے پوچھا" «نَامَ الغُلَيِّمُ» "کہ لڑکا سو گیا؟ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی غیب دان نہیں۔

علم غیب کس نہ مے داند بجز پروردگار
این کہ مے گوید کہ من دانم ازو باور مدار

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتہ تا نہ گفتہ جبریل
جبریلش ہم نہ گفتہ تا نہ گفتہ کردگار

(5) نبی کریم ﷺ بھول گئے

عن أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيَامًا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ، ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا: «مَكَانَكُمْ» ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ "[1]

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نماز قائم کی گئیں اور صفیں بھی سیدھی کردی گئی' اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے تو جب آپ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑے ہوگئے '(انہیں) اس وقت یاد آیا کہ وہ تو جنبی ہیں' ہم سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو[اور آپ تشریف لے گئے] پھر جب آپ واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا' پھر آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور ہم سب نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان اور نسیان لازم وملزوم ہیں اس لئے انسان کوئی بھی ہو تو اس سے بھول چوک ہو سکتی ہے آپ بھی انسان تھے اس لئے آپ سے یہ بھول سرزد ہو گئی کہ عین اس وقت کہ جب نماز کھڑی ہونے کو تھی تو آپ کو یاد آیا کہ میں نے تو ابھی غسل کرنا ہے پھر آپ واپس گئے اور غسل کرنے کے بعد

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الغسل [5] باب اذا ذکر فی المسجد انه جنب [17] حدیث: 275]

آئے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد لوگوں کو بتایا کہ میں بھول گیا تھا حالانکہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔

☆اور یہ روایت نفی علم غیب عن رسول اللہ ﷺ پر بھی دلالت کرتی ہے۔

(6) واقعہ جابر بن عبداللہؓ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ البَابَ، فَقَالَ: «مَنْ ذَا» فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ:«أَنَا أَنَا» كَأَنَّهُ كَرِهَهَا [1]

سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے والد کے قرض کے بارے میں آیا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر پاک ﷺ پوچھنے لگے کہ کون ہے؟ میں کہنے لگا کہ میں ہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں میں ہوں گویا کہ آپ نے ان کو نا پسند کیا۔

(فوائد الحدیث)

☆چونکہ نبی کریم ﷺ معلّم بنا کر بھیجے گئے تھے تو صحابیؓ کو تعلیم دے رہے ہیں کہ اگر اسطرح معاملہ میں کوئی پوچھے کہ تم کون ہو تو اپنا نام ظاہر کرنا چاہیے۔ اسی طرح فون پر بات کرتے وقت بھی سلام کے بعد فوراً اپنا نام بتانا چاہیئے۔

☆اور حدیث پاک سے ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں صحابیؓ دروازہ کے باہر ہے اور نبی کریم ﷺ پوچھتے ہیں کہ من؟ کون ہے؟ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الاستیذان [79] باب إذا قال من ذا؟ فقال انا [17] حدیث: 6250]

(7) واقعہ ذوالیدین

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقَصُرَتِ الصَّلاَةُ، أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ [1]

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ چار رکعت والی نماز کے دو رکعتیں پڑھ کر رسول اللہ ﷺ علیحدہ ہوگئے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے ذوالیدین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کمی کر دی گئی یا آپ بھول گئے ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے دوسرے لوگوں سے فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟۔ لوگوں نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ ! پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور دو رکعتیں اور پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر اپنے معمول کی سجدوں کی طرح سجدے کیے یا اس سے کچھ تھوڑے سے طویل ہوں گے۔

(فوائد الحدیث)

☆اس صحابیؓ کو ذوالیدین اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس کے ہاتھوں میں کچھ درازی تھی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الآذان [10] بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ الإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ؟ [69] حدیث: 482،714]

"وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ، يُقَالُ لَهُ: ذُو الْيَدَيْنِ،" (1)

اس صحابیؓ کا نام خرباق تھا' ذوالیدین کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

☆ یہ روایت اس بات کو بھی واضح کردیتی ہے کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

(8) مسجد کی صفائی کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ المَسْجِدَ فَمَاتَ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَاتَ، قَالَ: «أَفَلاَ كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ - أَوْ قَالَ قَبْرِهَا - فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا» (2)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حبشی مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی' جب وہ مر گئی تو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا' لوگوں نے کہا کہ وہ مر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں اطلاع نہ دی۔ مجھے اس کی قبر بتاؤ' چنانچہ لوگوں نے بتایا پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

(فوائد الحدیث)

☆ ابن مندہؒ نے تصریح کی ہے یہ عورت تھی' البتہ شک راوی کی طرف سے ہے۔

1: [صحیح البخاری ،کتاب الصلوۃ [8] بَابُ تَشْبِيكِ الأَصَابِعِ فِي المَسْجِدِ وَغَيْرِهِ[88] حدیث:482]

2: [صحیح البخاری ،کتاب الصلاۃ[8] بَابُ كَنْسِ المَسْجِدِ وَالتِقَاطِ الخِرَقِ وَالقَذَى وَالعِيدَانِ [72] حدیث:458]

☆اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کی خادمہ کو جب نہ دیکھا تو پوچھا' تو اسی طرح خادم اور دوست وغیرہ کی عدم موجودگی میں ان کے احوال دریافت کرنے چاہییں۔

☆اس روایت سے مسجد کی صفائی کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔

☆ بعض محدثین نے اس روایت کے فوائد میں یہ بھی لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہیں ورنہ کیوں پوچھا کہ مجھے ان کی قبر دکھاؤ۔

(9) سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی شادی

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ، قَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ»[1]

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰنؓ بن عوف پر زردی کے اثرات دیکھے تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ سیدنا عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا کہ میں نے ایک گٹھلی سونے کے برابر پر ایک عورت سے نکاح کیا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تجھے برکت دے' ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کیوں نہ ہو۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ کو سیدنا عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے دعوت نہیں دی تھی لیکن نبی کریم ﷺ نے برا نہ مانا اور نہ کچھ شکوہ کیا' معلوم ہوا کہ کوئی دعوت دے اور ادھر

[1]: [صحیح البخاری، کتاب النکاح [67] بَابٌ كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ [56] حدیث: 5155]

خلاف شریعت کام نہ ہو تو دعوت قبول کرنا چاہیئے اگر کوئی دعوت نہ دے' تو برا نہ مانے۔

☆اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھا مَا هَذَا؟ یعنی سیدنا عبدالرحمٰنؓ کی شادی سے باخبر نہ تھے۔

(10) سیّدنا جابرؓ کا جہاد سے واپسی پر جلدی کرنا

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا، تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَا يُعْجِلُكَ» قُلْتُ: إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: «فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا؟» قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: «فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ[1]

ترجمہ: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں شریک ہوا' جب ہم واپس ہوئے تو میں ایک سست رفتار اونٹ پر جلدی جلدی چلنے کی کوشش کرنے لگا ایک سوار میرے پیچھے سے آکر مجھ سے ملا' میں نے دیکھا تو وہ نبی کریم ﷺ تھے' آپ نے پوچھا' اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میری نئی نئی شادی ہوئی ہے' آپ نے فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا' بیوہ سے آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں کی؟ کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ صحابہؓ کے ساتھ کبھی

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب النکاح [67] بَابُ طَلَبِ الوَلَدِ [121] حدیث:5245]

کبھار خوش طبعی بھی فرماتے۔

☆ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں اس لئے تو سیّد نا جابرؓ سے پوچھ رہے ہیں «مَا يُعْجِلُكَ» کہ اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو؟ اور یہ بھی پوچھا کہ کنواری سے یا بیوہ سے؟ سیّد نا جابرؓ کی شادی کا پتہ رسول اللہ ﷺ کو نہ تھا۔

(11) دف کا جواز

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ، يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ، حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَقُولِي هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ»[1]

سیّدہ ربیعؓ بنت معوذؓ فرماتی ہے کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ اس رات کی صبح تشریف لائے جس رات میری رخصتی عمل میں آئی تھی اور رسول اکرم ﷺ آکر میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح اے خالد بن ذکوان تم بیٹھے ہو۔ اور بچیاں دف بجا رہی تھیں اور وہ بچیاں شہداء بدر کے مرثیے پڑھ رہی تھیں۔ ایک بچی نے کہا کہ ہمارے اندر نبی ﷺ موجود ہیں جو مستقبل کی بات جانتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا «لاَ تَقُولِي هَكَذَا کہ اس طرح مت کہو اور وہ کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

---

[1]: [صحیح البخاری. کتاب المغازی [64] بَابٌ (بلا ترجمہ) [12] حدیث: 4001]

(فوائد الحدیث)

☆ یہ واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کے لئے خلوت بالا جنبیہ جائز تھی، کیونکہ نبی کریم ﷺ معصوم تھے، فتنہ کا خوف نہیں تھا۔

☆ اس روایت سے دف بجانے کی اجازت معلوم ہوتی ہے لیکن آجکل کے مزامیر اور گانوں کے جواز پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، اور مرثیے بھی شہداء پر پڑھے جا رہے تھے۔ اور وہ بھی صرف بچیاں پڑھ رہی تھیں۔

☆ اسی طرح صرف نکاح کے اعلان کے لئے بھی دف کی اجازت ہے۔

☆ "ندب" کا مطلب ہے میت کے محاسن اور اوصاف ذکر کرنا تاکہ رونے کا شوق پیدا ہو جائے۔

☆ "جویریات" جمع ہے جویریة کی اور اسم تصغیر ہے جاریة کی اسکا معنی ہے "بنت صغیر"۔

☆ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مستقبل کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور اللہ ہی غیب دان ہے اسلئے نبی کریم ﷺ نے اس بچی کو منع فرمایا کہ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. مت کہا کرو۔

(12) مسلمان ناپاک نہیں ہوتا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ، فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ؟» فَقُلْتُ لَهُ،

فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا أَبَا هِرٍّ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لاَ يَنْجُسُ»[1]

سیدنا ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی اور اس وقت میں جنبی تھا' آپ نے میرا ہاتھ پکڑلیااور میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا' جب آپ بیٹھ گئے تو میں وہاں سے چپکے سے نکل کر اپنے مکان کی طرف آیا غسل کیا پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ تشریف فرماتھے مجھے مخاطب ہوکر فرمایا تم کہاں چلے گئے تھے؟میں نے عرض کیا کہ میں ناپاک تھا اس لئے خاموشی سے نکل گیا آپ نے میری بات سنی تو فرمایا سبحان اللہ کبھی مومن بھی ناپاک ہوتا ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحیح مسلم اور سنن ابی داوُد میں اس طرح ہے کہ ابوھریرہؓ نے کہا چونکہ ناپاکی کی حالت میں تھا اس لئے مجھے مناسب معلوم نہ ہوا کہ آپکے پاس بیٹھوں جب تک غسل نہ کرلوں۔ صحابہ کرامؓ کے دل میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بے انتہاء محبت تھی اس لئے تو ابوہریرہؓ نے حالت جنابت میں نبی کریم ﷺ سے ہاتھ ملانا بھی نہ چاہا۔

☆ اور حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہے کہ جب ابوہریرہؓ غسل کرنے کے لئے چلے گئے اور واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ؟ اے ابوہریرہؓ تم کہاں تھے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو جمیع ماکان اور جمیع مایکون کا علم نہیں دیا گیا تھا۔

[1]: [صحیح البخاری. کتاب الغسل [5] بَابٌ الجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ [24] حدیث 285]

(13) عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ، عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ، وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ – قَالَ: كَذَا كَانَ يَقُولُ الْجُرَيْرِيُّ – فَقَالَ: «مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟ " قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ، فَقَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا، لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ» ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، فَقَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ[1]

سیدنا زیدؓ بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار جا رہے تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپؐ کا خچر بدک گیا، قریب تھا کہ آپ کو گرا دے ہم نے ادھر ادھر دیکھا تو اچانک چند قبریں نظر آئیں، آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی ان قبر والوں کو جانتا ہے؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ میں ان کو جانتا ہوں آپ نے فرمایا یہ کب مرے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب الجنة، وصفة نعیمها [51] بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ [17] حدیث: 7211]

کہ یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے (عذاب دیا جاتا ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں ضرور اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر کے متعلق سب کچھ سنادے جس کو میں سن رہا ہوں۔اس کے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ سے پناہ مانگا کرو۔لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔آپ نے فرمایا قبر کے عذاب سے بھی پناہ مانگا کرو اور آپ نے فرمایا کہ ظاہری اور باطنی فتنوں سے بھی اللہ کی پناہ مانگتے رہو تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور یہ فرمایا کہ دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں

(فوائد الحدیث)

☆ اس حدیث میں غور کرنے سے ہمیں کچھ فوائد حاصل ہوئے کہ صحابہ کرامؓ بات کرنے میں کتنی احتیاط کرتے تھے صحابیؓ فرماتے ہیں کہ چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں، یہ صحابہ کرامؓ کی احتیاط فی الروایت ہے

☆ اور حدیث پاک سے قبر کا عذاب بھی ثابت ہوا، اور اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں عذاب وثواب حق ہے۔ شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ فرماتے ہیں کہ قبر کا عذاب قرآن کی کئی آیات مبارکہ سے ثابت ہے اور احادیث مبارکہ بھی بکثرت وارد ہے، استاذی المحترم علامہ نیلوی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "اور انکار کیوں کریں جبکہ قرآنی آیات عذاب وثواب بعد از موت کو واضح کرتی ہے۔ جیسے سورۃ نوح کی

آیت، مومن کی آیت، توبہ کی آیت وغیرہ۔ اسطرح متواتر احادیث سے عذاب وثواب قبر ثابت ہے مثلاً: سعد بن ابی وقاصؓ، ابن مسعودؓ، عائشہؓ، زید بن ارقمؓ، عمر بن خطابؓ، مسلم بن ابی بکرہؓ، ابو مسعودؓ، انس بن مالکؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، علی بن ابی طالبؓ، ابو بکرہؓ، عبادہ بن صامتؓ، خالد بن عرفطہؓ، سیلمان بن صردؓ، براء بن عازبؓ، ابو سعید خدریؓ، ابو برزہؓ، ابوامامہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، زید بن خالدؓ، وغیرھمؓ اس کے راوی ہیں[1]۔

☆ نبی کریم ﷺ کا بہت بڑا مقام اور شان ہے

بعد از خدا بزرگ توایں قصہ مختصر

مگر پھر بھی پوچھتے ہیں: «مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟» کہ ان قبروں والوں کو کون جانتا ہے'؟ پھر بھی پوچھتے ہیں فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟ کہ یہ کب مرے ہیں؟

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے۔

(14) سیّدنا علیؓ کو تراب کا لقب ملنا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي البَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي، فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ

[1]: [القول المرعی فی القبر الشرعی: 79]

سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ» (1)

رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے، دیکھا تو علیؓ نہیں تھے، سیدہ فاطمہؓ سے پوچھا کہ تیرا چچازاد کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا ہمارے درمیان کوئی بات ہوئی جس پر وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا (میرے اور اس کے درمیان کوئی معاملہ تھا جس نے مجھے غصے میں ڈالا)

تو نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو کہا کہ اسکو تلاش کرو کہ کہاں ہے؟ وہ آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ مسجد میں لیٹے ہیں، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اس وقت وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے سرک گئی تھی اس لئے مٹی ان کے جسم سے لگ گئی تھی، رسول اللہ ﷺ مٹی ان کے جسم سے جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ اٹھ اے ابوتراب! اٹھ اے ابوتراب۔

(فوائد الحدیث)

☆ سیدنا علیؓ کو ابوتراب نام بہت پسند تھا اور جب اسی نام سے پکارے جاتے تو بہت خوش ہوتے۔

☆ نبی کریم ﷺ بیٹی کے گھر تشریف لے جاتے اور اپنی بیٹی کی خبر گیری کرتے۔

☆ جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا علیؓ کے آپس میں کچھ ناچاقی آئی ہے تو نبی کریم ﷺ نے داماد کو برا بھلا نہ کہا بلکہ اور شفقت اور محبت کا

1: [صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ [8] بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ [58] حدیث: 441]

اظہار فرمایا۔

☆ اور نبی کریم ﷺ کا علیؓ کے گھر جانا پھر مسجد میں جانا ان کے بدن سے مٹی صاف کرنا اور ازراہ مزاح ابو تراب کہنا اور علیؓ کو راضی کرنا نبی کریم ﷺ کی تواضع کی دلیل ہے اور علیؓ کے علو شان کی دلیل ہے۔

☆ محدّثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ والد کے اقارب پر ابناء عم کا اطلاق ہوتا ہے۔

☆ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو علیؓ اور فاطمہؓ کے ناچاقی کا پتہ چلا تو نبی کریم ﷺ نے فاطمہؓ کا دل بہلانے کے لئے اور علیؓ کی محبت واہمیت ان کے دل میں بٹھانے کے لئے ان کی آپس کی قرابت داری کا ذکر کرنا چاہا۔

☆ سیدنا علیؓ کی ولادت بعثت نبوی سے دس برس پہلے ہوئی اور ان کی تربیت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی' چنانچہ بچپن سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت ومعیت اختیار کی اور پھر زندگی کے آخری لمحے تک' اسے نہیں چھوڑا سیدنا علیؓ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ سیدنا علیؓ کو سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد 35 ہجری کو ذوالحجہ کے اوائل میں خلیفہ بنایا گیا۔

☆ سیدنا علیؓ کی آنکھ میں تکلیف تھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی لعاب دہن ان کی آنکھ میں لگائی جس سے وہ صحت یاب ہوئے۔

سیدنا حسانؓ اس کے بارے میں فرماتے ہیں'

(وَكَانَ عَلِيَّ أرمد الْعين يَبْتَغِي ... دَوَاء فَلَمَّا لم يحسن مداويا)

(حباه رَسُوله الله مِنْهُ بتفلة ... فبورك مرقياً وبورك راقيا)

(وَقَالَ سأعطي الرَّايَة الْيَوْم صَارِمًا ... فَذَاك محب للرسول مواتيا)

(بحب النَّبِي، والإلهُ يُحِبهُ ... فيفتح هاتيك الْحُصُون التواليا)

(فأقضي بهَا دون الْبَرِيَّة كلها ... عليا، وَسَماهُ: الْوَزير المواخيا) [1]

علیؓ آشوب چشم میں مبتلا تھے اور اس کے علاج کے خواہاں تھے۔ اور جب انہیں کوئی اچھا علاج کرنے والا نہیں ملا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا لعاب مبارک عطا کیا تو کیا ہی بابرکت دم کرنے والے ہیں' اور کیا ہی دم کئے جانے والے ہیں 'اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آج میں ایک بہادر آدمی کو جھنڈا دوں گا۔ جو اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا اور آپ پر مر مٹنے والا ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ بھی ان سے محبت کرنے والے ہیں تو وہ ان پے درپے قلعوں کو فتح کرے گا۔ ان میں سب سے زیادہ درست فیصلہ کرنے والا وہ علیؓ ہیں' جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا وزیر اور بھائی قرار دیا ہے۔

☆ اور حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے اسلئے پوچھا «أَينَ ابْنُ عَمِّكِ؟» «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟» رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ سے یہ فرمایا کہ تیرا چچازاد کہاں ہیں؟

(15) عمدہ کھجور کے بدلے خراب کھجور زیادہ وصول کرنا سود ہے۔

جَاءَ بِلاَلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مِنْ أَيْنَ هَذَا؟»، قَالَ بِلاَلٌ: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: «أَوَّهْ أَوَّهْ، عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا، لاَ

1: [عمدة القاري شرح صحيح البخاري 16:212]

تَفْعَلْ، وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِهِ»[1]

سیدنا ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا بلالؓ نبی کریم ﷺ کے پاس برنی کھجور (ایک عمدہ قسم کی کھجور) لے کر آئے نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے لائے؟ سیدنا بلالؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس خراب کھجوریں تھیں میں نے اس کے دو صاع دے کر اس عمدہ کھجور کا ایک صاع لے لیا تاکہ نبی کریم ﷺ کو کھلائیں تو نبی کریم ﷺ نے سن کر فرمایا اوہ' اور یہ تو بالکل سود ہے بالکل سود ہے ایسا مت کرو اگر تو آئندہ کھجور خریدنا چاہئے تو اپنی کھجور بیچ ڈال پھر عمدہ کھجور اس کے ثمن کے بدلے خرید لے۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلالؓ کو حکم کیا کہ «هٰذَا الرِّبَا فَرُدُّوهُ»[2]

☆ یہ حدیث سود کی صریح مذمت پر دلالت کرتی ہے۔ قرآن میں سود کھانے والوں کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ سود لینا اپنی ماں سے 70 مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔

☆ اور حدیث میں یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے اس لئے پوچھا «مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟»

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الوکالة [40] بَابٌ إِذَا بَاعَ الوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا، فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ [11] حدیث 2312]

[2]: [صحیح مسلم کتاب المساقات [22] بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ [18] حدیت 4084]

(16) اللہ کے نزدیک محبوب عمل وہ ہے جس پر مداومت کی جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ، قَالَ: «مَنْ هَذِهِ؟» قَالَتْ: فُلاَنَةُ، تَذْكُرُ مِنْ صَلاَتِهَا، قَالَ: «مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللَّهِ لاَ يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا» وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَادَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ[1]

نبی کریم ﷺ عائشہؓ کے پاس تشریف لائے ان کے پاس ایک خاتون تھیں' آپ نے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے؟ سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا کہ یہ فلان خاتون ہیں' پھر وہ ان کے نماز کے ساتھ شغف کا ذکر کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: بس کرو! جن اعمال پر مداومت کی طاقت ہو ان ہی کو لازم پکڑو۔ بخدا! اللہ ثواب کو اس وقت تک قطع نہیں فرماتے جب تک تم اکتا کر عمل چھوڑ نہ دو اللہ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر عمل کرنے والا مداومت کرے۔

(فوائد الحدیث)

☆ امام بخاریؒ نے یہی روایت کتاب التہجد میں نقل کی ہے اس میں ہے " كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ،[2] اور صحیح مسلم میں ہے " أَنَّ الْحَوْلَاءَ بِنْتَ تُوَيْتٍ " [3]

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الايمان[2] بَابٌ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَدْوَمُهُ[32] حديث [43:

[2]: [صحيح البخاري. كتاب التهجد[19] مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي العِبَادَةِ[18] حديث: 1151]

[3]: [صحيح مسلم. كتاب صلاة المسافرين وقصرها[6] بَابُ فَضِيلَةِ الْعَمَلِ الدَّائِمِ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَغَيْرِهِ[30] حديث:[1833]

چونکہ "الحدیث یفسر بعضه بعضا" معلوم ہوا کہ یہ خاتون حولاء بنت تویت ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے ان کا تعلق سیدہ خدیجہؓ کے قبیلہ سے تھا۔

(اشکال)

☆اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون سیدہ عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھیں اس حال میں جناب نبی کریم ﷺ تشریف لائے جب کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے "مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،"[1]

(حل اشکال)

اس احتمال کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ یہ 2 مختلف واقعات ہوں۔ علامہ عینیؒ اور علامہ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بالمعنی ہے، تطبیق بین الروایات کی صورت یہ ہے کہ حولاء پہلے عائشہؓ کے پاس تھیں، جب نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہؓ کے پاس سے گزرے تو یہ اٹھ کر چل پڑیں، جاتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزری۔[2]

☆ اور اس خاتون کی نمازوں کا بہت بڑا چرچا تھا، لوگ ان کی نمازوں کا بہت ذکر کیا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے یا تو عائشہؓ کو مخاطب کیا کہ اس خاتون کی تعریف مت کرو اور یہ بھی ممکن ہے کہ عمل بمالایطاق سے زجر مقصود ہو۔

☆ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ عمل قلیل کے اندر دوام کا فائدہ یہ ہے کہ ذکر،

---

[1]: [صحیح مسلم. کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا[6] بَابُ فَضِيلَةِ الْعَمَلِ الدَّائِمِ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَغَيْرِهِ[30] حدیث:1833]

[2]: [عمدۃ القاری: 256. فتح الباری: 101]

مراقبہ ' اخلاص اور اقبال علی اللہ جیسی طاعات کا سلسلہ مدام جاری رہتا ہے ' برخلاف اس عمل کثیر کے جو شاق ہو ' کہ اس کا سلسلہ دیر تک نہیں چلتا ' پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قلیل دائم بڑھ کر کثیر منقطع سے کہیں زائد ہو جاتا ہے۔

☆اور حدیث سے یہ مضمون بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا اس لئے سیدہ عائشہؓ سے پوچھنے لگے «مَنْ هَذِهِ؟» کہ یہ خاتون کون ہے؟

(17) قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے سفارش

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعُوا إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ»[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے؟ اور کس نے اجازت نہیں دی؟۔ اس لئے تم واپس جاؤ یہاں تک کہ تمہارے سردار ہمارے پاس تمہارا معاملہ پیش کریں۔

(فوائد الحدیث)

☆ مقام حنین پر قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا تھا کہ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو رہا کرنے کی میں سفارش کرتا ہوں اور خود بھی سب سے پہلے اعلان کرتا ہوں کہ بنی ہاشم کے حصہ میں جو اسیر آئے ہیں میں ان کو ان کے حوالہ کرتا ہوں لہٰذا تم میں سے جو لوگ بلا معاوضہ بطیب خاطر ایسا کر سکیں تو بہتر ' ورنہ ہمارا وعدہ ہے کہ اولین موقع پر ان کو اس کا بدلہ دیا جائے گا ' اس وقت مجمع سے آواز بلند ہوئی کہ ہم بطیب خاطر آزاد کرنے کو تیار ہیں ' چونکہ یہ بات

1: [صحیح البخاری، کتاب الوکالة [40] بَابُ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيلٍ أَوْ شَفِيعِ قَوْمٍ جَازَ [7] حدیث: 3307]

مجمع عام کی تھی اور اس طرح متعین طور پر ہر شخص کی مرضی معلوم نہیں ہو سکتی تھی اس لئے آپ نے فرمایا: إِنَّا لاَ نَدْرِي---

☆ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل نہیں تھا ورنہ صحابہ کرامؓ کے دل کی بات کو آپ ضرور جان لیتے، فرداً فرداً تحقیق کروانے کی ضرورت محسوس نہ فرماتے اس روایت کو شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ نے بھی علم غیب کے بارے میں اہلسنت والجماعت کے دلائل میں ذکر کیا ہے[1]

(18) مناسک حج کی اہمیت

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ، وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ، وَأَرَاهُمْ مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ، وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ، وَقَالَ: "لِتَأْخُذْ أُمَّتِي مَنَاسِكَهَا، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاهُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا[2]

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے واپس ہوئے اور آپ کی رفتار میں سکون ووقار تھا، لیکن وادی محسر میں اپنی سواری کی رفتار تیز کردی اور انہوں نے ٹھیکری جیسی کنکری دیکھی اور سکون ووقار سے چلنے کا حکم دیا اور فرمایا میری امت کو مناسک حج سیکھ لینے چاہییں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میں آئندہ سال ان سے نہ مل سکوں۔

(فوائد الحدیث)

☆ مناسک حج کی اہمیت

☆ نبی کریم ﷺ کو اپنی عمر کا پتہ نہیں اسلئے فرمایا فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاهُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا۔

1: [کشف الباری 2: 251]

2: [مسند احمد حدیث: 14946 مسند جابر بن عبداللہ]

(19) نبی کریم ﷺ کا کمال ورع

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْب، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَضَوَّرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقِيلَ لَهُ مَا أَسْهَرَكَ؟ قَالَ: «إِنِّي وَجَدْتُ تَمْرَةً سَاقِطَةً فَأَكَلْتُهَا، ثُمَّ تَذَكَّرْتُ تَمْرًا، كَانَ عِنْدَنَا مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَلَا أَدْرِي أَمِنْ ذَلِكَ كَانَتِ التَّمْرَةُ، أَوْ مِنْ تَمْرِ أَهْلِي فَذَلِكَ أَسْهَرَنِي[1]

عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ بے چین ہو رہے تھے' آپ سے پوچھا گیا: کہ کس چیز نے آپ کو نیند سے اٹھایا؟ آپ نے فرمایا میں نے گری ہوئی کھجور پائی تو میں نے اسے کھالیا۔ پھر مجھے وہ کھجور یاد آگئے کہ یہ ہمارے پاس صدقہ کے تھے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ یہ ان میں سے تھا' یا ہمارے گھر کے کھجور میں سے تھا۔ اس چیز نے مجھے نیند سے اٹھایا۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کا کمال ورع مذکور ہے۔

☆اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں کہ ان کو کھجور کے بارے میں معلوم نہ تھا۔ اسلئے فرمایا فَلَا أَدْرِي أَمِنْ ذَلِكَ كَانَتِ التَّمْرَةُ، أَوْ مِنْ تَمْرِ أَهْلِي۔

(20) غزوہ بنی قریظہ کی طرف جبریل کا اشارہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:________________________،

---

[1]: [المستدرک علی الصحیحین [17:2] حدیث: 2173]

فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلاَحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الغُبَارِ، فَقَالَ: " قَدْ وَضَعْتَ السِّلاَحَ، وَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ، اخْرُجْ إِلَيْهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ ؟فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ " فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ،[1]

نبی کریم ﷺ جب خندق سے واپس ہوئے تو ہتھیار کھول دیے اور غسل فرمایا تو سیدنا جبریل علیہ السلام آئے اور اپنے سر سے گرد و غبار دور کر رہے تھے، اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہتھیار کھول دیے بخدا! ہم نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے چلیے آپ ان کی طرف نکلیں چنانچہ آپ نے جاکر بنو قریظہ کو گھیر لیا۔ آخر آپ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہو کر بنو قریظہ قلعہ سے اتر آئے۔

(فوائد الحدیث)

☆اگر نبی کریم ﷺ کو جمیع ماکان مایکون کا علم ہوتا، تو کیا آپ کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ غزوہ خندق سے فارغ ہوتے ہی فوراً بنو قریظہ کی طرف جانا ہے؟ پھر آپ نے ہتھیار کیوں اتار دیئے کہ جبریلؑ کو بتانا پڑا اور پھر اسکے باوجود آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ کس طرف جانا ہے حتیٰ کہ سوال کر کے اس کا علم حاصل کیا اور فرمایا" فَأَيْنَ "؟

(21) وفد عبد القیس

انَّ وَفْدَ عَبْدِ القَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنِ

[1]: [صحیح البخاری، کتاب المغازی[64] بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ [30] حدیث: 4122،4117]

القَوْمُ؟ - أَوْ مَنِ الوَفْدُ؟ -» قَالُوا: رَبِيعَةُ. قَالَ: «مَرْحَبًا بِالقَوْمِ، أَوْ بِالوَفْدِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى»[1]

سیدنا ابن عباسؓ فرمایا کہ جب عبد القیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے پوچھا«مَنِ القَوْمُ؟ - أَوْ مَنِ الوَفْدُ؟ -» یہ قوم کون سی ہے ؟ یا آپ نے پوچھا اس وفد کا تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ ہیں' آپ نے فرمایا اس قوم کے لئے یا فرمایا اس وفد کے لئے مرحبا اور خوش آمدید جو نہ ذلیل ورسوا ہوا اور نہ ہی شرمندہ۔

(فوائد الحدیث)

☆ یہ روایت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں گیارہ مقامات پر ذکر کیا ہے۔

☆ اس وفد کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت میں مختلف اقوال ہیں بعض محدثین کی رائے ہے کی وفد 8ھ میں فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ روانگی سے پہلے آیا تھا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ان کی آمد کا سال 9ھ ہے بعض فرماتے ہیں 10ھ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ آمد دو مرتبہ ہوئی ہے

☆ حدیث میں تین قبیلوں کے نام ذکر ہیں مضر' ربیعہ اور عبد القیس۔ نبی اکرم ﷺ کے اجداد میں سے ہیں نزار بن معد بن عدنان۔ نزار کے کئی صاحبزادے تھے۔ ربیعہ 'مضر یہ دو زیادہ مشہور ہوئے ہیں دوسرے دو لڑکے زید اور انمار تھے۔ نزار ؒ نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال کی ایک جنس ایک ایک

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الايمان[2] بَابٌ: أَدَاءُ الخُمُسِ مِنَ الإِيمَانِ[40] حديث: 53،87،523،1398،3095]

لڑکے کو مل جائے مضر کے حصہ میں سونا آیا اور ربیعۃ کے حصہ میں گھوڑے۔اس لئے مضر کو مضر الحمرا'اور ربیعہ کو ربیعۃ الفرس کہنے لگے۔پھر مضر سے جو خاندان چلا اس کو قبیلہ مضر کہدیتے ہیں اور ربیعۃ سے جو خاندان چلا اس کو قبیلہ ربیعۃ 'ربیعۃ کی آگے کئی شاخیں ہیں ان میں سے ایک کا نام عبدالقیس ہے'اس شاخ کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔قبیلہ عبدالقیس قدیم الاسلام ہے' یہ لوگ بحرین اور اطراف عراق کے رہنے والے تھے' جواثی ان کا شہر ہے جسمیں مدینہ منورہ کے بعد سب سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھی گئی جیسا کہ صحیح بخاری میں روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ القَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ البَحْرَيْنِ[1]

☆اس قبیلہ کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے سلسلہ میں ابن شاہین رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ اشج عبدالقیس (جن کا نام المنذر بن عائذ ہے) کی ایک راہب کے ساتھ دوستی تھی دونوں کی ہر سال ملاقات ہوتی تھی 'ایک دفعہ راہب نے ان کو بتایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی ظاہر ہوگا' وہ صدقہ نہیں کھائے گا' البتہ ہدیہ قبول کرے گا' اس کے دونوں کندھوں کے درمیان علامت نبوت ہوگی' وہ تمام ادیان پر غالب ہوگا' راہب کے انتقال کے بعد اشج عبدالقیس نے اپنے داماد عمر بن عبدالقیس کو جو ان کے بھانجے تھے' تحقیق حال کے لئے بھیجا' ان کو کچھ کپڑے اور کھجوریں دیں تاکہ وہ تاجر کی شکل میں سفر کر سکیں' چنانچہ وہ ایک راہنما کے ساتھ نکلے 'مکہ پہنچ گئے انہوں

---

[1]: [صحیح البخاری. کتاب الجمعة [11] بَابُ الجُمُعَةِ فِي القُرَى وَالمُدُنِ [10] حدیث 892]

نے آپ سے ملاقات کی تمام علامات کو جانچا اور پھر وہ مسلمان ہوگئے آپ نے ان کے قبیلہ کے بڑے بڑے لوگوں کے نام لے کر حالات پوچھے 'اس کے بعد آپ نے ان کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ العلق کی تعلیم دی' جب وہ جانے لگے تو ان کو ان کی قوم کے سر کردہ افراد کے نام آپ نے ایک خط دیا اور تاکید فرمائی کہ اپنے ماموں اور سسر یعنی اشج کو اسلام کی دعوت دینا۔ جب یہ اپنے گھر پہنچے تو وہاں جاکر انہوں نے ابتداءً خط کو چھپایا' گھر میں چھپ چھپ کر نماز پڑھنے لگے' ان کی بیوی نے جب کیفیت دیکھی تو اپنے والد سے جاکر ماجرا سنایا کہ یہ جب سے آئے ہیں اپنے اعضاء کو دھوتے ہیں اور رکوع و سجود کرتے ہیں۔ اشج نے داماد سے پوچھ گچھ کی' انھوں نے تمام واقعہ کہہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ نبی کریم ﷺ نام بنام سب کے بارے میں پوچھ رہے تھے' ان باتوں کو سن کر وہ بھی مسلمان ہوگئے' کچھ دنوں تک اپنے اسلام کو چھپایا' پھر اپنے قبیلہ والوں کے سامنے اعلان کیا تو وہ لوگ بھی مسلمان ہوگئے' اس کے بعد وفد کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دی۔

☆ حدیث میں یہ بات بھی سامنے آگئی کہ نبی کریم ﷺ نے آنے والوں کو فرمایا' «مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ»۔ مرحبا کا لفظ کسی آنے والے کے آنے پر اظہار مسرت کے لئے کہا جاتا ہے "رحب" شئی واسع کو کہتے ہیں لہٰذا "مرحبا" کے معنیٰ ہوئے "اتیت مکانا رحبا" یعنی تم وسیع اور کشادہ جگہ میں آئے ہو' یعنی ایسے لوگوں کے پاس آئے ہو جو تمھاری آمد پر اظہار مسرت کرتے ہیں' ان کو تمہارے آنے سے خوشی ہے ان کے دل خوش ہیں۔ (1)

---

[1]: عمدۃ القاری 1:306

نبی کریم ﷺ سے متعدد مواقع پر اس کا استعمال منقول ہے

* سیدنا عمارؓ کے آنے پر ایک دفعہ فرمایا" مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ. [1]

* ایک مرتبہ سیدنا عکرمہؓ کی آمد پر فرمایا" «مَرْحَبًا · بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ». [2]

* فتح مکہ کے موقع پر سیدنا ام ھانی تشریف لائیں تو آپ نے فرمایا" «مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ» [3]

* ایک مرتبہ سیدہ فاطمہؓ داخل ہوئی تو آپ نے فرمایا" «مَرْحَبًا بِابْنَتِي»"[4]

* اور ایک موقعہ پر یہی عبدالقیس کے وفد کی آمد ہے امام بخاری رَحِمَهُ ٱللَّهُ نے اسکے استحباب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کتاب الادب میں ایک مستقل باب " بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: مَرْحَبًا[5] " قائم فرمایاہے۔

---

[1]: [سنن الترمذي، كتاب المناقب[48] بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكُنْيَتُهُ أَبُو الْيَقْظَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ[107] حديث: 4131]

[2]: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد وَإِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ حدیث نمبر 16048 بَابُ مَا جَاءَ فِي عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

[3]: [صحيح البخاری، كتاب الجزية والموادعة[58] بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجِوَارِهِنَّ [9] حديث: 3171]

[4]: [صحيح البخاری، كتاب المناقب[61] باب علامات النبوة فی الاسلام[25] حديث: 3623]

[5]: صحيح البخاري، كتاب الادب[78] باب قول الرجل مرحبا[98]

☆ حدیث میں یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا من الوفد؟ یہ وفد کون؟ یہ اس لئے پوچھا کہ پیغمبر ﷺ غیب دان نہیں۔

(22) حدیث حوض کوثر

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الحَوْضَ، حَتَّى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوا دُونِي، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي، فَيَقُولُ: لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ [1]

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ حوض کوثر پر اتریں گے یہاں تک کہ میں ان کو پہچان لوں گا کہ میرے سامنے سے کھینچ کر لے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ میری امت کے لوگ ہیں' اللہ تعالی فرمائیں گے کہ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ ساقی کوثر ہونگے۔

☆ کفروشرک کے بعد بدعت خطرناک جرم ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کا غم و فکر کرنا۔

☆ ایک روایت میں صریح الفاظ وارد ہیں کہ اللہ جواب دیں گے إِنَّكَ لاَ عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.[2]

---

[1]: [صحيح البخاري. كتاب الرقاق [81] باب فی الحوض [53] حدیث :6582]

[2]: [صحيح البخاري. كتاب الرقاق [81] باب فی الحوض [53] حدیث: 6585]

(23) عائشہؓ کا ہار گم ہو جانا

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، ....[1]

سیدہ عائشہؓ (زوجہ النبی ﷺ) روایت کرتی ہیں کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم جب بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کو ڈھونڈنے کے لئے قیام کر دیا۔ لوگ آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے۔ اس مقام میں کہیں پانی نہ تھا۔۔۔۔۔۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سفر میں اپنی ازواج مطہرات کو لے جاتے تھے۔

☆ نبی کریم ﷺ کو ہار کا علم نہ تھا کہ وہ اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا کیونکہ غیب دان تو ایک اللہ کی ذات ہیں۔

(24) حوض کوثر کی مٹی کی خوشبو

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

1: [صحیح البخاری، كِتَابُ التَّيَمُّمِ [7] باب (بلا ترجمه) [1] حدیث: 334]

وَسَلَّمَ قَالَ: " بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ المُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ، الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ - أَوْ طِيبُهُ - مِسْكٌ أَذْفَرُ " شَكَّ هُدْبَةُ[1]

سیدنا انسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں جنّت میں سیر کر رہا تھا تو ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے دونوں طرف کھوکھلے موتیوں کے گنبد بنے ہوئے ہیں' میں نے پوچھا کہ اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا یہی حوض کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اس کی مٹی یا خوشبو مشک کی تھی۔ ھدبۃ (راوی) کو شک ہوا (کہ آپ نے طین یا طیب میں سے کوئی لفظ فرمایا)

(فوائد الحدیث)

☆ جنت کی نعمتوں کا تذکرہ۔

☆ حوض کوثر کا ثبوت۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھا مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟

(25) مقام سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ يَوْمَ الأَحْزَابِ؟» قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ؟»، قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ»[2]

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الرقاق [81] بَابٌ فِي الحَوْضِ [53] حدیث: 6581]

[2]: [صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر [56] بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ [40] حدیث: 2846]

سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا کہ میرے پاس قوم کی خبر کون لائے گا؟ سیدنا زبیرؓ نے فرمایا میں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ قوم کی خبر کون لائے گا؟ تو سیدنا زبیرؓ نے کہا میں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک خاص حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ قوم سے مراد بنو قریظہ کے یہود ہیں، یوم الاحزاب سے غزوہ خندق مراد ہے' اس غزوے میں قریش کے علاوہ دیگر قبائل عرب بھی مسلمانوں سے جنگ کے لئے آئے تھے اور مدینہ منورہ کے یہودیوں نے اس معاہدے کو توڑ دیا تھا جو ان کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان ہوا تھا اور قریش کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف مل گئے تھے۔

☆ زبیرؓ کا بیٹا عبداللہؓ بھی صحابی اور باپ بھی صحابی ہے۔

☆ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے درمیان سوال وجواب دو مرتبہ ہوا اور سنن نسائی میں مذکور ہے کہ سوال وجواب تین مرتبہ ہوا۔

☆ بعض احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ بن یمانؓ کو خبر لینے کے لئے بھیجا تھا۔ دونوں روایات میں تطبیق کے لئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ واقعہ ایک وقت کا ہو اور دوسرا واقعہ دوسرے وقت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رَحِمَهُ اللّٰهُ فرماتے ہیں کہ دراصل یہ علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں سیدنا زبیرؓ کو تو اس بات کی تحقیق کے لئے روانہ فرمایا تھا کہ آیا بنو قریظہ نے نقض عہد کیا ہے یا نہیں؟ اور قریش کے ساتھ انہوں نے ساز باز کرلی ہے یا نہیں؟ اور وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ یہ کام سیدنا زبیرؓ کے سپرد کیا گیا تھا' جہاں تک

سیدنا حذیفہؓ کے واقعے کا تعلق ہے تو اسکا قصہ یہ ہے کہ جب کفار کا محاصرہ غزوہ خندق میں مسلمانوں پر تنگ ہو گیا اور مختلف قومیں ان پر جھپٹ پڑیں، پھر بعد میں ان جماعتوں اور اقوام میں پھوٹ پڑ گئی اور ایک قوم دوسری قوم سے ڈرنے لگی اور اللہ نے بھی ان پر شدید آندھی بھیجی اور صورت حال دگرگوں ہو گئی، اس وقت آپ نے سیّدنا حذیفہؓ کو بھیجا کہ مشرکین کی حالت معلوم کر کے آؤ۔

☆ حواری کے معنی خاص مددگار اور ناصر کے ہیں، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کو قرآن میں "الحواریون" سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ وہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے خاص ساتھی اور مددگار تھے۔ اسکی اصل "تحویر" ہے جس کے معنی تبییض کے ہیں چنانچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے یہ دوست یا شاگرد دھوبی تھے اس لئے انہیں "الحواریون" کہا گیا ہے۔[1]

☆ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان نہیں کیونکہ فرماتے ہیں «مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ؟» کہ قوم کی خبر میرے پاس کون لائے گا۔؟

(26) چوکیداری توکّل کے خلاف نہیں

تقول عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ، قَالَ: «لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ»، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلاَحٍ، فَقَالَ: «مَنْ هَذَا؟»، فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ

---

[1]: عمدۃ القاری 14 : 141

جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ، وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات بیداری میں گزاری' مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا' کاش میرے اصحاب میں سے کوئی صالح ایسا آتا جو رات میں ہمارا پہرہ دیتا' اسی دوران ہم نے اسلحے کی آواز سنی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں' آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں' چنانچہ نبی کریم ﷺ سو گئے۔

(فوائد الحدیث)

☆ بعض محدثین فرماتے ہے کہ دراصل اس روایت کے متن میں تقدیم وتاخیر ہے متن حدیث دراصل یوں ہے "لما قدم النبی ﷺ المدینہ سھر لیلتہ" یہاں یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ قدوم مدینہ سے نبی علیہ السلام کی مدینہ میں پہلی تشریف آوری (جو ہجرت کے بعد ہوئی ہے) مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت سیدہ عائشہؓ نبی کریم ﷺ کے ہاں نہیں تھیں نہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے' ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے بلکہ کسی سفر وغیرہ سے تشریف آوری مراد ہے۔

☆ صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کے

---

[1]: صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر [56] بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ [70] حدیث: 2885

متعلق اندیشہ پیدا ہوا تو میں ان کی حفاظت کے لئے حاضر ہوا ہوں ' تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعاؤں سے نوازا۔

☆ یہ روایت وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ [1] کے منافی نہیں عصمۃ سے مراد فتن ' گمراہی اور جان کے ضائع ہونے وغیرہ سے حفاظت ہے

☆ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اس لئے پوچھا من هذا؟ کہ یہ کون ہیں؟ اگر علم غیب ہوتا تو پوچھنے کی کیا ضرورت ہوتی۔

(27) اہل قباء کی فضیلت کس وجہ سے؟

عن أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ {فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ} [2] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَثْنَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ، فَمَا طُهُورُكُمْ؟» قَالُوا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. قَالَ: «فَهُوَ ذَاكَ، فَعَلَيْكُمُوهُ [3]

سیدنا ابو ایوب انصاری ' سیدنا جابر اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [4]: اس میں ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ

---

[1]: سورۃ المائدہ 67:5

[2]: سورۃ المائدہ 5:67

[3]: [سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارة وسننها [2] بَابُ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ [28] حدیث: 355]

[4]: سورۃ التوبہ 108:9

خوب پاکیزگی حاصل کریں اور اللہ خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے تو آپ نے فرمایا اے انصار کی جماعت اللہ نے پاکیزگی کے معاملہ میں تمہاری تعریف کی ہے۔ تمہاری پاکیزگی کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا ہم نماز کیلئے وضوء کرتے ہیں' جنابت کے بابت غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں' آپ نے فرمایا ہاں! وہ یہی ہے لہٰذا اس کو تم لازم پکڑو۔

(فوائد الحدیث)

☆ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ مسجد قباء کے قرب وجوار میں رہنے والے انصار جب پیشاب وپاخانہ کرتے تھے تو پہلے ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے اور اس کے بعد پانی سے جس کی بناء پر قرآن کریم نے ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

☆اور مسجد قباء مسجد نبوی سے تھوڑے سے فاصلے پر واقع ہے

☆ حدیث پاک میں آتاہے قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ»[1]

جو شخص اپنے گھر میں وضوء کرے اور پھر مسجد قباء آکر نماز پڑھے تو اسے عمرہ جتنا ثواب ملتاہے۔

☆حدیث پاک سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھافَمَا طُهُورُكُمْ؟»

[1]: سنن ابن ماجه.ابواب اقامة الصلوة والسنة وفيها[7]بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ[197] حديث:1412

(28) قومہ میں وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ کا ثبوت

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا آنِفًا»، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ»[1]

سیدنا رفاعہؓ بن رافع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے جب رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہا، تو ایک شخص نے جو آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ،" کہا تو رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کہ ابھی ان کلمات کو کون پڑھ رہا تھا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں تھا آپ نے فرمایا میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا جو آپس میں اس بات پر جلدی کر رہے تھے کہ ان کلمات کے ثواب کو پہلے کون لکھے۔

(فوائد الحدیث)

☆ قومہ کی یہ دعا جسکے الفاظ کم ہیں اور ان الفاظ کے اندر مفہوم بہت زیادہ ہے اور

1: [صحیح البخاری. کتاب الاذان [10] بَابُ (بلا ترجمه) [126] حدیث: 799]

ان کے پڑھنے کا اجر اس قدر زیادہ ہے جسکے لکھنے کے لئے فرشتے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔

☆ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ پوچھا«مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟ اس سے عقیدہ کا ایک مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

(29) جس کو چھینک آئے تو "الحَمْدِ اللَّهَ" کہے

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الْإِسْلَامِ، فَكَانَ فِيمَا عَلِمْتُ أَنْ قَالَ لِي: " إِذَا عَطَسْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ، وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدَ اللَّهَ، فَقُلْ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ "، قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ، فَحَمِدَ اللَّهَ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، رَافِعًا بِهَا صَوْتِي، فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ حَتَّى احْتَمَلَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شُزْرٍ؟ قَالَ: فَسَبَّحُوا، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟» قِيلَ: هَذَا الْأَعْرَابِيُّ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: «إِنَّمَا الصَّلَاةُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَذِكْرِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ، فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنُكَ»، فَمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ أَرْفَقَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

سیدنا معاویہ بن حکم سلمیؓ سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا مجھے اسلام کے چند آداب واحکام سکھائے گئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ

1: [سنن أبي داود، كتاب الصلاة [2] بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ [170] حديث : 931]

جب تجھے چھینک آئے تو "الحمدللہ" کہو اور جب کسی دوسرے کو چھینک آئے اور وہ "الحمدللہ" کہے تم تو اس کے جواب میں " يَرْحَمُكَ اللّٰهُ " کہو۔ ایک دن کی بات ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا ایک شخص کو چھینک آئی' اس نے "الحمدللہ" کہا تو میں نے زور سے " يَرْحَمُكَ اللّٰهُ " کہا اس پر لوگ مجھے گھورنے لگے یہ بات مجھے بری لگی میں نے کہا آخر کیا بات ہوئی جو مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے "سبحان اللہ" کہا' نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا یہ گفتگو کرنے والا کون تھا؟ لوگوں نے کہا کہ یہ اعرابی تھا! آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا کہ نماز میں صرف قرآن کی قراءت ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر ہوتا ہے پس جب تو نماز میں ہو تو تجھے بھی یہی کرنا چاہیے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مہربان اور مشفق معلّم کسی کو نہیں پایا۔

(فوائد الحدیث)

☆ جس کو چھینک آئے اس کو "الحمدللہ" کہنا چاہیے۔

☆ جو یہ "الحمدللہ" سنے تو جواب میں " يَرْحَمُكَ اللّٰهُ " کہے' جس نے "الحمدللہ" کہا تھا جواباً وہ "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کہے۔

☆ نماز میں سلام کا جواب اور چھینک آنے پر " الحمدللہ " کہنا اور جواب میں " يَرْحَمُكَ اللّٰهُ " کہنا صحیح نہیں۔ عند الجمہور مفسد صلوۃ ہے اس لئے کہ اس میں تخاطب ہے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ میں کاف خطاب ہے اور نماز میں خطاب و کلام ناجائز ہے' امام مالک

رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفسد صلوۃ نہیں۔

☆نبی کریم ﷺ بہترین معلم و مربی تھے۔

☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھا«مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟»

(30) قیامت کے دن نبی کریم ﷺ پر بھی بے ہوشی طاری ہوگی

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا أَنَا بِموسىٰ آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ العَرْشِ، فَلاَ أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُوزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ»[1]

قیامت کے دن تمام لوگ بیہوش ہوجائیں گے' سب سے پہلے میں ہوش سنبھالوں گا اور میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہونگے اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے تھے یا طور کی بیہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا (اور ان پر بے ہوشی طاری ہی نہ ہوئی ہو)

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں نفخہ ثانیہ کے بعد کا افاقہ مراد ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "فَلاَ أَدْرِي" مجھے پتہ نہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہیں یا طور کی بیہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔

☆اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں اور عالم الغیب

---

[1]: [صحيح البخاری. كتاب الانبياء [60] بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلاَثِينَ لَيْلَةً_______[25] حدیث :3398]

صرف ایک اللہ ہی ہے۔

(31) نماز کے بعد مسنون اذکار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى، وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ، فَقَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ؟ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ» قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «تُسَبِّحُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، وَتَحْمَدُونَ، دُبُرَ كل صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً» قَالَ أَبُو صَالِحٍ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ»[1]

سیّدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس فقراء مہاجرین حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دولت مند لوگ بلند درجات اور دائمی نعمت لے گئے اور ہم اپنی غربت اور افلاس کی وجہ سے بلند درجات میں ان سے پیچھے رہ گئے یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ اس طرح نماز پڑھتے ہیں،

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ[5] بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ[26] حدیث: 1348]

جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور اس طرح روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں گویا اعمال میں وہ اور ہم برابر ہیں۔ لیکن وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں' اور ہم غربت کے باعث صدقہ خیرات نہیں کر سکتے' وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسی بات نہ بتادوں کہ اس پر عمل کر کے تم ان لوگوں کے درجات تک پہنچ جاؤ جو تم سے پہلے جا چکے ہیں۔ اور ان لوگوں کے مرتبہ سے بڑھ جاؤ جو تمہارے بعد کے ہیں' اور کوئی شخص تم سے بہتر نہ ہو گا بجز اس شخص کے جو ایسا ہی عمل کرے۔ فقراء نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں! آپ فرماد یجئے وہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگ ہر نماز کے بعد "سبحان اللہ" "اللہ اکبر" اور "الحمدللہ" تینتیس (33) مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ حدیث کے ایک راوی ابو صالحؒ کہتے ہیں فقراء مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے دولت مند بھائیوں نے ہمارے عمل کا حال سنا اور وہ بھی وہی کرنے لگے جو ہم کرتے ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحابہ کرامؓ ثواب حاصل کرنے میں حریص تھے۔

☆ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک انسان کو جب اللہ نے فضیلت دی ہو تو اسکو تسلیم کر لینا چاہئیے کیونکہ «ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ»۔

☆ رات کو سونے سے پہلے بھی 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کا ورد کرنا تھکاوٹوں کو ختم کر دیتا ہے۔

☆علامہ عراقیؒ اور صاحب بلوغ الامانی نے لکھا ہے کہ جو مقدار احادیث میں وارد ہوئی ہے اس سے دانستہ طور پر تجاوز نہیں کرنا چاہیئے، صبح وشام پڑھے جانے والے اذکار مسنونہ میں جو مقدار وارد ہوتی ہے اسکو برقرار رکھنا چاہیے ثواب کے خیال سے زیادہ مقدار میں پڑھنا درست نہ ہوگا۔

☆حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب صحابہ کرامؓ آقائے نامدار ﷺ کی مجلس میں عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ دولت مند لوگ بلند درجے اور دائمی نعمت حاصل کرگئے تو آقائے نامدار ﷺ نے ان کے دلوں کی بات کو نہیں جانا کیونکہ بھیدوں کا جاننے والا تو صرف ایک اللہ ہے آقائے نامدار ﷺ نے پوچھا وما ذاک؟ کہ وہ کس طرح؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں۔

(32) نبی کریم ﷺ کی بیماری کا حال (اماں جی) عائشہؓ کی زبانی

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» قُلْنَا: لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ» فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» قُلْنَا لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ: «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ» فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» قُلْنَا لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ» فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» فَقُلْنَا لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ

يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ، قَالَتْ: فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ، لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا: «أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ» فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: " أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ: لَا. قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ "[1]

سیدنا عبیداللہ بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا آپ مجھ سے نبی کریم ﷺ کی بیماری کا حال نہیں بیان فرمائیں گے؟ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں! کیوں نہیں؟ تم سنو کہ جب آپ

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الاذان [10] بَابٌ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ [51] حدیث: 687]

بیمار ہوئے تو نماز کے وقت آپ نے پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ابھی نہیں، یارسول اللہ ﷺ ! لوگ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے لئے لگن میں پانی رکھو سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے لگن میں پانی رکھ دیا، چنانچہ آپ نے غسل کیا اور چاہا کہ کھڑے ہوں مگر آپ غش کھا گئے اور بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پھر فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا ابھی نہیں لوگ آپ کے منتظر ہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا لگن میں پانی رکھو۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے کہا کہ پانی رکھ دیا گیا۔ تو آپ نے غسل فرمایا اور چاہا کہ کھڑے ہوں مگر بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ابھی نہیں لوگ آپ کے منتظر ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا لگن میں پانی رکھ دیں جب ہم نے پانی رکھ دیا تو آپ ﷺ بیٹھے اور غسل فرمایا پھر جب اٹھنا چاہا تو بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں لوگ آپکے منتظر ہیں یارسول اللہ ﷺ اور لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے عشاء کی نماز کے لئے آپ کا انتظار کر رہے ہیں، اس کے بعد آپ نے کسی (بلالؓ) کو سیدنا ابو بکرؓ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں چنانچہ قاصد (سیدنا بلالؓ) ان کے پاس آئے اور کہا کہ آپؓ کیلئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ تم لوگوں کو نماز پڑھا دیں سیدنا ابو بکرؓ ایک نرم دل انسان تھے وہ سیدنا عمر فاروقؓ سے کہنے لگے کہ اے سیدنا عمرؓ تم ہی لوگوں کو نماز پڑھا دو لیکن سیدنا عمرؓ نے فرمایا کہ اس عظیم کام کے لئے سب سے اہم آپؓ ہیں چنانچہ سیدنا ابو بکرؓ نے ان دنوں میں (ایام مرض میں) سترہ نمازیں لوگوں کو پڑھائیں اس کے بعد ایک دن آپ نے اپنے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز ظہر کے لئے مسجد میں

تشریف لے گئے ان سہارا دینے والوں میں ایک سیدنا عباسؓ تھے اس وقت سیدنا ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب انھوں نے آپکی تشریف آوری کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں آپ نے سہارا دینے والوں کو فرمایا کہ مجھے سیدنا ابو بکرؓ کے پہلو میں بٹھادو انہوں نے آپ کو سیدنا ابو بکرؓ کے بائیں پہلو میں بٹھادیا۔ اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے۔

سیدنا عبید اللہ (جو اس حدیث کے روای فرماتے ہیں) کہ میں نے سیدہ عائشہؓ سے یہ حدیث سنی اور سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا میں آپ سے وہ حدیث نہ بیان کروں جو میں نے عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں سنی ہے ؟ سیدنا عبداللہؓ ابن عباسؓ نے فرمایا "ہاں" بیان کرو، میں نے ان کے سامنے سیدہ عائشہؓ کی حدیث بیان کی سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا البتہ یہ کہا کہ سیدہ عائشہؓ نے تم سے اس شخص کا نام بیان کیا ہے جو سیدنا عباسؓ کے ساتھ آپ کو سہارا دینے والے تھے ؟ میں نے کہا نہیں تو سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ سیدنا علیؓ تھے۔

(فوائد الحدیث)

☆ علامہ نواب قطب الدین دہلویؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو سہارا دینے والے ایک طرف سیدنا عباسؓ تھے اور دوسری طرف سہارا دینے والے بدلتے رہتے تھے ایک ان میں سیدنا علیؓ تھے اور دوسرے سیدنا اسامہؓ بن زید تھے اور تیسرے سیدنا فضل بن عباسؓ تھے۔

☆ جب رسول اللہ ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو کچھ دنوں کے بعد آپ

کی طبیعت اتنی علیل ہو گئی کہ جماعت کرانے سے قاصر ہو گئے تو آپ نے سیدنا بلالؓ سے فرمایا کہ سیدنا ابو بکرؓ کو کہو کہ وہ جماعت کرادیں چنانچہ سیّدنا ابو بکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائی جب اٹھارویں (18) نماز کا وقت آیا تو آپ نے مسجد جانے کا ارادہ کیا اور سیدنا ابو بکرؓ نماز کے لئے آگے ہو گئے تھے' پھر جب سیّدنا ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ کے آنے کی آہٹ سنی تو پیچھے ہو گئے اور نبی کریم ﷺ امام ہو گئے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔

☆ زیر نظر حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے مرض الموت میں سیدنا ابو بکرؓ کو نماز کی امامت کا حکم دے کر حکمرانی کی امامت کا اشارہ دے دیا تھا کہ جب میری وفات ہو جائے تو میرے بعد سیدنا ابو بکرؓ کو خلیفہ چن لیا جائے۔

☆ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بار بار پوچھتے رہے: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے بلکہ عالم الغیب ہونا صفت خداوندی ہے۔

(33) روزہ دار کے سامنے کچھ کھانے سے روزہ دار کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے

عن أُمِّ عُمارةَ بنتِ كَعْب الأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلِي، فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا[1]

سیّدہ امّ عمارةؓ بنت کعبؓ کے بارے میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے

---

[1]: سنن الترمذی، کتاب الصوم [8] بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ [67] حدیث: 795۔

یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا پیش کیا' آپ نے سیدہ امّ عمارہؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کھاؤ' انہوں نے عرض کیا کہ میں روزہ سے ہوں تو آپ نے فرمایا جب کسی روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو جب تک کھانے والے کھانے سے فارغ نہیں ہو جاتے فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک وہ فارغ ہو جائیں۔

(فوائد الحدیث)

☆سیدہ امّ عمارہؓ نسیبہ ہے قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تعلق رکھتی تھیں اسکا پہلا نکاح زید بن عاصم سے اور پھر دوسرا نکاح عربہ بن عمرو سے ہوا بیعت عقبہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان میں ایک یہ بھی تھیں ان سے تین روایات منقول ہیں۔ ان سے مروی روایت میں روزہ دار کی فضیلت مذکور ہے۔

☆سیدہ امّ عمارہؓ کا روزہ تھا مگر نبی کریم ﷺ کو علم نہ تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی کھالو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

(34) مقام سیّدنا ابی بکر الصدیقؓ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: «فَمَنْ تَبِعَ مِنكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: «فَمَنْ أَطْعَمَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: «فَمَنْ عَادَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ»[1]

سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج تم میں سے کونسا شخص روزہ سے ہے؟ سیدنا ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں روزہ سے ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ گیا ہے؟ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں' آپ نے فرمایا آج تم میں سے کس شخص نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکرؓ نے فرمایا میں نے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کس شخص نے بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابو بکرؓ نے فرمایا میں نے' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چیزیں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(فوائد الحدیث)

☆ حدیث پاک میں نیکی کے اعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

☆ حدیث پاک سے ابو بکرؓ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ پوچھتے ہیں کہ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟»«فَمَنْ تَبِعَ مِنكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟»: «فَمَنْ أَطْعَمَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟»«فَمَنْ عَادَ مِنكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟» کیونکہ ہر چیز پر علم رکھنے والا صرف اللہ ہے۔

(35) صدقہ کی ترغیب

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة [44] بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ [1] حدیث: 6182،2374]

بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلاَّ كَتِفُهَا قَالَ: بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا. [1]

سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں سے کیا باقی رہ گیا ہے؟ سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا کہ بجز شانہ کے اور کچھ بھی باقی نہ رہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ روایت سے صدقہ اور زکوۃ کی ترغیب مقصود ہے کہ اصل چیز وہ باقی ہے جو لوگوں میں تقسیم کردیا گیا بایں طور کہ آخرت میں اسکا ثواب محفوظ اور ثابت ہوگیا گویا کہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ [2] جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

☆ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے اسلئے صدیقہ بنت صدیقؓ سے پوچھتے ہیں "مَا بَقِيَ مِنْهَا" ؟ کہ اس میں سے کیا باقی رہ گیا؟

(35) سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرنا چاہیے

عن مولى لِعُثْمَانَ قَالَ: أُهْدِيَ لِأُمِّ سلمة بضعة من لحم وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ اللَّحْمَ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِيهِ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ فَيَأْكُلُهُ فَوَضَعَتْهُ فِي كُوَّةٍ فِي الْبَيْتِ وَجَاءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوا بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ فَقَالُوا لَهُ: بَارَكَ اللهُ

---

[1]: [سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع [37] بَابٌ (بلا ترجمة) [27] حديث 2637]

[2]: سورة النحل 96:16

فِيكَ فَذَهَبَ السَّائِلُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ! قَالَتْ لِلْخَادِمِ: اذْهَبِي فَأْتِي رَسُولَ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ اللَّحْمِ، فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ إِلَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم: أَتَاكُمُ الْيَوْمَ السَّائِلُ؟ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْنَا لَهُ: بَارَكَ اللهُ فِيكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم فَإِنَّ ذَلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لَمَّا لَمْ تُطْعِمُوهُ السَّائِلَ[1]

سیدنا عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں۔ کہ امّ المومنین امّ سلمہؓ کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا تحفہ کے طور پر لایا گیا۔ اور نبی کریم ﷺ کو چونکہ گوشت بہت مرغوب تھا۔ اس لئے امّ سلمہؓ نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ اسی گوشت کو گھر میں رکھ دو شاید نبی کریم ﷺ اسے تناول فرمائیں چنانچہ لونڈی نے وہ گوشت گھر میں ایک طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل نے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا بلند کی کہ اے گھر والو اللہ کی راہ میں کچھ عنایت کرو۔ اللہ تعالی تمہیں برکت دے۔ گھر والوں نے کہا کہ اللہ تمہیں برکت دے سائل واپس چلا گیا۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو فرمایا کہ امّ سلمہ تمھارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ امّ سلمہؓ نے کہا کہ ہاں پھر انہوں نے لونڈی سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کے واسطے گوشت لے آؤ لونڈی چلی گئی مگر طاق کے پاس پہنچ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہاں گوشت کا کہیں نام تک نہیں تھا۔ بلکہ سفید پتھر کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سائل کو کچھ نہ دیا۔ اس لئے یہ گوشت سفید پتھر کی شکل اختیار کر گیا۔

---

[1]: [دلائل النبوۃ للبیہقی، بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّحْمِ الَّذِي صَارَ حَجَرًا 6:300]

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ کو گوشت بہت پسند تھا۔

☆ سائل کو خالی ہاتھ واپس کرنا مناسب نہیں۔

☆ جب سائل چلا گیا اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو امّ سلمہؓ سے پوچھتے ہیں کہ یَا أُمَّ سَلَمَةَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ؟ نبی کریم ﷺ کو گوشت رکھنے کا علم نہیں تھا۔

(36) صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ کے کمال اتباع کا تذکرہ

عن رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، قَالَ: قَدِمَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ، يَقُولُونَ يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: «مَا تَصْنَعُونَ؟» قَالُوا: كُنَّا نَصْنَعُهُ، قَالَ: «لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا» فَتَرَكُوهُ، فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ، قَالَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ»[1]

سیدنا رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں میں پیوند کاری کرتے تھے نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ اہل مدینہ نے کہاں کہ ہم ایسا کرتے آرہے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو لوگ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد سنا تو پیوند لگانا چھوڑ دیا اللہ کی شان کہ اس سال پھل بہت کم آیا پھر اس بات کا تذکرآپ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا "میں بھی ایک بشر ہوں لہٰذا جب میں

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب الفضائل [43] بَابُ وُجُوبِ امْتِثَالِ مَا قَالَهُ شَرْعًا، دُونَ مَا ذَكَرَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا، عَلَى سَبِيلِ الرَّأْيِ [38] حدیث 6127]

تم کو کسی ایسی چیز کا حکم دوں جو تمہارے دین کی ہوں تو اسے قبول کرلو اور جب میں محض اپنے رائے سے بات کروں تو سمجھ لو میں بشر ہوں۔

(فوائد الحدیث)

☆تابیر : مادہ کھجور کا شگوفہ کہ غلاف چیر کر اسمیں نر کھجور کا شگوفہ داخل کر دینا۔

☆اس حدیث پاک میں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے کمال اتباع کا تذکرہ ہے۔

☆نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا اگر میں تم کو دینی امور کے بارے میں حکم کروں تو اسکا ماننا ضروری ہے کیونکہ یہ وحی ہے اور اگر دینوی امور کے متعلق کام کا مشورہ دوں تو اس پر عمل کرنا ضروری نہیں کیونکہ میں بھی ایک بشر ہی ہوں الہ تو ہوں نہیں 'اللہ کا علم محیط ہوتا ہے انسان خواہ کتنا اونچا ہو جائے 'اسکا علم محیط کبھی نہیں ہو سکتا۔

(37) صدقہ اور ہدیہ میں فرق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: «أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟»، فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «كُلُوا»، وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَ مَعَهُمْ [1]

سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کو کھانے کی کوئی چیز لائی جاتی تو پہلے آپ اس کے بارے میں پوچھتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اگر

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الهبة [51] بَابُ قَبُولِ الهَدِيَّةِ [7] حدیث: 2576]

بتایا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ صحابہؓ سے فرماتے کہ کھالو لیکن آپ خود نہ کھاتے اور اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ اپنا دست مبارک بڑھاتے اور صحابہؓ کے ساتھ اسے تناول فرماتے۔

(فوائد الحدیث)

(صدقہ اور ہدیہ میں فرق)

☆ صدقہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی محتاج وضرورت مند کو ازراہ مہربانی دیا جاتا ہے اور اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور آخرت میں اس کا اجرو ثواب ملے۔ نبی کریم ﷺ کے لئے مطلقاً صدقہ لینا جائز نہ تھا۔اور ہدیہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی بڑے اور عظیم المرتبت شخص کی خدمت میں کوئی چیز ازراہ تعظیم وتکریم پیش کرے ہدیہ نبی کریم ﷺ قبول فرماتے۔

☆ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ پوچھتے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ کیونکہ ایک اللہ ہی عالم الغیب ہے۔

(38) کھانے کی چیزوں میں احتیاط

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ، قَالَ: «لَوْلاَ أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا»[1]

سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ایک کھجور کے پاس سے گزرے جو راستے میں پڑی ہوئی تھی آپ نے اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا

---

[1]: [صحیح البخاري، کتاب فی اللقطة [45] بَابُ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ [6] حدیث: 2431]

کہ یہ کھجور زکوۃ کی ہوگی تو میں (اللہ کی نعمت کی تعظیم کے پیش نظر)اسے اٹھا کر ضرور کھالیتا۔

(فوائد الحدیث)

اس روایت سے کئی مسئلے مستنبط ہوتے ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کو اتنی شدید بھوک لگی تھی کہ راستے میں گری پڑی کھجور کھانے کو دل کر رہا تھا۔

☆ نبی کریم ﷺ اللہ کی نعمت کی بے انتہا قدر کرتے۔

☆ نبی کریم ﷺ کے لئے زکوۃ کا مال کھانا حرام تھا چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حق میں مطلقاً صدقہ کا مال حرام تھا کہ خواہ صدقہ واجبہ کا مال ہو یا صدقہ نافلہ 'آپ اسکو استعمال نہیں فرماتے تھے۔

☆ بنی ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ لینا جائز نہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کھانے کی چیزوں میں بھی احتیاط فرماتے تو بندہ مومن کے لئے یہ بات اولی اور افضل ہے کہ وہ ہر اس چیز سے اجتناب و پرہیز کرے جسمیں حرمت کا ذرا بھی شبہ ہو۔

☆ نبی کریم ﷺ کو علم غیب حاصل نہیں اس لئے نبی کریم ﷺ کو پتہ نہ چلا کہ یہ کھجور صدقہ کی ہے یا ویسے پڑی ہے۔

(39) زیورات میں بھی زکوۃ واجب ہے.

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي أَيْدِيهِمَا سُوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهُمَا: أَتُؤَدِّيَانِ

زَكَاتَهُ؟، قَالَتَا: لاَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللَّهُ بِسُوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟، قَالَتَا: لاَ، قَالَ: فَأَدِّيَا زَكَاتَهُ [1]

سیدنا عمرو ابن شعیبؓ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے جد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ دو عورتیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان دونوں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے (کنگن) پہنے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ ان دونوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہوں کہ اللہ تمہیں آگ کے دو کڑے پہنائے انہوں نے عرض کیا کہ نہیں آپنے ارشاد فرمایا تو پھر اس کی زکوۃ ادا کیا کرو۔

(فوائد الحدیث)

☆ یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ زیورات میں بھی زکوۃ واجب ہے۔ قرآن وحدیث کے ارشادات میں بھی زیورات کی زکوۃ کی فرضیت مذکور ہے۔ اور زکوۃ نہ دینے پر سخت وعیدات منقول ہیں۔

☆ جب دو عورتیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے کڑے تھے نبی کریم ﷺ کو علم نہیں تھا کہ یہ عورتیں اس کی زکوۃ دیتی ہیں یا نہیں اسلئے پوچھا "أَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ؟، کیونکہ عالم الغیب تو صرف ایک اللہ ہی ہے۔

(40) سیدنا بلالؓ کے روزہ کا نبی کریم ﷺ کو علم نہ تھا۔

عن بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ وَهُوَ يَتَغَدَّى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْغَدَاءَ يَا بِلَالُ "، قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ

---

[1]: سنن الترمذي، كتاب الزكاة [7] بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الحُلِيِّ [12] حديث: 640

يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " نَأْكُلُ رِزْقَنَا وَفَضَلَ رِزْقُ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ، أَشَعَرْتَ يَا بِلَالُ ": " إِنَّ الصَّائِمَ يُسَبِّحُ عِظَامُهُ، ويستَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أَكَلَ عِنْدَهُ [1]

سیدنا بریدہؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا بلالؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صبح کا کھانا کھارہے تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بلالؓ سے فرمایا کہ بلالؓ آؤ کھانا کھاؤ بلالؓ نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ ﷺ میں روزہ سے ہوں آپ نے ارشاد فرمایا ہم تو اپنا رزق کھارہے ہیں اور بلالؓ کا بہترین رزق جنت میں ہے۔ بلالؓ کیا تم جانتے ہو کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں۔ اور فرشتے اس کے لئے بخشش چاہتے ہیں جب تک کہ اس کے سامنے کھایا جاتا ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جائے اور روزہ دار برداشت کرے یعنی اس کھانے کی طرف دھیان نہ کرے بلکہ یہ سوچے کہ میرا روزہ ہے اس لئے میں نہیں کھا سکتا تو اس روزہ دار کے لئے خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ اس روزہ دار کی تو ہڈیاں بھی تسبیح کرتی ہیں۔

☆اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بلالؓ کو کھانا کھانے کی دعوت دے رہے ہیں حالانکہ سیدنا بلالؓ روزہ سے تھا نبی کریم ﷺ کو بلالؓ کے روزے کا علم نہ تھا کیونکہ جمیع ماکان و جمیع مایکون کا علم تو خاصہ خداوندی ہے۔

---

[1]: [شعب الإيمان للبيهقي، باب فَضَائِلُ الصَّوْمِ حدیث: 3314]

(41) سیدنا ابوہریرہؓ کی شدت بھوک کا واقعہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، كَانَ يَقُولُ: أَللّٰهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي، وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَبَا هِرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: «الحَقْ» وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ، فَدَخَلَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لِي، فَدَخَلَ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: «مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟» قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلاَنٌ أَوْ فُلاَنَةُ، قَالَ: «أَبَا هِرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: «الحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي» قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الإِسْلاَمِ، لاَ يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلاَ مَالٍ وَلاَ عَلَى أَحَدٍ، إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ، كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا، فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي، فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ، وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا، فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ البَيْتِ، قَالَ: «يَا أَبَا هِرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: «خُذْ فَأَعْطِهِمْ» قَالَ: فَأَخَذْتُ القَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى

يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ القَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ القَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: «أَبَا هِرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ» قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «اقْعُدْ فَاشْرَبْ» فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: «اشْرَبْ» فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: «اشْرَبْ» حَتَّى قُلْتُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ: «فَأَرِنِي» فَأَعْطَيْتُهُ القَدَحَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الفَضْلَةَ [1]

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں میں بھوک کے سبب زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا۔ میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں راستے میں بیٹھ گیا جس سے صحابہؓ نکلتے تھے ابو بکرؓ گزرے اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مجھے کچھ کھلادیں وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا پھر عمرؓ میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے بھی قرآن کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مجھے کھلادیں وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ گزرے آپ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرائے اور نبی کریم ﷺ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ نے تاڑ لیا پھر آپ نے فرمایا یا اباہرؓ میں نے

1: [صحیح البخاری، کتاب الرقاق [81] بَابٌ: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ، وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا [17] حدیث :6452]

عرض کیا۔ لَبَّیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، فرمایا میرے ساتھ آجاؤ اور آپ چلنے لگے۔ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے ہولیا پھر نبی کریم ﷺ اندر تشریف لے گئے اجازت چاہی مجھے اجازت ملی پھر داخل ہوئے تو ایک پیالے میں دودھ ملا دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے کہا فلاں یا فلانہ نے نبی کریم ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا یا اباہرؓ میں نے عرض کی لَبَّیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، فرمایا کہ اہل الصفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اہل الصفہ اسلام کے مہمان تھے وہ نہ کسی کے گھر پناہ ڈھونڈتے نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس ٹھہرتے۔

جب نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ وہ صدقہ ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ رکھتے البتہ جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی تناول فرماتے اور انہیں بھی شریک کرتے چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ کتنا ہے۔ کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو جائے اس کا تو حق دار میں تھا اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب اہل صفہ آئیں گے تو نبی کریم ﷺ مجھ سے ہی فرمائیں گے، اور میں ہی انہیں یہ دودھ دوں گا مجھے تو شاید اس میں سے کچھ نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا بھی کوئی چارہ نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچائی اہل صفہ آگئے اور اجازت چاہی انہیں اجازت مل گئی پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اباہرؓ میں نے عرض کی لَبَّیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، فرمایا لو اور ان سب حضرات کو دو۔

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص جب دودھ پی کر سیراب ہو جاتا تو مجھے واپس کر دیتا اس طرح دوسرا پی کر مجھے پیالہ

واپس کر دیتا اس طرح نبی کریم ﷺ تک پہنچا سب لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے نبی کریم ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا یا اباہر میں نے عرض کیا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، آپ نے سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو میں بیٹھا اور پینے لگا۔ اور نبی کریم ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اور پیو آخر مجھے کہنا پڑا بس! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے 'اب گنجائش نہیں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر مجھے دے دو۔ میں نے پیالہ نبی کریم ﷺ کو دے دیا نبی کریم ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی 'اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ خود پی لیا۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحابہؓ نے بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ ایک ماہر نفسیات بھی تھے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے سب سے آخر میں دودھ پیا' پہلے اپنے شاگردوں کو پلایا۔

☆ نبی کریم ﷺ کو یہ علم نہ تھا یہ دودھ کس نے بھیجا ہے۔

(42) نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ، حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ»[1]

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة [98] بَابٌ: هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ [14] حدیث: 3175]

ترجمہ : سیدنا عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا تھا اس کا اثر یہ ہوا تھا کہ آپ خیال فرماتے تھے کہ فلاں کام کر چکے ہیں حالانکہ وہ کام آپ نے انجام نہ دیا ہوتا۔

(فوائد الحدیث)

☆ یہ روایت صحیح بخاری میں کئی مقامات پر مذکور ہے نبی کریم ﷺ کے پاس دو ملائکہؑ تشریف لائے ایک نبی کریم ﷺ کی سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف' ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا مطبوب اس پر سحر ہو چکا ہے پہلے نے پوچھا کہ یہ جادو کس نے کیا ہے دوسرے نے کہا کہ لبید بن عاصم یہودی نے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بال کو بیر ذروان (کنویں) میں ایک پتھر کے نیچے رکھا تھا اور اس کنویں کا پانی مہندی کی رنگ کی طرح ہو گیا تھا۔

☆ اور اس سحر کے علاج کے لئے قرآن کی آخری دو سورتیں نازل ہوئیں۔

☆ جب نبی کریم ﷺ پر سحر ہوا تھا اس زمانہ میں وحی کا نزول نہیں ہوا تھا۔

☆ اہلسنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا تھا' اس حدیث کے رواۃ عائشہؓ' زید بن ارقمؓ' ابن عباسؓ' انس بن مالکؓ وغیرھم ہیں جو صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' مسند احمد' مسند حمیدی وغیرھم محدثینؒ نے کثیر التعداد سندوں سے نقل فرمایا ہے۔ اس واقعہ میں کوئی ایسی بات بھی نہیں جو نبوت کے منافی ہو' استاد محترم شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد حسین شاہ نیلویؒ فرماتے ہیں " اگر پتھروں اور تیر وغیرہ کے اثر سے آپ کا زخمی اور لہولہان ہونا' دندان مبارک کا شہید ہونا' بچھو کا آپ کو ڈنگ مارنا جس سے آپ کو تکلیف ہو' گھوڑے پر سے گر کر آپ کو چوٹ لگنا' بخار میں اور دردسر میں آپ کا مبتلا ہونا' زہر کا آپ پر اثر کرنا جس کی وجہ سے

آپ نے اپنے مرض الموت کے ایام میں اسکا اظہار بھی کیا' آپ کا بھول جانا' آپ پر غشی طاری ہونا' آپ کو بھوک لگنا جس سے آواز پست پڑ گئی وغیرہ امور منصب نبوت کے منافی نہیں "[1]

☆ اور یہ واقعہ اس باب میں بڑی توضیح کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کو وحی کے بغیر معلوم نہ ہوا کہ کسی نے جادو کیا ہے؟ لہٰذا آج کل جو لوگ دعوی کرتے ہے کہ ہم تعویذوں کو نکالتے ہیں اور لوگ کو غیب کی باتیں بتاتے ہیں یہ ایمان واعمال کو تباہ کردیتے ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔

(43) نبی کریم ﷺ کو صحابہؓ نے جنازہ کی اطلاع نہیں کی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ بِقَبْرٍ قَدْ دُفِنَ لَيْلًا، فَقَالَ: «مَتَى دُفِنَ هَذَا؟» قَالُوا: البَارِحَةَ، قَالَ: «أَفَلاَ آذَنْتُمُونِي؟» قَالُوا: دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، فَقَامَ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ[2]

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں تحقیق رسول اللہ ﷺ ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جسے رات کو دفن کیا گیا آپ نے دریافت فرمایا یہ کب دفن کیا گیا ہے؟ صحابہؓ عرض کرنے لگے "گزشتہ رات دفن کیا گیا ہے' آپ نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں

1: [رسائل نیلوی 1:10]

2: [صحیح البخاري، کتاب الجنائز [23] بَابُ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الجَنَائِزِ [55] حدیث: 1321]

نہیں دی؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم نے اسے اندھیری رات میں دفن کیا ہے۔ ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا پس آپ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور جنازہ ادا کیا۔

(فوائد الحدیث)

☆ اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مردہ کے پاس سوال وجواب کے وقت قبر میں بنفس نفیس خود تشریف نہیں لے جاتے ورنہ قبر پر گزرنے سے پہلے صحابہؓ سے فرماتے کہ رات میں فلاں قبر میں گیا تھا جس میں فلاں یا ایسا مردہ تھا جس کی نماز جنازہ میں نے نہیں پڑھائی چلو ابھی چلتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھتے ہیں لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ قبر پر گزر ہوا تو نئی قبر دیکھ کر فرمایا یہ کون دفن ہوا ہے؟

☆ اور روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ میت کی تدفین میں جلدی سے کام لیتے تھے اور احادیث میں بھی جنازہ وتدفین میں تاخیر سے منع کیا گیا ہے۔

☆ دوسرا امر یہ واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں ہے۔

(44) قنوت نازلہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رِعْلًا، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ، اسْتَمَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدُوٍّ، فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الأَنْصَارِ، كُنَّا نُسَمِّيهِمُ القُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ، كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، حَتَّى كَانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ العَرَبِ، عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ» قَالَ أَنَسٌ: "

فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا، ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِعَ: بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا (1)

سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ تحقیق رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان نے اپنے دشمن کے اوپر آپ سے مدد طلب کی' ستر انصار ان کی مدد کی کے لئے عنایت فرمائے۔ جن کو ہم اپنے وقت میں "قراء" کہا کرتے تھے۔ جو دن کو لکڑیاں جمع کیا کرتے تھے اور ان کو فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کیا کرتے تھے' اور رات کو نماز پڑھتے تھے' یہاں تک کہ بیر معونہ میں ان کے ساتھ غدر کر کے قتل کر دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں ان کافروں کے لئے بدعا کی۔

(فوائد الحدیث)

☆ قبیلہ رعل وذکوان کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے انہوں سے اپنے اسلام کا اظہار کر کے نبی ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہمیں مدد دیجئے نبی ﷺ نے ستر صحابہ کی جماعت کو روانہ فرمایا ان ستر کا امیر منذر بن عمرو ساعدیؓ کو مقرر فرمایا۔

☆ قنوت نازلہ کا آغاز بھی اسی سے ہوا اس سے پہلے قنوت نازلہ نہیں پڑھی گئی تھی۔

☆ سیدنا انسؓ کے ماموں جو ام سلیمؓ کے بھائی تھے ان کو بھی ستر سواروں میں بھیجا گیا تھا اس سیدنا حرامؓ کو بیر معونہ کے موقع پر نیزہ مارا گیا خون کو انہوں نے اپنے

1: [صحيح البخاري، كتاب المغازي [64] بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ، وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ [28] حديث: 4090]

چہرے اور سر پر مل لیا اور کہا کہ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ عامر بن فہیرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بھی غزوہ بیر معونہ میں شریک تھے اور یہ وہی شخصیت تھے جو ہجرت کے واقعہ میں بھی شریک تھے۔

☆ اس روایت سے ظالمین کے حق میں بددعائی کا ثبوت بھی ہے نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں ان کے لئے بددعا فرمائی۔

☆ نبی کریم ﷺ ان لوگوں کی بدنیتی سے واقف نہ تھے بلکہ ظاہر کو دیکھ کر ستر صحابہ انصار کو بطور خیر خواہ اور بطور تبلیغ روانہ فرمایا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ علم غیب نہیں رکھتے تھے۔

(45) نبی کریم ﷺ نے اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے فرمایا تھا کہ میرے پاس قیامت کا علم نہیں۔

عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ: «تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ؟، وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ، وَأُقْسِمُ بِاللهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ»[1]

ترجمہ: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی وفات سے ایک مہینہ پہلے سنا کہ تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اور اسکا علم صرف ایک اللہ کے پاس ہے۔ اور اللہ پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی جان نہیں (آدمیوں سے) جس پر سو برس تمام ہوں (آج کی تاریخ سے وہ زندہ رہے)۔

---

[1]: [صحیح مسلم. کتاب فضائل الصحابہ [44] بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ، وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ» [53] حدیث: 6481]

(فوائد الحدیث)

☆ موت نبوت کے منافی نہیں، قرآن وسنت میں انبیاء کرامؑ کے لئے موت کالفظ استعمال ہوا ہے مثلاً ﴿ إِذْ حضر يَعْقُوبَ الْمَوْتُ﴾ [1]

☆﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ [2]

☆ عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ ابْنِ الْحضرمِيِّ، [3]

☆ اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [4]

☆ أَنَّ أُمَّ أَيْمَنَ بَكَتْ حِينَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [5]

☆ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي، [6]

---

[1]: سورۃ البقرہ 133:2

[2]: سورۃ سبا 14:34

[3]: [مصنف عبد الرزاق، حدیث: 7034]

[4]: [المصنف بن أبي شيبة، حدیث: 11633]

[5]: [مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، حدیث: 13591]

[6]: [صحيح البخاري، کتاب المغازی [64] باب مرض النبی [83] حدیث: 4446]

☆اور سیدنا ابو بکرؓ نے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت میں اعلان فرمایا تھا اور کسی صحابی نے انکار نہیں کیا تھا۔ " أَمَّا بَعْدُ، فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ، فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ،[1]

☆یہ حدیث علم غیب کے باب میں بالکل واضح ہے۔

(46) استیذان کی اہمیت

عَنْ أَنَسٍ، أَوْ غَيْرِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ "، فَقَالَ سَعْدٌ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَلَّمَ ثَلَاثًا، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا، وَلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيمَةً إِلَّا هِيَ بِأُذُنِي، وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ أُسْمِعْكَ، أَحْبَبْتُ أَنْ أَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ، وَمِنَ الْبَرَكَةِ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهُ زَبِيبًا، فَأَكَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ" أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ[2]

ترجمہ: سیدنا انسؓ یا ان کے علاوہ کسی اور (صحابیؓ) سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن عبادہؓ کے (ہاں پہنچ کر ان سے) گھر میں آنے کی اجازت طلب کی' چنانچہ آپ نے (دروازہ پر کھڑے ہو کر) فرمایا کہ السلام

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب المغازى[64] باب مرض النبى[83] حديث:4454]

[2]: [مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ حديث: 12406]

علیکم ورحمۃ اللہ تم پر اللہ کی سلامتی ہو اور اسکی رحمت نازل ہو (کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟) سعد نے (گھر میں سے) جواب دیا" وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور آپ پر بھی اللہ کی سلامتی اور اسکی رحمت نازل ہو"۔ لیکن انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ جواب نہیں سنایا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ سلام کیا اور سعدؓ نے بھی آپ کو تین مرتبہ جواب دیا، لیکن آپ کو سنایا نہیں، یعنی سعدؓ نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب تینوں مرتبہ قصدا بہت آہستہ آواز میں دیا تاکہ آپ سن نہ سکیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ (ان کا جواب نہ سن کر) واپس لوٹ پڑے اور سعدؓ نے جب یہ دیکھا کہ جس چیز کو میں نے حصول سعادت میں زیادتی کا ذریعہ بنانا چاہا تھا وہ میرے لئے بالکل ہی محرومی کا باعث بنی جارہی ہے اور ایک طرح سے سوء ادبی کی صورت بھی پیدا ہوگئی ہے تو وہ لپک کر گھر سے نکلے اور نبی کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ نے جتنی بار سلام کیا میرے دونوں کانوں نے سنا اور حقیقت یہ ہے کہ میں ہر بار جواب بھی دیتا تھا البتہ میں اس جواب کو آپ کے کانوں تک نہیں پہنچے دیتا تھا کیونکہ میں آپ کے زیادہ سے زیادہ سلام وبرکت کا خواہشمند تھا یعنی میرا مقصد یہ تھا کہ میرا جواب آپ کے کانوں تک نہ پہنچے تاکہ آپ جتنا زیادہ سلام کریں گے میرے حق میں اتنا ہی زیادہ حصول برکت وسعادت کا ذریعہ ہوگا چنانچہ سعدؓ کی طرف سے اس اظہار حقیقت اور عذر خواہی کے بعد نبی کریم ﷺ اور سعدؓ مکان میں داخل ہوئے اور سیدنا سعدؓ نے آپ ﷺ کے لئے خشک انگور پیش کئے جن کو نبی کریم ﷺ نے کھایا جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو سیدنا سعدؓ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ " اللہ کے نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت سے استیذان کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس استیذان کا اہتمام فرماتے ہیں۔

☆اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی نبی ﷺ سے کیسی محبت تھی۔

☆اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو صحابی سلام کا جواب دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ اسے نہیں سنتے اور پیغمبر پاک ﷺ کو اس کا علم بھی نہیں تھا کہ سعدؓ نے مجھے سلام کا جواب دیا ہے یا نہیں۔

(47) بشریت رسول ﷺ

أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا»[1]

ترجمہ: امّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر کسی جھگڑے کو سنا' پس آپ ان کے پاس تشریف لائے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ میں ایک بشر ہی تو ہوں اور تحقیق میرے پاس جھگڑا (فیصلہ

[1]: [صحيح البخاري، كتاب المظالم [46] بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ، وَهُوَ يَعْلَمُهُ [16] حديث: 2458]

کے لئے) آتا ہے اور شاید بعض تم میں سے دوسرے پر بولنے میں فصیح بلیغ ہوا، تو میں اس کو سچا گمان کر کے اس فصیح بلیغ کے حق میں فیصلہ کردوں تو جس فصیح بلیغ کو کسی مسلمان کے حق میں سے کچھ فیصلہ کر کے دیا ہے تو آگ کا ایک ٹکڑا ہے اب اس کی مرضی کہ اسے حاصل کرے یا چھوڑ دے۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ بشر ہے۔قرآن کریم کی بہت سی آیات سے بشریت رسول ﷺ ثابت ہے۔مثلاً ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ﴾(1)

﴿قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ﴾ (2)

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ (3)

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ﴾ (4)

﴿وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ﴾ (5)

---

[1]: سورۃ الانعام 91:7

[2]: سورۃ ابراہیم 10:14

[3]: سورۃ ابراہیم 11:14

[4]: سورۃ الکہف 110:18

[5]: سورۃ الانبیاء 3:21

﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ﴾ (1)

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴾ (2)

﴿قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ * وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ﴾ (3)

﴿قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ﴾ (4)

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ﴾ (5)

☆نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔

(48) شفاعت عظمیٰ

قال النبی ﷺ۔۔۔فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لاَ تَحضرني الآنَ،...... (6)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پس اجازت طلب کروں گا

1: سورۃ المومنون 24:23

2: سورۃ المومنون 33:23

3: سورۃ الشعراء 186:26

4: سورۃ یس 15:36

5: سورۃ فصلت 6:41

6: صحیح البخاری، کتاب التوحید [97] بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ القِيَامَةِ مَعَ الأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ [36] حدیث: 7510

اپنے ربّ سے ' پس اجازت دے گا اللہ مجھ کو ' اور الہام کرے گا مجھ کو محامد ' اور میں حمد کرونگا جو مجھے اب معلوم نہیں۔

(فوائد الحدیث)

☆ اس حدیث کو حدیث شفاعت کہا جاتا ہے ' اور یہ ایک طویل حدیث ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جب تکلیف زیادہ ہوگی لوگ آدمؑ کے پاس آئیں گے ' پھر نوحؑ ' پھر ابراہیمؑ ' پھر موسیٰؑ ' پھر عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے مگر کام نہیں بنے گا آخر میں جناب نبی کریم ﷺ کے پاس لوگ آجائیں گے نبی کریم ﷺ ربّ سے شفاعت کی اجازت چاہیں گے ' ربّ کو سجدہ کریں گے اللہ پاک شفاعت قبول فرمائے گا اللہ فرمائے گا يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ،

☆ اس روایت میں جس شفاعت کا تذکرہ ہے اسکو "شفاعت کبریٰ" کہتے ہیں۔

☆ اور اس حدیث سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جناب نبی کریم ﷺ ہر چیز کو جانتے تو قیامت کے دن محامد کا الہام کس طرح ہوگا اور کیوں کر فرماتے لاَ تَحضرنِي الآنَ

(49) تصویر کی حرمت

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ، فَرَاثَ عَلَيْهِ، حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ، فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّا لاَ نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلاَ كَلْبٌ [1]"

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ جبریل نے نبی کریم ﷺ کے یہاں آنے کا وعدہ کیا ' لیکن آنے میں تاخیر ہوئی تو نبی کریم ﷺ سخت بے چین ہوئے پھر آپ باہر

---

[1]: صحیح البخاری، کتاب اللباس [77] بَابُ لاَ تَدْخُلُ المَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ [94] حدیث: 5960

نکلے تو ان سے ملاقات ہوئی، نبی کریم ﷺ نے اپنی بے چینی کا ان سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم (فرشتے) کسی ایسے گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں اختصار ہے، عائشہؓ کی روایت میں تفصیل ہے "ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ، فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ، مَتَى دَخَلَ هَذَا الْكَلْبُ هَاهُنَا؟» فَقَالَتْ: وَاللهِ، مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَاعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ»، فَقَالَ: «مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»، (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ کتے کا ایک بچہ چارپائی کے نیچے ہے، آپ نے فرمایا عائشہؓ یہ کب داخل ہوا۔ فرمانے لگیں "واللہ مجھے معلوم نہیں" پھر آپ نے اس کے نکال دینے کا حکم دیا اور جب اسکو نکال دیا گیا تو جبریل آئے، آپ نے ان سے کہا" مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا، میں انتظار کرتا رہا لیکن آپ نہیں آئے، تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کتے نے منع کیا جو گھر کے اندر تھا۔ اور ہم (فرشتے)) کسی ایسے گھر میں نہیں داخل ہوتے جسمیں تصویر یا کتا ہو۔

☆کتا خود بھی نجس ہے اور نجاستیں کھاتا بھی رہتا ہے اس لئے فرشتے ایسے گھر

1: [صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة [37] بَابُ تحریم تصویر صُورَة الحیوان--------[26] حدیث: 5511]

میں نہیں جاتے جہاں یہ نجس ہو۔ علامہ خطابیؒ نے ضرورت کی وجہ سے رکھے جانے والے کلب کا استثناء کیا ہے، شکار اور حفاظت کی عرض سے جو کتا رکھا جاتا ہے وہ اسمیں داخل نہیں۔

☆ اس حدیث میں تصویر کی حرمت بھی ذکر کی گئی ہے اور تصویر کے بارے میں احادیث مبارکہ میں سخت وعیدات وارد ہیں، جو لوگ تصاویر بناتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا، مصر کے بعض علماء نے تصویر کے جواز کا فتوی دیا ہے، مصر کے ایک مفتی نے علامہ الشیخ بخیث نے رسالہ لکھا ہے "الجواب الشافی فی اباحة التصویر الفوتو غرافی" لیکن جمہور اھل فتاوی اس کے عدم جواز پر فتوی دیتے ہیں البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنی ہیں مثلاً: شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ

☆ اور اس حدیث میں یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو جبریل امین کا پتہ نہ تھا کہ گھر کے باہر ہیں اور نبی کریم ﷺ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کتا کب داخل ہوا ہے؟

(50) حدیث جبریلؑ

(قَال)عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ ﷺذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ

الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ»، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ»[1]

ترجمہ: سیدنا عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص وارد ہوا جس کا لباس نہایت صاف ستھرا اور سفید تھا۔ اس کے بال بہت سیاہ اور چمکدار تھے اور اس پر سفر کی کوئی علامت موجود نہ تھی اور نہ ہم میں سے کوئی کو اس پہچانتا تھا۔ وہ شخص آپ کے نہایت قریب آکر اس طرح دوزانو بیٹھ گیا کہ اس نے اپنے گھٹنوں کو آپ کے گھٹنوں کے نہایت قریب کر لیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور عرض کرنے لگا کہ اے محمد (ﷺ) مجھے اسلام کی حقیقت بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق

---

[1]: [صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ [1] بَابُ بيان الْإِيمَانِ، وَالْإِسْلَامِ. [1] حدیث :93]

نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر تم نماز کو قائم کرو (صاحب نصاب ہو تو) زکوۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور زاد راہ میسر آئے تو حج بیت اللہ ادا کرو اس نووارد نے آپ کی بات کو سنا اور کہنے لگا "آپ نے سچ فرمایا"۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس کی بات سن کر ہمیں بہت تعجب ہوا کہ اس نے پہلے سوال کیا اور جواب سنا تو تصدیق کی گویا یہ بات وہ پہلے جانتا تھا۔ وہ شخص دوبارہ بولا اور عرض کی اے محمد ﷺ اب ایمان کی حقیقت بیان فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ' اس کے فرشتوں 'اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کو دل سے مانو اور اس بات پر یقین رکھو کہ اچھا برا جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب کا سب نوشتہ تقدیر (انسان کے اعمال کا بدلہ) ہے۔ اس نے آپ کا جواب سنا تو عرض کی کہ آپ نے سچ فرمایا۔ اس تصدق کے بعد پھر بولا اور کہنے لگا کہ اب مجھے بتائیں کہ " احسان کیا ہے؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو یہ خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس کا جواب سن لینے کے بعد وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے بتائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اس کا یہ سوال سنا تو فرمایا کہ اس کے متعلق جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ بعد ازیں وہ شخص کہنے لگا اچھا آپ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی ارشاد فرمادیں؟ آپ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ "لونڈی اپنے آقا یا مالک کو جنے گی اور برہنہ پا برہنہ جسم یعنی مفلس و فقیر لوگ جو بکریاں چرانے والے چرواہے ہوتے ہیں وہ عالی شان محلات اور سر بفلک منزلوں میں رہائش پذیر ہوں گے اور نہایت فخر و غرور کی زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ سیدنا عمر فاروقؓ کہتے ہیں کہ اس نے یہ سب کچھ سنا اور خاموشی کے ساتھ اٹھا اور چلتا بنا۔ میں نے کچھ دیر توقف کیا اور اس کے بعد آپ نے

فرمایا کہ اے عمرؓ! جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟ میں عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں کہ وہ کون تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے اور تم لوگوں کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

(فوائد الحدیث)

☆ اس حدیث کو محدثین "حدیث جبرئیلؑ" کہتے ہیں۔ معانی و مضامین کے لحاظ سے یہ حدیث نہایت جامع ہے۔

☆ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، سے سفید کپڑوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے ایک حدیث پاک میں بھی آتا ہے «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ»[1] نبی کریم ﷺ کو بھی سفید لباس زیادہ پسند تھا' جبرئیل امین بحیثیت طالبعلم حاضر ہوئے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ طالب علم کو لباس وغیرہ میں اپنے استاذ کے محبوب انداز کو اختیار کرنا چاہیئے۔

☆ ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ ' سے نظافت وطہارت کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

☆ سَوَادِ الشَّعَرِ جبرئیل امین کے بالوں کی شدت سواد سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ طلب علم کا اصل زمانہ جوانی کا دور ہے جبکہ تمام قوتیں شباب وکمال پر ہوتی ہے۔

☆ طالبعلم کو اپنے معلم ومربی کی مجلس میں ظاہری قرب بھی حاصل کرنا چاہیئے متعلم کی نشست کی ہیئت اپنے استاد کے سامنے متادبانہ ہونی چاہیے جیسا کہ التحیات

---

[1]: [سنن الترمذي، كتاب الجنائز [10] بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَكْفَانِ [18] حديث: 1015]

پڑھنے بیٹھتا ہے۔

☆احسانی کیفیت پیدا کرنا اور باطن کی تعمیر کرنا بھی مطلوب ہے۔

☆ جس بات کی حقیقت کا علم نہ ہو اسکے متعلق مفتی، وعالم کو " لاادری " کہنے سے ہرگز ہچکچاہٹ نہ ہونا چاہیئے۔

☆ مستحسن سوالات کرنا پسندیدہ امر ہے۔

☆کسی اچھے مقصد کے لئے اپنی شخصیت کو چھپانا جائز ہے کما فعل جبرئیل

☆ملائکہ کا وجود برحق ہے۔

☆ملائکہ مختلف شکلوں میں متمثل ہو سکتے ہیں۔

☆ نبی ﷺ کو "یا محمد" کا خطاب یا تو اللہ کی طرف سے ہے یا جبرئیل کی طرف سے یا منافق یہودی کی طرف سے۔

☆ یہ روایت علم غیب کے بارے میں بھی رہنمائی کرتا ہے کہ عمرؓ فرماتے ہیں یہ جو مہمان آیا ہم میں سے کوئی بھی اس کو نہیں پہچانتا تھا (وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ) اور نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں جب پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

(51) واقعہ قتل ابی جہل

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ». فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ، قَالَ: أَأَنْتَ، أَبُو جَهْلٍ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، قَالَ: وَهَلْ

فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ، أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ[1]

ترجمہ: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (بدر کے دن) فرمایا کہ کون ابو جہل کو دیکھ کر اس کی خبر لائے گا؟ تو ابن مسعودؓ چلے تو اسے اس حال میں پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو رہا ہے' ابن مسعودؓ نے کہا کہ کیا تو ہی ابو جہل ہے؟ اور اسکی داڑھی پکڑلی تو اس نے کہا بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جسے تم نے قتل کیا' یا یوں کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کون ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

(فوائد الحدیث)

☆ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعودؓ نے ابو جہل کو میدان جنگ میں زمین پر پڑا ہوا پایا تو وہ اس کے سینہ پر چڑھ گئے اور ابو جہل سے کہنے لگے أأنتَ، أبُو جَهْلٍ؟

☆ ابو جہل نے جو کہا وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ، اس جملہ کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ اس میں ابو جہل اپنے تکبر کا اظہار کر رہا ہے کہ کیا اس آدمی سے زیادہ پسندیدہ کوئی آدمی ہے جسکو تم نے قتل کیا ہے؟ یعنی اس سے زیادہ پسندیدہ اور اس سے زیادہ فائق کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے' اور علامہ عینیؒ اور عسقلانیؒ نے اسکا مطلب یہ لکھا ہے کہ ابو جہل کے اس قول کا مقصد یہ ہے کہ میرا قتل کر دینا اس سے زیادہ نہیں کہ ایک آدمی کو اس قوم نے قتل کر دیا لہٰذا اس میں نہ تمہارے لئے کوئی فخر کی بات ہے اور نہ

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب المغازى، [64] بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ [8] حديث: 3962]

میرے لئے کوئی عار کی بات ہے۔[1]

☆سیدنا انسؓ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اس لئے تو فرمایا: «مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ»؟.

(52) واقعہ سیدنا عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَشَكُّوا فِيَّ، «فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيَّ هَلْ أَنْبَتُّ؟ فَنَظَرُوا إِلَيَّ، فَلَمْ يَجِدُونِي أَنْبَتُّ، فَخَلَّى عَنِّي، وَأَلْحَقَنِي بِالسَّبْيِ»[2]

سیدنا عطیہ قرظیؓ سے روایت ہے کہ میں غزوہ بنی قریظہ کہ موقعہ پر نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کو میرے بارے میں شک ہوا کہ (کہ بالغ ہوا ہے یا نہیں) اس پر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ میرے زیر ناف بال دیکھ کر بلوغ یا عدم بلوغ کا (فیصلہ کیا جائے) جب انہوں نے دیکھا کہ میرے زیر ناف بال نہیں تو مجھے چھوڑا اور قیدیوں میں شامل کر لیا۔

(فائدہ)

☆اگر نبی کریم ﷺ کو تمام جزئیات وکلیات غیب کا علم حاصل تھا تو پھر اس طرح کرنے کی ضرورت کیوں پڑی تھی؟

1: [عمدۃ القاری 17:85، فتح الباری 7:294]

2: [المستدرک علی الصحیحین حدیث: 2568]

(53) مسجد کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ؟ فَقَالَ: «لَا أَدْرِي» قَالَ: فَأَيُّ الْبِقَاعِ شَرٌّ؟ فَقَالَ: «لَا أَدْرِي» فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: «سَلْ رَبَّكَ [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول کون سی جگہ اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا' پھر اس آدمی نے پوچھا کون سی جگہ بری ہے؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا' پس نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل امینؑ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے رب سے پوچھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت کے باقی حصہ میں مساجد کی فضیلت مذکور ہے کہ جبریل امین کو اللہ کی طرف سے فرمایا گیا کہ اچھی جگہ مسجد ہے۔

☆ یہ روایت اس طرف بھی رہنمائی کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے تو جواب میں فرمایا«لَا أَدْرِي»

(54) اسلام قبول کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عَنِ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، قال أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ، قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي، قَالَ: «مَا لَكَ يَا

[1]: [المستدرک علی الصحیحین حدیث:2149]

عَمْرُو؟» قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قَالَ: «تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟» قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي، قَالَ: «أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟»[1]

سیدنا عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ (مجھے قبولیت اسلام کا خیال آیا) میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا' آپ نے فرمایا عمروؓ یہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ میں کچھ شروط پیش کرنا چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا کہ عمروؓ وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں جو میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کئے تھے آپ نے فرمایا" اے عمروؓ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو قبول اسلام سے قبل کئے گئے ہوں اور اسی طرح ہجرت بھی ان تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کئے گئے ہوں' اور اسطرح حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو حج کرنے سے پہلے کئے گئے ہوں۔

(فوائد الحدیث)

☆ سیّدنا عمرو بن العاصؓ ایک مشہور قریشی صحابی ہیں اس کی کنیت ابو عبداللہ یا ابو محمد ہے سن وفات 43ھ ہے۔

☆ اسلام قبول کرنے سے پہلے جو گناہ ہیں وہ سب کے سب اسلام قبول کرنے سے

[1]: [صحیح مسلم، کتاب الایمان [1] باب کون الاسلام ـــــ [54] حدیث: 321]

ختم ہو جاتے ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے تو عمرو بن العاصؓ سے پوچھنے لگے «مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟» قَالَ: «تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟»

(55) واقعہ ابو ہریرہؓ

عن أَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا، وَفَزِعْنَا، فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا؟ فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ - وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ - فَاحْتَفَزْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَبُو هُرَيْرَةَ» فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «مَا شَأْنُكَ؟قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي، فَقَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ» وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ: «اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ»، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ: هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي، فَقَالَ: ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَرَجَعْتُ

إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبَنِي عُمَرُ، فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قُلْتُ: لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ، فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي، قَالَ: ارْجِعْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عُمَرُ ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ،مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَخَلِّهِمْ» (1)

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم چند صحابہ نبی اعظم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور ہم میں ابو بکرؓ اور عمرؓ تشریف فرما تھے کہ آپ اچانک ہمارے درمیان سے اٹھے اور کہیں باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ کو باہر گئے ہوئے بہت دیر ہو گئی تو ہم کو سخت تشویش ہوئی کہ کہیں ہماری غیر موجودگی میں کسی دشمن کی طرف سے آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچ جائے ہم گھبرائے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ پہلا شخص میں تھا جو گھبرا کر اٹھا اس لئے پہلے میں ہی آپ کی تلاش کے لئے باہر نکلا اور ڈھونڈتا ہوا قبیلہ بنی نجار کے ایک انصاری کے باغ کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے اندر جانے کے لئے

---

[1]: [صحیح مسلم. کتاب الایمان [1] بَابُ الدلیل علی ان مَنْ مات علی التوحید دَخَلَ الْجَنَّةَ [10] حدیث:136]

چاروں طرف دروازہ تلاش کیا مگر مجھے دروازہ نظر نہیں آیا۔ اچانک ایک نالی کا سوراخ نظر آیا جو باہر کے کنویں کی طرف سے اندر کو جارہا تھا میں نے سکڑ کر اس سوراخ کے ذریعہ سے اندر جانے کی کوشش کی جس میں کامیاب ہوگیا۔ باغ کے اندر آپ بھی موجود تھے میں فوراً آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابوہریرہؓ تم کیسے آئے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تلاش میں۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ اٹھے اور چل دیئے جب بہت دیر ہوگئی اور آپ واپس تشریف نہ لائے تو ہم گھبرا گئے کہ ہماری عدم موجودگی میں آپ کسی حادثہ سے دوچار نہ ہوجائیں اور سب سے پہلے گھبراہٹ مجھ پر طاری ہوئی اس لئے آپ کو تلاش کرتے ہوئے میں ادھر پانی کے پاس پہنچ گیا۔ اس باغ کی چاردیواری میں مجھے کہیں دروازہ نظر نہیں آیا تو میں لومڑی کی طرح سکڑ کر ایک کنویں کی نالی کے سوراخ سے جس کے ذریعہ باغ کو پانی دیا جاتا تھا اندر گھس آیا۔ میں نے کہا دوسرے لوگ بھی یقیناً میرے پیچھے آرہے ہوں گے۔ آپ نے اپنی دونوں جوتیاں مجھے اتار دیں اور فرمایا اے ابوہریرہؓ! جاؤ جوتیوں کو لے جاؤ اور باغ کے باہر جو شخص بھی صدق دل اور پختہ اعتقاد سے یہ گواہی دیتا ہوا تمہیں ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں آپکے پیغام کو لے کر باہر نکلا تو سب سے پہلے عمرؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا ابوہریرہؓ یہ جوتیاں کیسی ہیں جو آپ کے پاس ہے؟ میں نے کہا کہ یہ جوتیاں رسول اللہ ﷺ کی ہیں اور آپ نے مجھے یہ جوتیاں بطور نشانی عطا کی ہیں اور فرمایا ہے کہ جو شخص صدق دل اور پختہ اعتقاد کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہوا تجھے ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں اسے جنت کی بشارت دے دوں۔ یہ سن کر عمرؓ نے

میرے سینے پر اتنے زور سے ہاتھ مارا کہ میں سرین کے بل نیچے گر گیا اور پھر وہ کہنے لگے۔ ابوہریرہؓ جاؤ واپس چلے جاؤ چنانچہ میں رسول ﷺ کی خدمت میں واپس لوٹ گیا اور آپ کے پاس جا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ابھی عمرؓ کا خوف مجھ پر طاری ہی تھا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی میرے پیچھے اس مقام پر آپہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ابوہریرہؓ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا پیغام لے کر نکلا تو سب سے پہلے میری ملاقات عمرؓ سے ہوئی میں نے آپ کا وہ پیغام ان تک پہنچایا تو انہوں نے سن کر میرے سینے پر اتنے زور سے ہاتھ مارا کہ میں سرین کے بل زمین پر آگرا اور پھر انہوں نے مجھے کہا واپس چلے جاؤ۔ میری یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے عمر سے پوچھا' عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان کیا واقعی آپ نے ابوہریرہؓ کو اپنی جوتیاں دے کر اس لئے بھیجا تھا کہ جو شخص صدق دل اور پختہ اعتقاد کے ساتھ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ سن کر عمرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ایسا نہ کیجئے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ اس طرح اس بشارت پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور عمل کرنا ترک کر دیں۔ اس لئے آپ انہیں عمل پر لگا رہنے دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا لوگوں کو عمل پر لگا رہنے دو (اگر تم یہ مناسب سمجھتے ہو)

(فوائد الحدیث)

☆ بعض محدثین کا خیال ہے کہ ابوہریرہؓ کا یہ واقعہ شاید خواب کا ہو۔

☆ صحابہ کرامؓ کی نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت تھی۔

☆ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے مگر معلوم نہیں کہ صاحب مشکوۃ المصابیح نے فصل دوم میں اسے کیوں لایا ہے۔

☆ حدیث پاک کا مقصد یہ ہے کہ لاالہ الااللہ ایمان کی اساس اور جنت کا سبب ہے

☆ "بئر خارجہ "خارجہ ایک آدمی کا نام تھا یعنی وہ کنواں جو "خارجہ "کی طرف منسوب تھا۔

☆ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بئر سے مراد باغ ہے اور یہ کنویں باغوں میں ہوا کرتی تھیں اس لئے باغ کو بئر کہا گیا جیسا کہ بئر بضاعۃ ' بئر اریس اور بئر خارجہ وغیرہ یہ سب باغات تھے جو کنویں کے ناموں پر ہیں۔

☆ حدیث میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تخصیص کر دی گئی ہیں کیونکہ یہ دونوں افضل الصحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

☆ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوہریرہؓ سے پوچھا «مَا شَأْنُكَ؟ اور «مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟»«يَا عُمَرُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟» یہ جملے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔

(56) مسلمانوں کی بستی پر حملہ آور نہیں ہونا چاہیئے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَى الْفِطْرَةِ...» [1]

---

[1]: صحیح مسلم, کتاب الصلاۃ[4] بَابُ الْإِمْسَاكِ عَنِ الْإِغَارَةِ عَلَى قَوْمٍ ۔۔[6] حدیث: 847

سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب لشکر کو ساتھ لے جاتے تو فجر ہو جانے پر دشمنوں پر حملہ کرتے اس لئے کہ آپ اذان کا انتظار فرماتے تھے اگر اس آبادی سے اذان کی آواز آجاتی جس آبادی پر حملہ کرنے کا ارادہ ہوتا تو آپ حملہ سے باز رہتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنائی دیتی تو حملہ کا حکم دیتے ایک بار آپ نے ایک بستی پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن کسی شخص کو اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، کہتے سنا تو فرمایا کہ اس بستی میں مسلمان ہیں۔

(فوائد الحدیث)

☆جس بستی میں مسلمان موجود ہوں اس بستی میں مسلمانوں کو حملہ آور نہیں ہونا چاہیے۔

☆آذان شعائر اسلام میں سے ہے اسکو سیکھنا اور صحیح طریقے سے جاری رکھنا چاہیے۔

☆نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہ تھا کہ یہ بستی مسلمانوں کی ہے یا کافروں کی لیکن اذان سننے سے پتہ لگاتے تھے۔

(57) نماز باجماعت کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ، فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى، دَعَاهُ، فَقَالَ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَجِبْ»[1]

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ "ایک نابینا شخص (عبداللہ بن ام مکتومؓ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا

---

[1]: [صحیح مسلم. کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ [5] بَابُ يَجِبُ إِتْيَانِ الْمَسْجِدِ عَلَى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ [43] حدیث: 1486]

کوئی ایسا رہبر نہیں جو مجھے مسجد میں لے جائے پھر انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ انہیں گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دے دی جائے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی جب وہ واپس لوٹنے لگے تو آپ نے انہیں پھر بلایا اور ان سے فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے مسجد میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ عتبان بن مالکؓ نے اپنی بینائی کا شکوہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی، زیر نظر روایت میں ابن ام مکتومؓ کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی چونکہ ابن ام مکتومؓ فضلائے مہاجرین میں سے تھے ان کی شان کے لائق نہیں تھا کہ وہ مسجد میں حاضر نہ ہوں۔ بعض محدّثین فرماتے ہیں کہ اجازت مرحمت فرمانے کا حکم پہلے کا ہے اور بعد میں یہ حکم روک دیا گیا۔

☆ اس روایت سے نماز باجماعت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے صحابیؓ سے پوچھا: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟» جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔

(58) سیّدنا بلالؓ بھی سو گئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، سَارَ لَيْلَهُ حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرَى عَرَّسَ، وَقَالَ لِبِلَالٍ: «اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ»، فَصَلَّى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ، وَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ،

فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا بِلَالٌ، وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا، فَفَزِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَيْ بِلَالُ» فَقَالَ بِلَالٌ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ - بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ - بِنَفْسِكَ، قَالَ: «اقْتَادُوا»، فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا» (1)

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس ہوئے تو رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر غنودگی کا اثر شروع ہو گیا تو آپ آرام کرنے کے لئے رات کے آخری حصہ میں ایک جگہ اتر گئے اور سیدنا بلالؓ سے فرمایا کہ تم ہمارا بھی خیال رکھنا آپ کا مطلب یہ تھا کہ صبح ہو جائے تو جگا دینا۔ آپ نے یہ فرمایا اور صحابہؓ کے ساتھ سو گئے۔ سیدنا بلالؓ جاگتے رہے لیکن اتفاق یہ ہوا کہ جب صبح صادق ہونے کو ہوئی تو بلالؓ صبح صادق کو دیکھنے کے لئے اپنے کجاوے سے تکیہ لگا لگا کر فجر کے انتظار میں بیٹھ گئے کہ صبح صادق ہو تو میں رسول اللہ ﷺ کو جگاؤں اتفاق یہ ہوا کہ بلالؓ نے جو نہی کجاوے کے ساتھ تکیہ لگایا تو وہ سو گئے صبح صادق ہو گئی یہاں تک کہ سورج کی کرنیں نکل آئیں تو بلالؓ اور صحابہ میں

1: [صحیح مسلم. کتاب المساجد و مواضع الصلاة [5] باب قضاء صلوۃ الفائتة [55] حدیث: 1560]

سے کوئی بھی نہ جاگا یہاں تک کہ جب دھوپ کی گرمی ان تک پہنچی تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی اور آپ نے گھبرا کر کہا کہ بلالؓ یہ کیا ہوا؟ بلالؓ بھی گھبرائے ہوئے اٹھے اور کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی اس چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑ لیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہاں سے روانہ ہو جاؤ چنانچہ سب لوگ اپنی اپنی سواریاں لے کر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے کچھ وقت چلنے کے بعد آپؐ رک گئے آپ نے وضو کیا (اور دوسرے لوگوں نے بھی وضو کیا) اس کے بعد آپ نے بلالؓ کو تکبیر کہنے کا حکم دیا بلالؓ نے تکبیر کہی اور آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا جس شخص پر نیند کا غلبہ ہو جائے اور وہ نماز پڑھنی بھول جائے تو جونہی اس کی آنکھ کھلے اٹھ کر نماز پڑھ لے۔

(فوائد الحدیث)

☆ سیدنا بلالؓ کچھ دیر جاگتے رہے پھر اونٹ کے کجاوے کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھ گئے اور صبح صادق انتظار کرنے لگے، نیند کا غلبہ طاری ہو گیا۔

☆ نبی کریم ﷺ کو بھی عذر لاحق ہو سکتا تھا۔

☆ وضوء کی ضرورت جس طرح دوسرے لوگوں کو پیش آتی تھی اسی طرح نبی کریم ﷺ کو بھی پیش آتی تھی لہٰذا آپ بشر تھے۔

☆ اللہ کا ارشاد بھی ہے " ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾[1] "یعنی میری یاد کرنے کے لئے نماز پڑھو۔

---

[1]: سورۃ طٰہ 14:20

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے' اس لئے پتہ نہ چلا۔

(59) فرض نماز دوبارہ پڑھنا نفل ہو جاتا ہے

عن يَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلاَةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الخَيْفِ، فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ انْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى القَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمَا، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا، فَقَالاَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا، قَالَ: فَلاَ تَفْعَلاَ، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ. [1]

سیدنا یزید بن اسودؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ " رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شریک تھا۔ چنانچہ میں نے آپکے ہمراہ مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ دو شخص جماعت کے آخر میں بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے آپکے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی آپ نے فرمایا کہ "ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ وہ دونوں آپ کی خدمت میں اس حال میں حاضر کئے گئے کہ ان کے کندھوں کا گوشت تھر تھرا رہا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے منع کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ٹھہرنے کی جگہ نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا اگر تم اپنے مکان پر نماز پڑھ چکے ہو پھر اس مسجد میں آؤ جہاں جماعت ہو رہی ہو تو لوگوں کے ساتھ نماز

1: [سنن الترمذي, كتاب الصلاة [2] بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ ثُمَّ يُدْرِكُ الجَمَاعَةَ [50] حدیث: 217]

پڑھ لو یہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی"۔

(فوائد الحدیث)

☆ یزید نام کے کئی صحابہ کرامؓ ہیں' اس لئے یزید نام رکھنا جائز ہے' آجکل جو یزید نام گالی بن چکا ہے اھل تشیع کے اثرات ہیں۔

☆ مسجد خیف منی میں ایک مشہور مسجد ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اس لئے پوچھا مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟

(60) سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟»، فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: «لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ» (1)

سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حالت سفر میں تھے کہ آپ نے مجمع دیکھا اور ایک اور شخص کو دیکھا جس پر سایہ کیا گیا تھا' آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا' یہ شخص روزہ دار ہے آپ نے ارشاد فرمایا: سفر کی حالت میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ سفر کے دوران تو روزہ نہ رکھنے کی رخصت قرآن کریم میں بھی موجود ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾(2) اگر

1: [صحيح البخاري، كتاب الصوم [30] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الحَرُّ «لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ» [36] حدیث نمبر 1946]

2: سورۃ البقرہ 184:2

کوئی کمزور ہو تو سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے ورنہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں درست ہیں' حدیث میں وارد ہے «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ»[1]

اگر سفر میں صعوبت و مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

☆ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا: «مَا هَذَا؟»،

(61) نابالغ کا حج نفلی ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: «مَنِ الْقَوْمُ؟» قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ، فَقَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: «رَسُولُ اللهِ» فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ»[2]

سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (سفر حج کے دوران) روحاء میں (جو مدینہ سے 36 کوس کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام تھا) ایک قافلے سے ملے آپ نے پوچھا کہ تم کون قوم ہو؟ قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں پھر قافلے والوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ ہوں (یہ سن کر) ایک عورت نے ایک لڑکے کو (ہاتھ میں لے کر کجاوے سے) نبی کریم ﷺ کی طرف پکڑ کر بلند کیا (یعنی آپ کو دکھلایا) پھر آپ سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے حج

1: [صحیح البخاری، کتاب الصوم [30] بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالإِفْطَارِ [33] حدیث: 1943]

2: [صحیح مسلم، کتاب الحج [15] بَابُ صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ وَأَجْرِ مَنْ حَجَّ بِهِ [72] حدیث: 3253]

کا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہارے لئے بھی ثواب ہے"

(فوائد الحدیث)

☆روحاء مدینہ منورہ سے 36 کوس کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔

☆اس عورت کے سوال کے جواب میں نبی کریم ﷺ کے "ہاں" کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں، لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا۔

☆اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا، اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر حج کرنا ہوگا۔

☆حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں اسلئے فرمایا «مَنِ الْقَوْمُ؟»

(62) سیّدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے نمک کی کان واپس لینا

عَنْ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ،(المأربی) أَنَّهُ وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ، فَقَطَعَ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أَتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ؟ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ العِدَّ، قَالَ: فَانْتَزَعَهُ مِنْهُ، قَالَ: وَسَأَلَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الأَرَاكِ، قَالَ: مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافُ الإِبِلِ.[1]

سیّدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور یہ درخواست پیش کی کہ (مارب) میں نمک کی جو کان ہے وہ ان کے لئے جاگیر کردی جائے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں نمک کی وہ کان بطور جاگیر عطاء فرمادی، جب سیّدنا ابیض رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو مجلس میں ایک شخص (اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ)

---

[1]: [سنن الترمذي، کتاب الاحکام [15] بَابُ مَا جَاءَ فِي القَطَائِعِ [39] حدیث:1435]

نے عرض کیا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اس کے لئے کونسی کان بطور جاگیر دی ہے آپ نے تو (ابیض) کو کان میں بالکل تیار نمک دے دیا ہے روای کہتے ہیں کہ آپ نے ابیضؓ سے وہ کان واپس لے لی روای کہتے ہیں کہ اس شخص (اقرع) نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ پیلو کے درختوں کی کونسی زمین گھیری جائے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ زمین جہاں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچیں۔

(فوائد الحدیث)

☆ "مارب" یمن کے ایک شہر کا نام ہے جو صنعاء سے 60 میل مشرق میں تقریبا چار ہزار فٹ بلند سطح زمین پر واقع ہے۔

☆ سیدنا ابیضؓ اس شہر کے رہنے والے تھے اسی لئے انہیں ماربی کہا جاتا ہے۔

☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حکومت وقت کی طرف سے کوئی "کان" کسی شخص کو بطور جاگیر عطا ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ کان زیر زمین پوشیدہ ہو۔

☆ اس روایت سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حاکم کسی معاملے میں کوئی حکم وفیصلہ صادر کرے اور پھر اس پر یہ ظاہر ہو کہ یہ حکم وفیصلہ حقیقت کے منافی ہے تو اسکے لئے وہ فیصلہ منسوخ کرنا اور اس سے رجوع کر لینا چاہیے۔

☆ "وہ زمین جہاں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچیں" سے مراد وہ زمین ہے جو چراگاہ اور عمارات سے الگ ہو۔

☆ حدیث سے علم غیب کا مسئلہ بالکل ظاہر ہے۔

(63) شادی کے موقعہ پر خوشی کا اظہار

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ،

فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّي» ، قَالَتْ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ، فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ ". (1)

سیّد نا عباسؓ کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہؓ نے ایک لڑکی کا نکاح کیا جو انصاری تھی اور ان کے قرابتداروں میں سے تھی چنانچہ جب (نکاح کے بعد) رسول اللہ ﷺ (گھر میں) تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا تم نے اس لڑکی کو کہ جس کا نکاح کیا گیا ہے۔ اس کے خاوند کے گھر بھیج دیا ہے؟" گھر والوں نے کہا کہ "ہاں!" آپ ﷺ نے فرمایا: " کیا تم نے اس کے ساتھ کسی گانے والے کو بھی بھیجا ہے؟"۔ سیّد نا عائشہؓ نے فرمایا کہ "نہیں"۔ آپ نے ارشاد فرمایا: انصار ایک ایسی قوم ہے جس میں گانے کا شوق ہے۔ کاش! تم اس کے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیج دیتیں جو یہ گاتا ہوا جاتا أتيناكم أتيناكم فحيانا وحياكم (یعنی ہم تمہارے پاس آئے اللہ ہمیں بھی اور تمہیں بھی سلامتی کے ساتھ رکھے)

(فوائد الحدیث)

☆شادی کے موقعہ پر خوشی ومسرت کا اظہار ایک قدیم روایت ہے' نبی

1: [سنن ابن ماجة، كتاب النكاح [11] بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ [21] حدیث نمبر 1900] قال الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي

في الزوائد إسناده مختلف فيه من أجل الأجلح وأبي الزبير يقولون إنه لم يسمع من ابن عباس. وأثبت أبو حاتم أنه رأى ابن عباس

کریم ﷺ نے ایک مصرعہ بھی پڑھ کرسنا یا جو عرب میں شادی بیاہ کے موقع پر پڑھاجاتا تھا' پورا شعر اسطرح ہے۔

أتيناكم أتيناكم فحيانا وحياكم

ولولاالحنطة السمراءلم تسمن عذاراكم

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اس لئے پوچھا أهديتم الفتاة؟ کہ کیا تم نے اس لڑکی کو جس کا نکاح کیا گیا ہے اس کے خاوند کے گھر بھیج دیا ہے؟

(64) باپ بیٹا ایک دوسرے کے جرم میں قابل مواخذہ نہیں

عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي، فَقَالَ: «مَنْ هَذَا مَعَكَ؟» فَقَالَ: ابْنِي أَشْهَدُ بِهِ قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ، وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ» (1)

سیدنا ابو رمثہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ والد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے' میں اسکی گواہی دیتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: "تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ نہ تو یہ تمہیں اپنے گناہ کی وجہ سے مبتلا کرے گا اور نہ تم اس کو اپنے گناہ کی وجہ مبتلا کروگے"۔

(فوائد الحدیث)

☆ "أَشْهَدُ" میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ میرا صلبی بیٹا ہے' اور اس

---

[1]: [السنن الكبرىٰ للنسائي كِتَابُ الْقَسَامَةِ [39] باب هَلْ يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِجَرِيرَةِ غَيْرِهِ [42] حديث 7007]

گواہی سے مقصود یہ تھا کہ اگر مجھ سے کوئی جرم جیسے قتل وغیرہ سرزد ہو جائے تو میرے اس بیٹے سے مواخذہ کیا جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ باپ بیٹے ایک دوسرے کے جرم میں قابل مواخذہ ہوتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں ابورمثہؓ کے والد پر واضح کیا کہ اگر تمہارے بیٹے نے کوئی جرم کیا تو اس کی وجہ سے تمہیں نہیں پکڑا جائے گا اور نہ اسکے گناہ کی وجہ سے آخرت میں تم سے پوچھا جائے گا۔ اسی طرح اگر تم سے کوئی جرم وگناہ سرزد ہو جائے تو دنیا وآخرت میں تمہارے بیٹے سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

☆ اس حدیث پاک میں یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب سے نہیں نوازا گیا ہے اس لئے فرمایا «مَنْ هَذَا مَعَكَ؟»

(65) کافر اگر ڈر کی وجہ سے بھی کلمہ پڑھ لے تو اسکو قتل نہیں کرنا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ - وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ - قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَقَتَلْتَهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ، قَالَ: «أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟» فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ.»[1]

سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب الایمان [1] بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ [41] حدیث: 277]

میں بھیجا' چنانچہ ان کے مقابلہ کے دوران میں ایک شخص پر جھپٹا اور اس پر نیزہ سے حملہ کرنا چاہا تو اس نے کلمہ کہنا شروع کیا' لیکن میں نے اسمیں اپنا نیزہ پیوست کر کے اسکو قتل کر دیا' پس میرے دل میں اس کے بارے میں شک واقع ہوا' میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کا تذکرہ کیا' نبی کریم ﷺ فرمایا تم نے اس کو اس صورت میں قتل کر دیا جب کہ اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیا تھا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس نے محض قتل سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھا تھا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔

(فوائد الحدیث)

☆ اسامہؓ نے یہ گمان کیا کہ ایسی حالت میں جب میرا نیزہ موت بن کر اس کے سر پر پہنچ چکا ہے' اب اسکا ایمان قبول کرنا فائدہ مند نہیں ہے' اس لئے انہوں نے اس شخص کا کام تمام کر دیا' یہ گویا ان کا اجتھاد تھا۔

☆ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہ تھا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے یا زبانی اس لئے ایسے کافر جو ڈر کی وجہ سے بھی کلمہ پڑھ رہا ہے اسکو قتل نہ کرنے کا فرمایا۔

(66) گھر میں جھانکنے والے کو زخمی کر دینا معاف ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى فَقَالَ: «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الأَبْصَارِ»[1]

سیدنا سہلؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے سے

[1]: [صحیح البخاري، کتاب اللباس [77] بَابُ الِامْتِشَاطِ [75] حدیث: 5924]

جھانکااور اس وقت رسول اللہ ﷺ پشت خار (کنگھے) سے اپنا سر کھجار ہے تھے آپ نے (جب اس شخص کو جھانکتے ہوئے دیکھا) توفرمایا کہ اگر میں جانتا (یعنی مجھ کو یقین ہوتا) کہ تم (قصداً جھانک کر) مجھ کو دیکھ رہے ہو تو میں (یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں جھونک دیتا (کیا تم نہیں جانتے کہ کسی غیر کے گھر میں آنے کے وقت) اجازت لینے کا حکم اسی آنکھ کی وجہ سے دیا گیا ہے (کہ وہ کسی غیر محرم پر نہ پڑ جائے)"۔

(فوائد الحدیث)

☆بغیر اجازت کے کسی گھر میں داخل ہونا جائز نہیں'اسی طرح کسی گھر میں جھانکنا بھی جائز نہیں'اگر کوئی گھر کے سامنے سے گزر رہا ہو اور اضطراراً اسکی نظر گھر میں چلی جائے تو پھر کوئی بات نہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے فرمایا «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ۔

(67) خَرِبَتْ خَيْبَرُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا، لَمْ يَكُنْ يَغْزُو بِنَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَخَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ، فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ، وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ، وَإِنَّ قَدَمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَخَرَجُوا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ، فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ، مُحَمَّدٌ وَالخَمِيسُ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ {فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ﴾[1]

سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ کسی (دشمن) قوم سے جہاد کرتے (یعنی جب جہاد کے موقع پر کسی دشمن آبادی پر حملہ آور ہونے کا ارادہ فرماتے جس کے حالات کا علم نہ ہوتا اور ہم لوگ آپ کے ہمراہ شریک جہاد ہوتے) تو صبح ہونے سے پہلے ہمارے ساتھ ان پر حملہ آور نہیں ہوتے، پھر جب صبح ہوجاتی تو ان (دشمنوں کی آبادی اور ان کے ٹھکانوں) پر نظر ڈالتے (تاکہ مشاہدہ یا قرائن سے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ کون لوگ ہیں) اگر (ان کی طرف سے) اذان کی آواز سنتے تو ان سے (جنگ کرنے سے) باز رہتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے (اور اس پر قرینہ سے ثابت ہوجاتا کہ (ان لوگوں میں مسلمان نہیں ہیں) تو ان پر حملہ کردیتے۔ سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ چنانچہ جب ہم (نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد کے لئے) خیبر روانہ ہوئے تو ان کی سرحدوں پر رات کے وقت پہنچے، جب صبح ہوگئی اور (ان کی طرف سے) اذان سنائی نہ دی تو نبی کریم ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور میں ابو طلحہؓ کی سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا اور (ہماری سواری نبی کریم ﷺ کی سواری کے اتنے قریب تھی کہ) میرے پاؤں نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک سے لگتے تھے، سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ جب صبح ہونے پر خیبر والے (ہماری آمد سے بے خبر اپنے کھیتوں میں جانے کے لئے) اپنے پھاوڑے تھلیے (یعنی کھیتی باڑی کا سامان) لئے ہوئے (اپنے گھروں سے نکلے اور ہماری طرف آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو (چیخ چیخ کر)

---

[1]: [صحیح البخاري، کتاب الاذان[10] بَابُ مَا يُحْقَنُ بِالأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ[6] حديث :610]

کہنے لگے، محمد ﷺ آ گئے، خدا کی قسم محمد ﷺ اور ان کا لشکر آ گئے، یہ کہتے ہوئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا تو (گویا اس کو ان کی شکست سے تعبیر کرتے ہوئے اور ازراہ تفاول) فرمایا "اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، خیبر برباد ہو گیا، اس میں کوئی شک نہیں، ہم (مسلمان کی جماعت یا انبیاء) جب کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لئے) اترتے ہیں تو اس ڈرائی گئی قوم کی صبح بڑی خراب ہو جاتی ہے"۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی اکرم ﷺ بنفس نفیس جہادوں میں شریک ہوتے تھے۔

☆ نبی اکرم ﷺ کو اللہ نے بہت رعب دیا تھا۔

☆ نبی اکرم ﷺ رات کو حملہ نہ کرتے بلکہ فجر کی آذان تک انتظار فرماتے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں یا نہیں۔

☆ علم غیب کا مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

(68) دو کم سن لڑکوں کی میدان جہاد میں بہادری

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلاَمَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ – حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا – فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي

بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لاَ يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَغَمَزَنِي الآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلاَ إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلاَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ: «أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟»، قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: «هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟»، قَالاَ: لاَ، فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ: «كِلاَكُمَا قَتَلَهُ، سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ[1]

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں میں صف کے ساتھ کھڑا تھا میں نے جو دائیں اور بائیں نظر کی تو میری دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نوعمر لڑکے کھڑے تھے میں نے سوچا کاش میں ان کی وجہ مضبوط ہوتا ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا اے چچا کیا آپ ابو جھل کو پہچانتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں لیکن بھتیجے' تم کو اس سے کیا کام ہے لڑکے نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی جس کے مقدر میں پہلے مرنا ہوگا مرنہ جائے گا مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی (کہ اس نوعمری میں اتنے جرات مندانہ حوصلے رکھتا ہے) پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے کہیں ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابو جھل دکھائی دیا جو لوگوں میں (کفار کے

[1]: [صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس [57] بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الإِمَامِ فِيهِ [18] حديث: 3141]

لشکر میں) برابر پھر رہا تھا میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم پوچھ رہے تھے وہ سامنے پھرتا ہوا نظر آیا ہے دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اسکے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اطلاع دی نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں میں سے اسے قتل کس نے کیا ہے دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے کیا ہے اس لئے آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا اپنی تلواریں صاف کرلی ہیں انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر نبی کریم ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے قتل کیا ہے اور اس کا ساز وسامان معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو ملے گا یہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھے۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں ان دو کم سن صحابہ کرام کی بہادری کا تذکرہ ہے

☆ان نوجوان کے نام معاذ (میم کے پیش کے ساتھ) معوذ (میم کے پیش ع کا زبر واو مشددہ مسکور کے ساتھ) ہے۔

☆نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں ، اسلئے کہ پوچھا تم دونوں میں سے کس نے ابو جہل کو قتل کیا ہے؟

(69) معتمد میزبان کے ہاں دوسرے کو لے جانا درست ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ - أَوْ لَيْلَةٍ - فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: «مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ؟» قَالَا: الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «وَأَنَا، وَالَّذِي نَفْسِي

بِيَدِهِ، لَأَخْرَجَنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا، قُومُوا»، فَقَامُوا مَعَهُ، فَأَتَى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ، قَالَتْ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيْنَ فُلَانٌ؟» قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ، إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَنَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي، قَالَ: فَانْطَلَقَ، فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوا مِنْ هَذِهِ، وَأَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِيَّاكَ، وَالْحَلُوبَ»، فَذَبَحَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوا، فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمُ الْجُوعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ هَذَا النَّعِيمُ "[1]

سیّدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ دن یارات کے وقت (کہیں جانے کے لئے گھر سے) نکلے کہ اچانک سیّدنا ابوبکرؓ اور سیّدنا عمرؓ سے ملاقات ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے (یعنی اس وقت چونکہ گھر سے نکلنے کی تم لوگوں کی عادت نہیں ہے اس لئے ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی جو تمہارے گھر سے نکلنے کا باعث ہوئی ہے) ان دونوں نے عرض کیا کہ " بھوک نے ہمیں گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے' یعنی ہم بھوک کی شدت سے بے

---

[1]: [صحیح مسلم. کتاب الاشربة [36] بَابُ جَوَازِ اسْتِتْبَاعِهِ غَيْرَهُ إِلَى دَارِ مَنْ يَثِقُ بِرِضَاهُ بِذَلِكَ، وَبِتَحَقُّقِهِ تَحَقُّقًا تَامًّا، وَاسْتِحْبَابِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ [20] حدیث:5313]

تاب ہو کر گھر سے نکلے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اور مجھے بھی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اسی چیز نے (گھر سے) نکالا ہے، جس چیز نے تمہیں نکالا ہے، یعنی میں بھی بھوک ہی کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں، اٹھو (میرے ساتھ چلو)" چنانچہ وہ دونوں (بھی) اٹھے (اور آپ کے ساتھ ہوئے) پھر آپ ایک انصاری کے گھر پہنچے (جن کا نام ابو الہیثمؓ تھا) مگر وہ اپنے گھر میں موجود نہیں تھے، ان کی بیوی نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ "خوش آمدید! آپ اپنے ہی لوگوں میں آئے ہیں، آپ کا تشریف لانا مبارک" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "فلاں شخص یعنی تمہارے شوہر کہاں ہیں؟" اس نے عرض کیا کہ " وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لانے گئے ہیں"۔ اتنے میں وہ انصاری (یعنی صاحب خانہ بھی) آگئے، انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں صحابہؓ (ابو بکرؓ و عمرؓ کو اپنے گھر میں) دیکھا تو (اپنی اس خوش بختی پر پھولے نہیں سمائے اور) کہنے لگے "الحمد للہ! خدا کا شکر ہے) بزرگ تر مہمانوں کے اعتبار سے آج کے دن مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہیں ہے، یعنی آج کے دن میرے مہمان دوسرے لوگوں کے مہمانوں سے زیادہ بزرگ و معززؒ ہیں"۔ روای (یعنی ابو ہریرہؓ) کہتے ہیں کہ "اس کے بعد وہ انصاری (ان حضرات کو لے کر اپنے باغ میں گئے جہاں ان کے لئے ایک بچھونا بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور خود کھجوروں کے درختوں کے پاس) گئے اور ان (مہمانوں) کے لئے کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے جس میں نیم پختہ، پختہ اور تر و تازہ ہر طرح کی) کھجوریں تھیں، پھر انہوں نے کہا کہ "آپ لوگ اس میں سے کھائیے" اس کے بعد انہوں نے چھری لی (اور ایک ذبح کرنا چاہا) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ " دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا"۔ آخر کار انہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ

کے لئے ایک بکری ذبح کی اور (جب اس کا گوشت پک گیا تو) سب نے اس بکری کا گوشت کھایا' اس خوشہ میں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا' اس طرح جب کھانے پینے سے پیٹ بھر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ " اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے' قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا' بھوک نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا تھا' لیکن تم اپنے گھروں کو واپس (بھی) نہ ہوئے تھے کہ (خدا کی طرف سے) تمہیں یہ نعمتیں مرحمت ہو گئیں"

(فوائد الحدیث)

☆ اپنے احباب سے رنج والم اور تکلیف و پریشانی کا اظہار کرنا جائز ہے۔

☆ ایسے وقت میں اپنے احباب کے پاس جانا اگر یقین ہو کہ وہ انکار نہیں کریں گے ان سے بے تکلف کھانے پینے کی چیز مانگنا آپس میں محبت والفت کا باعث ہے۔

☆ مہمان آئے تو اس کے سامنے خوشی کا اظہار کیا جائے۔

☆ جب کوئی مہمان آئے تو کھانے سے پہلے فروٹ وغیرہ اگر گھر میں موجود ہو تو لانا چاہیے۔

☆ قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ شکر ادا کیا تھا یا نہیں۔

☆ جس میزبان پر اعتماد ہو' اسکے ہاں دوسرے آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے جانا جائز ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہ تھے' اسلئے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے پوچھنے لگے «مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ؟»

(70) احسان کا بدلہ احسان

عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّا

أَسْرَيْنَا حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ، وَقَعْنَا وَقْعَةً، وَلاَ وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ المُسَافِرِ مِنْهَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ، ثُمَّ فُلاَنٌ، ثُمَّ فُلاَنٌ - يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ الرَّابِعُ - وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ، لِأَنَّا لاَ نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا، فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ، قَالَ: «لاَ ضَيْرَ - أَوْ لاَ يَضِيرُ - ارْتَحِلُوا»، فَارْتَحَلَ، فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالوَضُوءِ، فَتَوَضَّأَ، وَنُودِيَ بِالصَّلاَةِ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلاَتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ القَوْمِ، قَالَ: «مَا مَنَعَكَ يَا فُلاَنُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ القَوْمِ؟» قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ»، ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ العَطَشِ، فَنَزَلَ فَدَعَا فُلاَنًا - كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ - وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ: «اذْهَبَا، فَابْتَغِيَا المَاءَ» فَانْطَلَقَا، فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ - أَوْ سَطِيحَتَيْنِ - مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا، فَقَالاَ لَهَا: أَيْنَ المَاءُ؟ قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هَذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفٌ، قَالاَ لَهَا: انْطَلِقِي، إِذًا قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالاَ: إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ، قَالاَ: هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ، فَانْطَلِقِي، فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَدَّثَاهُ الحَدِيثَ، قَالَ: فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ، فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ المَزَادَتَيْنِ - أَوْ سَطِيحَتَيْنِ - وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ العَزَالِيَ، وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا وَاسْتَقُوا، فَسَقَى مَنْ شَاءَ وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ وَكَانَ

آخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ، قَالَ: «اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ»، وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا، وَايْمُ اللَّهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا، وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْمَعُوا لَهَا» فَجَمَعُوا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ حَتَّى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا، فَجَعَلُوهَا فِي ثَوْبٍ وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا، قَالَ لَهَا: «تَعْلَمِينَ، مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا، وَلَكِنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي أَسْقَانَا»، فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ، قَالُوا: مَا حَبَسَكِ يَا فُلاَنَةُ، قَالَتْ: العَجَبُ لَقِيَنِي رَجُلاَنِ، فَذَهَبَا بِي إِلَى هَذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَوَاللَّهِ إِنَّهُ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هَذِهِ وَهَذِهِ، وَقَالَتْ: بِإِصْبَعَيْهَا الوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ، فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ - تَعْنِي السَّمَاءَ وَالأَرْضَ - أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ حَقًّا، فَكَانَ المُسْلِمُونَ بَعْدَ ذَلِكَ يُغِيرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ المُشْرِكِينَ، وَلاَ يُصِيبُونَ الصِّرْمَ الَّذِي هِيَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا أُرَى أَنَّ هَؤُلاَءِ القَوْمَ يَدْعُونَكُمْ عَمْدًا، فَهَلْ لَكُمْ فِي الإِسْلاَمِ؟ فَأَطَاعُوهَا، فَدَخَلُوا فِي الإِسْلاَمِ،[1]

سیّدنا عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور ہم رات کو چلے یہاں تک کہ جب اخیر رات (ہوئی تو اس وقت) ہم پڑاؤ ڈالا ہوئے اور سب سوگئے۔اور مسافر کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی نیند شیریں نہیں ہوتی۔پھر ہمیں آفتاب کی گرمی نے بیدار کیا،پس سب سے پہلے جو جاگا فلاں شخص

---

[1]: [صحيح البخاري. كتاب التيمم [7] بَابٌ الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ المسلم. يَكْفِيهِ مِنَ المَاءِ كِتَابُ التَّيَمُّمِ [3] حديث :344]

تھا' پھر فلاں شخص' پھر فلاں شخص' پھر سیدنا عمرؓ چوتھے جاگنے والے ہوئے اور نبی کریم ﷺ جب استراحت فرماتے تھے تو ہم آپ کو جگاتے نہیں تھے' یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہو جائیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ آپ پر خوب میں کیاواردات پیش آتی ہیں' مگر جب سیّدنا عمرؓ بیدار ہوئے اور انہوں نے وہ حالت دیکھی جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ سخت مزاج کے آدمی تھے تو انہوں نے تکبیر کہی اور تکبیر کیساتھ اپنی آواز بلند کی اور برابر تکبیر کہتے رہے اور تکبیر کیساتھ اپنی آواز بلند کرتے رہے' یہاں تک کہ ان کی آواز کے سبب سے نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے۔ پس جب آپ بیدار ہوئے تو جو مصیبت لوگوں پر پڑی تھی اس کی شکایت آپ سے کی۔ توآپ نے فرمایا کچھ نقصان نہیں یا(یہ فرمایا کہ) کچھ نقصان نہ کرے گا چلو(اس لئے کہ یہ سونا عمداً نہیں تھا)۔ پھر چلے اور تھوڑی دور جاکر اتر پڑے اور وضو کا پانی منگوایا' پھر وضو کیااور نماز کی اذان کہی گئی اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی توجب آپ نماز سے فارغ ہوئے تواچانک ایک ایسے شخص پر آپ کی نظر پڑی جو الگ کھڑا تھا 'لوگوں کیساتھ اس نے نماز نہیں پڑھی تھی' توآپ نے فرمایااے فلاں! تجھے لوگوں کیساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ تواس نے کہاکہ مجھے غسل کی ضرورت ہو گئی ہے اور پانی موجود نہیں۔آپ نے فرمایاکہ تو لازم پکڑ مٹی کو (تیمّم کر) وہ تجھے کافی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ چلے تولوگوں نےآپ سے پیاس کی شکایت کی' توآپ پھر اتر پڑے اور ایک شخص کو بلایااور سیدنا علی بن ابی طالبؓ کو بلایا اور فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو۔ پس وہ دونوں چلے توایک عورت ملی جو پانی کے دو مشکوں کے درمیان اپنے اونٹ پر بیٹھی جارہی تھی' توان دونوں نے اس پوچھاکہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہامیں کل اسی وقت پانی پر تھی اور ہمارے مرد پیچھے رہ گئے ہیں۔ان دونوں نے اس سے کہا اچھا ہمارے ساتھ چلو۔ وہ بولی

کہاں؟انہوں نے کہارسول اللہ کی خدمت میں۔اس نے کہا اچھا وہی جسے بے دین کہا جاتاہے؟ہاں وہی ہیں جن کو (تم یہ خیال کرتی ہو)'توچل تو سہی۔پس ان دونوں نے اسے اس اونٹ سے اتارا اور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں مشکوں کے منہ کھول کراس سے کچھ پانی اس برتن میں نکالا۔(اس کے بعد) ان کے اوپر والے منہ کو بند کردیااور نچلے منہ کو کھول دیااور لوگوں میں اعلان کی گئی کہ پانی پیواور (اپنے جانوروں کو بھی) پلالو۔جس نے چاہاخود پیااور جس نے چاہا پلایا'آخر میں اس شخص کو بھی ایک برتن میں پانی دیا گیاجسے غسل کی ضرورت تھی۔اورآپ نے فرمایا جاؤاور غسل کرو اور وہ عورت کھڑی ہوئی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کیساتھ کیاکیاجارہاہے اور اللہ کی قسم (جب پانی لینا) اس کے مشکوں سے موقوف کیاگیاتویہ حال تھاکہ ہمارے خیال میں وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئی تھیں'جب آپ نے اس سے پانی لیناشروع کیاتھا۔پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ کچھ اس کیلئے جمع کردو'تولوگوں نے اس کیلئے عجوہ کھجور' آٹااور ستّو وغیرہ جمع کردیئے یہاں تک کہ ایک اچھی مقدار کا کھانا اس کیلئے جمع کردیااور اس کوایک کپڑے میں باندھ دیااوراس عورت کواس کے اونٹ پر سوار کردیااور کپڑااس کے سامنے رکھ دیا۔پھرآپ نے اس سے فرمایاکہ تم جانتی ہوکہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ کم نہیں کیا'لیکن اللہ ہی نے ہمیں پلایا۔پھر وہ عورت اپنے گھروالوں کے پاس آئی چونکہ وہ راہ میں روک لی گئی تھی۔انہوں نے کہاکہ تجھے کس نے روک لیاتھا؟تواس نے کہا (کہ عجیب بات ہوئی) مجھے دوآدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے' جسے بے دین کہاجاتاہے اوراس نے ایساایساکام کیا۔پس اللہ کی قسم یقینا وہ شخص اس کے اوراس کے درمیان میں سب سے بڑاجادوگرہے اوراس نے اپنی دوانگلیوں یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی

انگلی سے اشارہ کیا پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھایا اس کی مراد آسمان وزمین تھی۔ یا وہ سچ مچ اللہ کا رسول ہے۔ پس مسلمان اس کے بعد اس کے آس پاس کے مشرکوں سے لڑتے رہے اور جس آبادی (بستی) میں وہ عورت رہتی تھی اسے چھوڑ دیتے تھے' ایک دن اس نے اپنی قوم کے افراد سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تمہیں قصداً چھوڑ دیتے ہے پس کیا تمہیں اسلام میں کچھ (رغبت) ہے؟ تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ کو خواب میں بھی وحی کا نزول ہوتا تھا۔

☆ جب پانی موجود نہ ہو یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا چاہیئے۔

☆ اس عورت کی دعوت سے پوری قوم مسلمان ہوئی۔

☆ نبی کریم ﷺ نے احسان کرنے والی خاتون سے احسان کا معاملہ فرمایا۔

☆ نبی کریم ﷺ نے جب اس شخص کو دیکھا جس نے نماز نہیں پڑھی تھی ان سے پوچھا کہ تم نے قوم کے ساتھ کیوں نہیں پڑھی' اس کو چونکہ غسل کی ضرورت پڑی تھی مگر نبی کریم ﷺ کو اسکا علم نہ تھا۔

(71) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احتیاط

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَجَدَ دِينَارًا فَأَتَى بِهِ فَاطِمَةَ فَسَأَلَتْ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «هُوَ رِزْقُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ»، فَأَكَلَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكَلَ عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَنْشُدُ الدِّينَارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عَلِيُّ أَدِّ الدِّينَارَ»[1]

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالبؓ کو ایک دینار ملا تو وہ اسے لے کر فاطمہؓ کے پاس آئے ' انہوں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "وہ اللہ عزوجل کا دیا ہوا رزق ہے" ' چنانچہ اس میں سے رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور علی اور فاطمہؓ نے کھایا ' اس کے بعد ان کے پاس ایک عورت دینار ڈھونڈھتی ہوئی آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "علی! دینار ادا کر دو"۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی احتیاط فرماتے کہ قدم قدم پر نبی کریم ﷺ سے پوچھتے تھے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ کا رزق ہے مگر یہ پتہ نہ تھا کہ یہ دینار ایک عورت سے گم ہوا ہے ' جب معلوم ہوا تو فرمایا کہ اے علی کہ دینار اس عورت کے حوالہ کرو۔

(72) اسلام میں خواتین کی قدر

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُرَقَّعِ بْنِ صَيْفِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّهِ رَبَاحِ بْنِ رَبِيعٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ فَبَعَثَ رَجُلًا، فَقَالَ: «انْظُرْ عَلَامَ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: عَلَى امْرَأَةٍ قَتِيلٍ. فَقَالَ: «مَا كَانَتْ هَذِهِ لِتُقَاتِلَ» قَالَ: وَعَلَى الْمُقَدِّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَبَعَثَ رَجُلًا. فَقَالَ: «قُلْ

[1]: [سنن أبي داود. كتاب اللقطة [4] بَابُ التَّعْرِيفِ بِاللُّقَطَةِ [1] حديث: ر1714]

لِخَالِدٍ لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا» [1]

سیدنا رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک جنگ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کسی چیز کے گرد جمع ہیں تو آپ نے ایک شخص کو روانہ فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ یہ کیسا مجمع ہے؟ تو وہ شخص آیا اور اس نے کہا کہ ایک عورت کو قتل کردیا گیا ہے اس پر لوگوں کا ہجوم ہے آپ نے فرمایا یہ عورت تو لڑائی نہیں کرتی تھی پھر اس کو کسی وجہ سے قتل کردیا گیا تو لوگوں نے کہا کہ آگے والی فوج پر خالد بن ولیدؓ ہے آپ نے ایک شخص کے ذریعہ خالد بن ولیدؓ کو بلوایا کہ نہ کسی عورت کو قتل کرو اور نہ ہی خدمت گار کو۔ جو کہ صرف خادم ہی ہو۔

(فوائد الحدیث)

☆ دین محمدیہ میں کافر عورت کو قتل کرنا صحیح نہیں

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھا کہ جاکر دیکھو کہ یہ کیسا مجمع ہے؟

(73) ظاہری عمل پر اخروی حیثیت کے بارے میں فیصلہ نہ کرنا

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ شَعْوَذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَائِذٍ، يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وَضِعَ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ فَاجِرٌ، فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ: " هَلْ رَآهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ الْإِسْلَامِ؟ " فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ، حَرَسَ لَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ

---

[1]: [سنن أبي داود، كتاب الجهاد [9] بَابٌ فِي قَتْلِ النِّسَاءِ [120] حدیث: 2669]

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَثَى عَلَيْهِ التُّرَابَ[1]

سیدنا ابن عائذؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے کے ساتھ چلے تاکہ اس کی نماز پڑھیں جب جنازہ رکھا گیا تو سیدنا عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اس جنازے کی نماز نہ پڑھئے کیونکہ یہ ایک فاسق شخص تھا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی شخص نے اس کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے؟ (یعنی اگر تم میں سے کسی نے اس کو اپنی زندگی میں کوئی ایسا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے جو حقیقی اسلام پر دلالت کرے تو وہ ہمیں بتائے) ایک شخص نے عرض کیا "ہاں یارسول اللہ ﷺ اس شخص نے ایک رات اللہ کی راہ یعنی جہاد میں پاسبانی کی خدمت انجام دی تھی"۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے اس کی جنازہ کی نماز پڑھی اور (تدفین کے وقت اس کی قبر پر) مٹی ڈالی۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ نے یہ واضح کیا کہ کسی مسلمان کی محض ظاہری زندگی اور اس کے اعمال کو دیکھ کر اس کی اخروی حیثیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

☆ علامہ طیبیؒ نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمرؓ کو متنبہ کیا کہ عمرؓ! تمہیں اس موقع پر میت کے برے اعمال اور اسکے ظاہری فسق کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ جیسا کہ ایک روایت میں بھی ہے عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «لَا تَذْكُرُوا

---

[1]: [شعب الإيمان للبيهقي، باب المرابطة في سبيل الله حديث: 3988]

مَوْتَاكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ»[1]

☆ سیدنا عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کو کہہ دیا کہ اس پر نماز جنازہ مت پڑھو مگر نبی کریم ﷺ پھر بھی تحقیق فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی نیک عمل بھی ہے کہ نہیں۔

☆ فَقَالَ: " هَلْ رَآهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ الْإِسْلَامِ؟ سے مسئلہ علم غیب بھی ظاہر ہے۔

(74) اہمیت جہاد

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ، فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَغَدَا أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَلَمَّا صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟، فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ، فَقَالَ: لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ. [2]

سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن رواحہؓ کو (جہاد) کے لئے ایک چھوٹے لشکر کے ساتھ روانہ کیا' اتفاق سے وہ جمعہ کا دن تھا جس (میں) نبی کریم ﷺ نے ان کو جہاد میں جانے کا حکم دیا تھا) چنانچہ ان کے ساتھی (یعنی لشکر کے لوگ) صبح کے وقت روانہ ہوگئے لیکن عبداللہؓ نے (اپنے دل میں سوچا یا کسی ساتھی سے کہا کہ "میں بعد میں روانہ ہوں گا میں (پہلے یہاں مدینہ

---

[1]: مصنف ابن أبي شيبة باب، مَا قَالُوا فِي سَبِّ الْمَوْتَى. وَمَا كُرِهَ مِنْ ذَلِكَ حدیث نمبر 11989

[2]: [سنن الترمذي. كتاب الجمعة [4] بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ [28] حديث :535]

میں) رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھوں گا پھر لشکر والوں سے جاملوں گا۔جب عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھ چکے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا (کہ وہ ابھی یہاں ہی موجود ہیں) تو فرمایا کہ تمہیں صبح کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ چاہا (میں جمعہ کی نماز آپ کے ساتھ پڑھ لوں اور پھر اپنے ساتھیوں سے جاملوں"۔ نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا "تم روئے زمین پر ساری چیزوں کو بھی خرچ کرو تو صبح کے وقت جانے والے اپنے ساتھیوں کے برابر ثواب حاصل نہیں کر سکو گے"

(فوائد الحدیث)

☆ جہاد فی سبیل اللہ میں نماز پڑھنا نبی کریم ﷺ کی امامت میں پڑھنے سے افضل ہے؟

☆ نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہ تھے۔

(75) اخروی انجام کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا

عَنْ أُمِّ العَلاَءِ، (امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ)قالت قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يُفْعَلُ بِي»[1]

سیدہ ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باوجودیکہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن اللہ قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الجنائز [23] باب الدخول على الميت [3] حديث :1243]

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت کے محدثین نے کئی مطالب بیان کئے ہیں ایک مطلب یہ بھی ہے "اگرچہ میں اللہ کا رسول ہوں، لیکن کسی کی عاقبت اور انجام کار کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہے کہ کون دنیا میں کس انجام کو پہنچے گا اور آخرت میں کن احوال سے دو چار ہوگا، کیونکہ اسطرح کے احوال کا تعلق غیب سے ہے، اور غیب کی تفصیلی باتیں عالم الغیب (اللہ تعالی) کے سوا کسی کو معلوم نہیں، گو اجمالی طور پر اتنا ضرور معلوم ہے کہ انبیائے کرام علیہ السلام کی عاقبت بخیر ہے۔

☆یا مراد یہ کہ اپنی موت سے مروں گا یا کوئی شخص مجھے قتل کر دے گا۔

☆حدیث علم غیب کے باب میں بھی بالکل ظاہر ہے۔

(76) نبی کریم ﷺ کو یزید بن عامرؓ کے نماز پڑھنے کا علم نہ تھا۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: جِئْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: فَانْصَرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى يَزِيدَ جَالِسًا، فَقَالَ: «أَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيدُ»، قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: «فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ؟»، قَالَ: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسَبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ، فَقَالَ: «إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ» (1)

1: [سنن أبي داود، كتاب الصلاة [2] بَابُ فِيمَنْ صَلَّى فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ يُصَلِّي مَعَهُمْ [57]. حدیث: 577]

یزید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ " ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت نبیؐ لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہے تھے میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اوران لوگوں کے ساتھ جماعت میں شامل نہیں ہوا جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور مجھے ایک طرف بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا"اے یزید کیا تم مسلمان نہیں ہو کہ نماز نہیں پڑھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! بے شک میں مسلمان ہوں۔آپ نے فرمایا پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تمہیں کس چیز نے روک دیا تھا؟ میں نے عرض کیا میں اپنے مکان پر نماز پڑھ چکا تھااور یہ خیال تھا کہ آپ بھی نماز سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔آپ نے فرمایا: جب تم نماز کو آؤاور لوگوں کو پاؤ کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں تو تم بھی ان کے ہمراہ شامل ہو جاؤ اگرچہ پہلے اکیلے نماز پڑھ چکے ہوا اور یہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی اور وہ فرض ادا ہو گی"۔

(فوائد الحدیث)

☆اس حدیث کے راوی بھی یزید بن عامر ہیں۔

☆ کتب ستۃ میں"یزید" نام سینکڑوں مرتبہ آیا ہے۔

☆نبی کریم غیب دان نہیں اس لئے پوچھا «فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ؟»،«أَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيدُ»

(77) نماز باجماعت میں کثرت تعداد کی فضیلت

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ، فَقَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوا: لَا، قَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوا: لَا،

قَالَ: «إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى [1]

سیدنا ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ " ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جب آپ سلام پھیر چکے تو فرمایا کہ " کیا فلاں شخص حاضر ہے؟(آپ نے اس شخص کا نام لیا) صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں پھر آپ نے ایک دوسرے شخص کا نام لے کر فرمایا کیا فلاں شخص حاضر ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں !آپ نے فرمایا تمام نمازوں میں یہ دونوں یعنی فجر اور عشاء کی نمازیں منافقین پر بہت گراں گزرتی ہیں اگر تم لوگ جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں کا اجر کتنا ہے تو تم دوڑ کر اور گھٹنوں کے بل آتے اور پہلی صف فرشتوں کی طرح ہے اگر تم پہلی صف کی فضیلت جان لو تو اس میں شامل ہونے کے لئے جلد پہنچنے کی کوشش کرنے لگو اور آدمی کا اکیلے نماز پڑھنے سے دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور جس قدر زیادہ نمازی یعنی جماعت سے نماز پڑھتے ہوں تو اللہ کے نزدیک یہ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

---

[1]: [سنن أبي داود. كتاب الصلاة [2] بَابٌ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ [48] حديث :554]

(فوائد الحدیث)

☆ منافق کا ہر عمل ریاکاری پر مبنی ہوتا ہے' فجر اور عشاء میں چونکہ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے' اس میں ریاء اور نمائش کا موقعہ کم ملتا ہے۔

مخلصین کو ہر نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے خصوصا فجر اور عشاء میں تو شرکت کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے اس لئے پوچھا أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟

(78) نبی کریم ﷺ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے گئے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، أَوْ خَمْسٍ، فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ: مَنْ أَغْضَبَكَ، يَا رَسُولَ اللهِ؟ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ، قَالَ: «أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ، فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ؟» – قَالَ الْحَكَمُ: كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ أَحْسِبُ – «وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ، ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوا»[1]

سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں) رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کی چوتھی یا پانچویں تاریخ کو میرے پاس غصہ کی حالت میں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ! کس نے آپ کو غصہ دلایا؟ اللہ اسے دوزخ میں

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب الحج [15] بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ، وَأَنَّهُ يَجُوزُ إِفْرَادُ الْحَجِّ وَالتَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ، وَجَوَازِ إِدْخَالِ الْحَجِّ عَلَى الْعُمْرَةِ، وَمَتَى يَحِلُّ الْقَارِنُ مِنْ نُسُكِهِ [17] حدیث: 2931]

ڈالے۔آپ نے ارشاد فرمایا" کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے (بعض لوگوں کو عمرہ کے ساتھ حج کو فسخ کردینے کا) ایک حکم دیا اور وہ اس حکم سے تردد میں ہیں، اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اسی طرح احرام کھول دیتا جس طرح ان لوگوں نے احرام کھولا ہے اور پھر میں (یہاں مکہ میں یا راستہ میں قربانی کا جانور خرید لیتا"

(فوائد الحدیث)

☆نبی کریم ﷺ جب مکہ پہنچے اور عمرہ سے فارغ ہوگئے تو صحابہ کو حکم دیا کہ جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لایا ہے وہ عمرہ کے بعد احرام سے باہر آجائے اور حج کرے اور جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہے وہ عمرہ کے بعد احرام نہ کھولے بلکہ حج تک حالت احرام ہی میں رہے اور حج کے بعد احرام کھول دے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے تھے اس لئے آپ نے احرام نہیں کھولا بلکہ عمرہ کے بعد بھی حالت احرام ہی میں رہے۔ یہ حکم صحابہ کو بڑا گراں گزرا، ایک تو اس لئے کہ ہم تو احرام کھول دیں اور سرکار دوعالم ﷺ حالت احرام میں رہیں اس طرح آپ کی متابعت کا ترک ہوگا تو صحابہ کو کسی حال میں بھی گوارا نہیں تھا، دوسرا انہوں نے یہ سوچا کہ اب عرفہ میں صرف پانچ دن رہ گئے ہیں اس لئے یہ بات مناسب نہیں معلوم ہوتی کہ احرام کھول دیا جائے اور پھر ہم اس عرصہ میں اپنی عورتوں کے پاس جاتے رہیں اور جب عرفہ کا دن آئے تو فوراً احرام باندھ کر عرفات روانہ ہوجائیں اور حج کریں۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ درمیانی پانچ دن بھی احرام ہی کی حالت میں گزر جائیں اس طرح رسول اللہ ﷺ کی متابعت بھی ہوگی اور ان ایام میں طبعی خواہشات اور

دنیاوی امور میں مشغولیت سے اجتناب بھی رہے گا۔ پھر یہ کہ ایام جاہلیت میں چونکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو برا سمجھا جاتا تھا اور ان کے ذہن میں بھی ابھی تک یہی بات تھی اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس وقت مستقل طور پر عمرہ کی صورت پیدا ہو جائے انہی سب وجوہ کی بناپر وہ چاہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں احرام کھولنے کا حکم نہ دیں' اسی بناء پر نبی کریم ﷺ نے برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ تو دین کی بات ہے میں کیا کروں' اللہ نے جس طرح حکم دیا ہے اسی طرح کرنا پڑے گا' چاہے طبعیت پر بار ہی کیوں ہو۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری متابعت کے ترک کی بناء پر تم لوگوں کو احرام کھولنا گراں گزرے گا تو میں بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور احرام کھول کر اس وقت حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کر دیتا لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ حکم الہی یہی ہو گا۔

☆ اگر نبی کریم ﷺ غیب دان ہوتے تو قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتے اس لئے فرمایا «وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي

(79) لیلة القدر

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،۔۔۔۔فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَإِنِّي نَسِيتُهَا-أَوْ أُنْسِيتُهَا- ،فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ وِتْرٍ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔[1]

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔۔۔۔کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا' اور فرمایا کہ مجھے خواب میں شب قدر کو متعین کر کے بتایا گیا مگر بعد میں اسے میرے

---

[1]: [صحیح مسلم، كتاب الصيام [13] بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِهَا، وَبَيَانِ مَحَلِّهَا وَأَرْجَى أَوْقَاتِ طَلَبِهَا [40] حدیث:2772]

ذہن سے محو کر دیا گیا' پس لیلۃ القدر کو آخری دس طاق راتوں میں تلاش کرو۔۔۔

(فوائد الحدیث)

☆آخری عشرہ کی طاق "راتوں" سے مراد اکیسویں شب' تیئسویں شب' پچیسویں شب' ستائیسویں شب اور انتسیویں شب مراد ہیں۔

☆ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں بہت زیادہ ریاضت و مجاہدہ کرتے۔

☆ نبی کریم ﷺ کو بھی لیلۃ القدر معلوم نہ تھی اس لئے اسے تلاش فرماتے' جب خواب میں اسے متعین کر کے بتایا گیا بعد میں ذہن سے محو کر دیا گیا' معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔

(80) نبی کریم ﷺ انتہائی بہادر انسان تھے

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوبُ، فَرَكِبَ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: «مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا»[1]

سیدنا قتادہؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انسؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک دن (اس خیال سے کہ کفار کا لشکر مدینہ کے قریب آگیا ہے) مدینہ میں گھبراہٹ اور خوف کی ایک فضاء پیدا ہو گئی ہے۔ (یہ دیکھ کر) نبی کریم ﷺ نے سیدنا طلحہؓ کا گھوڑا کہ جسے

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الهبة [51] بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الفَرَسَ وَالدَّابَّةَ وَغَيْرَهَا[33] حدیث: 2627]

مندوب (سست) کہا جاتا تھا' عاریتہ مانگا اور اس پر سوار ہو کر (تحقیق حال کے لئے مدینہ سے باہر) نکلے پھر جب آپ واپس آئے تو فرمایا کہ میں نے گھبراہٹ اور خوف کی کوئی چیز نہیں دیکھی ہے' نیز میں نے اس گھوڑے کو تیز رفتار پایا ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ سیدنا ابو طلحہؓ کا گھوڑا پہلے بہت سست رفتار اور ڈھیلا تھا اس لئے اسکا نام مندوب رکھا گیا تھا' نبی کریم ﷺ اس پر سوار ہوئے تو وہی گھوڑا چاق وچوبند اور تیز رفتار ہو گیا۔

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کو عاریتہ مانگنا اور اسے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔

☆ کسی جانور کو کسی نام سے موسوم کرنا بھی جائز ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ انتہائی بہادر' نڈر' غیرتی' دلیر انسان تھے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں کیونکہ جب مدینہ میں گھبراہٹ کی ایک فضاء پیدا ہو گئی تو نبی کریم ﷺ کو علم نہ تھا' کہ معاملہ کیا ہے اس لئے ابو طلحہؓ سے گھوڑا عاریتہ مانگ کر معلومات کرنے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے۔

(81) حافظ قرآن کی فضیلت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ»، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ القِيَامَةِ»، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ

يُغَسَّلُوا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ[1]

سیدنا جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ احد کے شہیدوں میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں رکھتے تھے پھر آپ دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کا زیادہ عالم کون ہے؟ پس ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کردیا جاتا تو آپ قبر میں پہلے اس کو رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں کے مومن ہونے کا گواہ ہوں اور آپ نے ان کے خون کیساتھ دفن کرنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کو نہ غسل دیا گیا نہ ان پر نماز پڑھی گئی۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت سے حافظ قرآن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

☆ شہید کو غسل نہیں دینا چاہیئے بلکہ خون سے لت پت اپنے کپڑوں میں دفنانا چاہیئے۔

☆ نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہ تھا کہ قرآن کا زیادہ حصہ کس صحابی کو یاد ہے اسلئے پوچھا«أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ»؟

(82) عبادت کے لئے جمعہ کی تخصیص صحیح نہیں

عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: «أَصُمْتِ أَمْسِ؟»، قَالَتْ: لاَ، قَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟» قَالَتْ: لاَ، قَالَ:

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الجنائز [23] بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ [72] حديث: 1343]

«فَأَفْطِرِي»، [1]

امّ المومنین سیدنا جویریہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لائے اور وہ روزہ سے تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟ تو انہوں نے پھر عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ (اگر نہیں) تو تم (آج بھی) روزہ نہ رکھو یعنی توڑ دو۔

(فوائد الحدیث)

☆ عبادت کے لئے مخصوص دن یا مخصوص رات کی تخصیص کرنا صحیح نہیں جیسا کے بعض لوگ اپنے وفات شدہ افراد کے ایصال ثواب کے لئے شب جمعہ کی تخصیص کرتے ہیں یا چالیسواں یا برسی مناتے ہے یہ شریعت میں ثابت نہیں۔ تفصیلات کے لئے راہ سنت، رد بدعت اور عکلی ڈالئی مطالعہ کریں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے جویریہؓ کو تخصیص کرنے سے منع فرمایا۔

☆ نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا اسلئے جویریہؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا یا رکھو گی۔

(83) یوم عاشور کا روزہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟»، قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ موسىٰ،

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الصوم [30] بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الجُمُعَةِ [63] حديث: 1986]

قَالَ: «فَأَنَا أَحَقُّ بِموسىٰ مِنكُمْ»، فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ [1]

سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا (وجہ ہے کہ تم عاشورے کا روزہ رکھتے ہو) انہوں نے کہا کہ یہ ایک عمدہ دن ہے' وہ دن ہے کہ جس میں اللہ نے بنی اسرئیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی لہٰذا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس دن روزہ رکھتے آپ نے فرمایا میں تم سے زیادہ موسیٰ سے تعلق رکھتا ہوں پھر آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا۔

(فوائد الحدیث)

☆ محرم الحرام کا مہینہ ایک بابرکت مہینہ ہے اسکو منحوس سمجھنا یا ماہ محرم میں شادی' نکاح وغیرہ نہ کرنا جاہلوں کا نظریہ ہے۔

☆ محرم کے مہینے میں اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی اور فرعون غرق ہوا۔

☆ یکم محرم کو خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت ہوئی ہے۔

☆ 10 دس محرم کو سیدنا حسینؓ بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔

☆ بعض لوگ ماہ محرم میں شربتیں تقسیم کرتے ہیں' ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ محرم میں سیدنا حسینؓ پر کربلا میں چونکہ پانی بند کر دیا گیا تھا' بعض لوگ واقعہ کربلا ایک غلط انداز سے پیش کرتے ہیں۔ اس دن جلوسیں نکالتے ہیں'

تم کرتے رہو اپنے گناہوں کی تلافی
ہم زندہ وجاوید کا ماتم نہیں کرتے

☆ بعض لوگ اس محرم میں نذر حسین کے نام پر دیگیں پکاتے ہیں یہ تو شرک ہے۔

1: [صحيح البخاري، كتاب صلاة التراويح [31] بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ [69] حديث :2004]

☆ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب یہودی یوم عاشور کا روزہ رکھتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی روزہ رکھیں۔اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہاتواس یوم عاشور کے ساتھ ایک اور روزہ ملا کر دو روزے رکھوں گا۔

☆نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہود یوم عاشور کا روزہ رکھتے تھے مگر نبی کریم ﷺ کو یہ علم نہیں تھا کہ یہود یہ روزہ کس وجہ سے رکھتے ہیں اس اسلئے پوچھا«مَا هَذَا؟»

(84) جس پر دوسرے کا حق ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: «هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟»، قَالُوا: لاَ، قَالَ: «فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟»، قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: «هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟»، قَالُوا: ثَلاَثَةَ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: «هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟»، قَالُوا: لاَ، قَالَ: «فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟»، قَالُوا: ثَلاَثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ[1]

سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الحوالات[38] بابُ إِنْ أَحَالَ دَيْنَ المَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ[3] حديث 2289:]

ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیالوگوں نے عرض کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھادیں۔آپ نے فرمایا کیااس پر کچھ قرض ہے؟لوگوں نے عرض کیا نہیں توآپ نے فرمایا کیااس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟لوگوں نے عرض کیاکہ نہیں۔ پھرآپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیالوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !اس کی بھی نماز جنازہ پڑھادیجئے۔آپ نے فرمایا کیااس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیاگیاکہ ہاں ہے پھرآپ نے فرمایا کیااس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟لوگوں نے عرض کیاکہ ہاں تین اشرفیاں ہیں۔ پس آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیااورلوگوں نے عرض کیاکہ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھادیجئے۔آپ نے فرمایا کہ کیااس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟لوگوں نے عرض کیانہیں۔آپ نے فرمایا کیااس پر کچھ قرض ہے؟لوگوں نے عرض کیاکہ ہاں تین اشرفیاں قرض ہےآپ نے فرمایاتم لوگ اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو(میں نہیں پڑھوں گا) توسیدنا ابوقتادہؓ نے عرض کیاکہ یارسول اللہ ﷺ !آپ اس کی نماز پڑھادیجئے اس کاقرض میں اداکروں گا۔ پس آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔

(فوائد الحدیث)

☆ حقوق العباد کی اہمیت،جس پر کسی اورکا حق ہو تو نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔

☆ نفی علم غیب عن رسول اللہ ﷺ کیونکہ پوچھا«هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟»

(85) سیدنا بلال اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی عظمت شان۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلاَلٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ " فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ[1]

سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا ہوں، کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ابو طلحہؓ کی بیوی رمیصاء (امّ سلیم سیدنا انسؓ کی والدہ) موجود ہیں اور میں نے پاؤں کی آہٹ سنی تو پوچھا کہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اور اس کی ایک طرف ایک لڑکی وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ کسی نے کہا کہ عمر بن خطابؓ کا۔ میں نے چاہا کہ اس محل کے اندر داخل ہوں اور اسے دیکھوں لیکن (اے عمر) تمہاری غیرت مجھے یاد آ گئی۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

(فوائد الحدیث)

☆ حدیث میں امّ سلیمؓ کا مقام بھی ثابت ہو گیا۔

☆ حدیث پاک میں سیدنا بلال حبشیؓ کا مقام اور شان عمرؓ واضح ہے

1: [صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبی [62] بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ القُرَشِيِّ العَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [6] حدیث: 3679]

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھ رہے تھے مَنْ هَذَا؟ لِمَنْ هَذَا؟

(86) سیّدنا کعب بن مالکؓ کا واقعہ

عَنْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ'۔۔۔۔۔[1]

سیّدنا کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان تمام لڑائیوں میں شریک رہا جو آپ نے لڑیں' فقط ایک غزوہ تبوک میں نہ تھا۔

(فوائد الحدیث)

☆ یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جس میں کعب بن مالکؓ اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ وہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے' کوئی عذر بھی نہیں تھا کعبؓ نے سچ بولا اور سچ کی برکت سے اللہ نے ان کے بارے میں وحی نازل فرمائی اس واقعہ میں سچ بولنے کی ثمرات کے طرف بھی اشارہ ہے اور فرمان باریتعالی ہے ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾[2]

☆ نبی کریم ﷺ اس سے ناراض ہوئے تھے۔اس نے نبی کریم ﷺ کو سچ بولا تھا کہ میرا کوئی عذر نہ تھا(نبی ﷺ جب تبوک پہنچے تو پوچھا «مَا فَعَلَ كَعْبٌ» کعب نے کیا کیا؟ پھر جب نبی کریم ﷺ واپس آئے تو کعبؓ سے پوچھنے لگے «مَا خَلَّفَكَ»، تو کیوں پیچھے رہ گئے؟) اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔

1: [صحيح البخاري، كتاب المغازى [64] بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ [3] حديث :3951]

2: سورۃ التوبہ 119:9

(87) اللہ جل شانہ کا ذکر کرنے والوں کے ذریعہ فخر کرنا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ، قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: «مَا أَجْلَسَكُمْ؟» قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا، قَالَ: «آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟» قَالُوا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي، أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ»[1]

سیدنا ابوسعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ مسجد میں ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے، تو فرمایا: کہ تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ عرض کیا گیا کہ ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، فرمایا بخدا کیا تم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ عرض کیا صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں، ارشاد فرمایا: میں نے تم کو اس لئے قسم نہیں دی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھ رہا ہوں، کوئی شخص ایسا نہیں جسے رسول اللہ ﷺ سے اتنا قرب حاصل رہا ہو جو مجھے حاصل رہا اور پھر وہ آپ سے مجھ سے کم حدیثیں بیان کرے۔

---

[1]: [صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا[48] بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ[11] حدیث:6857]

رسول اللہ ﷺ بھی (ایک مرتبہ) اپنے صحابہ کے ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: تم کیسے بیٹھے ہو؟ عرض کیا ہم اللہ جل شانہ کا ذکر کرنے اور اس بات پر اس کا شکر کرنے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی توفیق دی اور ہم پر احسان فرمایا' آپ نے فرمایا: خدا کی قسم تم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا بخدا ہم صرف اسی غرض سے بیٹھے ہیں' ارشاد فرمایا: میں نے تم سے اس لئے قسم نہیں لی کہ مجھے تمہارے بارے میں کوئی شک تھا' بلکہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ اللہ جل شانہ تمہارے ذریعہ سے فرشتوں پر فخر فرمارہے ہیں"۔

(فوائد الحدیث)

☆ حدیث پاک میں کثرت ذکر اللہ کی ترغیب وارد ہے اور قرآن میں بھی مختلف مقامات پر ذکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴾[1]

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے پوچھ رہے ہیں «مَا أَجْلَسَكُمْ؟»

(88) حقوق والدین کی اہمیت

عن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الجِهَادِ، فَقَالَ: «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟»، قَالَ:

---

[1]: سورۃ الاحزاب 33:41۔

نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ»[1]

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے جہاد کی اجازت مانگی۔آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ تو انہیں (کی خدمت) میں کوشش کر۔(کیونکہ وہ بوڑھے اور بے سہارا تھے)۔

(فوائد الحدیث)

☆ حدیث پاک سے والدین کی حقوق کا اہمیت ظاہر ہے اور حقوق والدین کی تاکید قرآن کے متعدّد آیات سے ثابت ہے مثلاً

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا * وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [2].

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ [3]

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير [56] باب الجِهَادِ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ [138] حديث: 3004]

[2]: سورة بنی اسرائیل 17:24

[3]: سورة لقمان 31:14

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ﴾ (1)

﴿ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (2)

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (3)

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (4)

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (5)

﴿يسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾(6)

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کس کو ہو گا اب وطن میں آہ! میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہیگا بے قرار
خاک مرقد پر تیری لے کر یہ فریاد آوں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آوں گا
تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا

[1]: سورۃ الاحقاف 15:46
[2]: سورۃ الانعام 151:6
[3]: سورۃ النساء 26:4
[4]: سورۃ العنکبوت 8:29
[5]: سورۃ البقرہ 83:2
[6]: سورۃ البقرہ :2215

گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا
دفتر ہستی میں تھی زرین ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات
عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر ہوئی
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی

☆ نبی کریم ﷺ نے صحابی سے پوچھا «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟»، کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اس کے والدین کے زندہ یا وفات ہونے کا علم نہ تھا۔

(89) عبادت چستی سے ادا کرنی چاہیئے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: «مَا هَذَا الحَبْلُ؟» قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ»[1]

سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ مسجد میں) نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک رسی دونوں ستونوں کے درمیان لٹک رہی ہے آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ رسی ام المؤمنین زینبؓ نے لٹکائی ہوئی ہے جب وہ نماز میں کھڑے کھڑے تھک جاتی ہیں تو اس رسی کو تھام لیتی

---

[1]: [صحیح البخاري، کتاب التهجد[19] باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي العِبَادَةِ[18] حديث [1150:

ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے اس کو کھول دو، تم میں سے ہر ایک اپنی طبعیت کے خوش رہنے تک نماز پڑھے پھر جب تھک جائے تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے۔

(فوائد الحدیث)

☆ صحابیاتؓ کی عبادات سے محبت۔

☆ نبی کریم ﷺ نے جب رسی دیکھی تو معلوم نہ تھا کہ یہ رسی کس نے لٹکائی ہے اسلئے پوچھا «مَا هَذَا الحَبْلُ؟»

(90) مسائل نذر و نیاز

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ، قَالَ: «مَا بَالُ هَذَا؟»، قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ »[1]

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان چلایا جارہا تھا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے پیدل جانے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اس کی جان کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر چلے۔

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب جزاء الصيد [28] باب مَنْ نَذَرَ المَشْيَ إِلَى الكَعْبَةِ [27] حديث: 1865]

(فوائد الحدیث)

☆کسی کام کے ہونے پر کچھ صدقہ کرنے کی یا کسی عبادت کے بجالانے کی منت مانی جائے تو اسکو "نذر" کہتے ہیں۔ نذر کا حکم یہ ہے کہ اس کو صرف غرباء کھاسکتے ہیں غنی نہیں کھاسکتے۔

نذر ماننے کی چند شرطیں ہیں

(1) اللہ کے نام کی مانی جائے' غیر اللہ کے نام کی منت ناجائز ہے کیونکہ نذر عبادت ہے'اور عبادت اللہ ہی کے لئے جاتی ہےعلامہ شامیؒ فرماتے ہیں"وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوقِ لَا يَجُوزُ لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُونُ لِمَخْلُوقٍ"[1]

(2) نذر صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے جو کام عبادت نہیں اسکی منت بھی صحیح نہیں وَفِي الْبَدَائِعِ: وَمِنْ شُرُوطِهِ أَنْ يَكُونَ قُرْبَةً مَقْصُودَةً فَلَا يَصِحُّ النَّذْرُ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَتَشْيِيعِ الْجِنَازَةِ، وَالْوُضُوءِ، وَالِاغْتِسَالِ، وَدُخُولِ الْمَسْجِدِ، وَمَسِّ الْمُصْحَفِ، وَالْأَذَانِ، وَبِنَاءِ الرِّبَاطَاتِ وَالْمَسَاجِدِ وَغَيْرِ ذَلِكَ،[2]

(3) عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے' جیسے نماز'روزہ'حج 'قربانی وغیرہ ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں'اسکی منت بھی صحیح نہیں' چنانچہ قرآن خوانی کی منت مانی ہو تو وہ لازم نہیں ہوتی

---

[1]: رد المحتار علی الدر المختار 2:439 مَطْلَبٌ فِي النَّذْرِ الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ مِنْ شَمْعٍ أَوْ زَيْتٍ

[2]: رد المحتار علی الدر المختار 3:735 مَطْلَبٌ فِي أَحْكَامِ النَّذْرِ

وَكَانَ مِنْ جِنْسِهِ وَاجِبٌ) أَيْ فَرْضٌ............... كَصَوْمٍ وَصَلَاةٍ وَصَدَقَةٍ............ (وَلَمْ يَلْزَمْ) النَّاذِرَ (مَا لَيْسَ مِنْ جِنْسِهِ فَرْضٌ............[1]

☆ حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اسلئے تو پوچھا «مَا بَالُ هَذَا؟» کہ اسکو کیا ہوا ہے؟

(91) سودی معاملے سے اجتناب کی تدبیر نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ، فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا؟»، قَالَ: لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلاَثَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَفْعَلْ، بِعْ الجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا»[2]

سیدنا ابوسعید خدریؓ اور سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر پہ عامل بنایا تو وہ کچھ جَنِیب' (عمدہ) کھجوریں آپ کے پاس لایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں واللہ یا رسول اللہ ﷺ ! ہم ان کھجوروں کا ایک صاع دوسری کھجوروں کے دو صاع کے عوض میں اور پھر ان کھجوروں کے دو صاع دوسری کھجوروں

1: [رد المحتار علی الدر المختار 3:737، کتاب الایمان]

2: [صحيح البخاري، كتاب البيوع [34] بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ [89] حديث : 2201]

کے تین صاع کے عوض خریدتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو تم ان کھجوروں کو درہم کے عوض فروخت کردو اور پھر درہم سے جَنِیب، کھجور خرید لیا کرو۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ امت کے معاملات پر نظر رکھتے تھے۔

☆ سود اتنا خطرناک جرم ہے کہ سود خور کو اللہ اور اللہ کی رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے اسلئے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجورے عمدہ ہوتی ہیں۔

(92) نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب سمجھنے والا جھوٹا ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:۔۔۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الغَيْبَ، فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ»: لاَ يَعْلَمُ الغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ [1]"

عائشہؓ نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے تھے تو وہ غلط کہتا ہے کیونکہ اللہ خود کہتا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

(فوائد الحدیث)

☆ علم غیب کا مسئلہ اتفاقی مسئلہ ہے، اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء [15] بَابُ: لاَ يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ إِلَّا اللَّهُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ»[29] حدیث: 7380]

شخص کو جھوٹا کہہ رہی ہیں جو نبی کریم ﷺ کو غیب دان سمجھتا ہے۔

☆نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب سمجھنے والا جھوٹا ہے۔

☆ابیات:

اگر حاضر ہوتے بہر جا نبی ﷺ تو کشف ووحی کی نہ کچھ غرض تھی
اگر ہر ذرہ کی وہ رکھتے خبر ۔ تو کیوں زہر کھاتے بجنگ خیبر
اگر غیب دان ہیں حضو نبی ﷺ بدر کے اسارا میں کیوں رائے لی
قصہ عائشہ کا نہیں تجھ کو یاد کہ جب افک والوں نے کیا تھا فساد
نبی ﷺ نے صحابہ سے شوری لیا بجز وحئ حق کے نہ عقدہ کھلا
صدیق، فاروق، عثمان، علی کمیٹی کے ممبروں سے کیوں رائے لی
اگر غیب دان ہوتے وہ پاکباز نہ کرتے کمیٹی میں وہ ترکتاز
خدا جتنا چاہے جتا دیتا ہے وہی جتنا چاہے دکھا دیتا ہے
وہ غالب نہیں کرتا کل غیب پر نبی ﷺ ہو ولی ہو فرشتہ اگر
نبی ﷺ کو جو حاضر وناظر کہے بلاشک شرع اسکو کافر کہے

(93) غیب کی چابیاں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مِفْتَاحُ الغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ: لاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الأَرْحَامِ، وَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ "(1)

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہے جنہیں اللہ کی سوا اور کوئی نہیں جانتا 'کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا' اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے' اللہ کے سوا اور کوئی نہیں کہ کل کیا کرے گا' اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کس جگہ مرے گا' اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بارش کب آئے گی۔

(فوائد الحدیث)

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کتاب التوحید میں علم غیب کے باب میں ذکر کیا ہے۔

☆ حدیث علم غیب کی باب میں بالکل ظاہر ہے۔

(94) غسل کرتے وقت پردہ کرنا

أَنَّ أَبَا مُرَّةَ، مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ، تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: «مَنْ هَذِهِ» فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ»(2)

1: [صحيح البخاري، كتاب التوحيد [97] بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿عَالِمُ الغَيْبِ فَلاَ يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾، وَ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ﴾ ﴿السَّاعَةِ﴾، وَ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾ ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلاَ تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ [4] حديث: 1039]

2: [صحيح البخاری، كتاب الادب [78] بَابُ مَا جَاءَ فِي زَعَمُوا [94] حديث: 6158]

ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے مولی ابو مرّہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے سنا آپ نے کہا کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ غسل کر رہے ہیں اور آپکی صاحبزادی فاطمہؓ ان پر پردہ کر رہی ہیں میں نے سلام کیا تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ ام ہانی بنت ؓ ابی طالب ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ام ہانی ؓ کو خوش آمدید

(فوائد الحدیث)

☆ام ہانیؓ نبی کریم ﷺ کی چچازاد تھیں۔

☆نبی کریم ﷺ غسل کرتے وقت پردہ فرماتے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں جب ام ہانی آئیں تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا «مَنْ هَذِهِ؟ یہ کون ہے۔

(95) اللہ ہی عالم الغیب

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: «كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ عَطُوفٍ تَتْبَعُهَا مُهْرَةٌ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: " غَيْبٌ، وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ " قَالَ: فَمَتَى يُمْطِرُ الْغَيْثُ؟ قَالَ: " غَيْبٌ، وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ " قَالَ فَمَا فِي بَطْنِ فَرَسِي؟ قَالَ: " غَيْبٌ، وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ[1]

---

[1]: [مجمع الزوائد ومنبع الفوائد. بَابُ عِصْمَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَرِينِ حديث :13869]

سیدنا سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سرخ خیمے میں تھے کہ ایک آدمی حاملہ گھوڑی پر آگیا اور گھوڑی کے پیچھے اسکا بچہ بھی تھا اس آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تم کون ہو؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' اس آدمی نے پوچھا قیامت کب ہوگی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا تعلق غیب سے ہے اور غیب صرف ایک اللہ ہی جانتا ہے' اس آدمی نے پوچھا کہ بارش کب ہوگی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا تعلق غیب سے ہے اور غیب صرف ایک اللہ ہی جانتا ہے' اس آدمی نے پھر پوچھا میری گھوڑی کے بطن میں کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ اس کا تعلق غیب سے ہے اور غیب صرف ایک اللہ ہی جانتا ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ یہ روایت علم غیب کے بارے میں واضح ہے۔

(96) منکرین احادیث کے حدیث پر اعتراض کا جواب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ، فَاجْتَوَوْا المَدِينَةَ «فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِلِقَاحٍ، وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا» فَانْطَلَقُوا، فَلَمَّا صَحُّوا، قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ، فَجَاءَ الخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ، «فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ، وَأُلْقُوا فِي الحَرَّةِ، يَسْتَسْقُونَ فَلاَ يُسْقَوْنَ»[1]

---

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الوضوء [5] بَابُ أَبْوَالِ الإِبِلِ، وَالدَّوَابِّ، وَالغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا، [66] حدیث: 233]

سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ عکل یا عرینہ کے چند لوگ مدینہ پاک میں حاضر ہوئے (لیکن وہاں کی آب وہوا انہیں موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہوگئے نبی کریم ﷺ نے انہیں وہاں جانے کا حکم دیا جہاں بیت المال کی دودھ والی اونٹنیاں چرتی تھیں اور انہیں فرمایا کہ تم ان اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ پیا کرو۔ وہ وہاں چلے گئے اور ایسا کرنے سے جب وہ تندرست ہوگئے تو انہوں نے اس چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹنیاں لے کر بھاگ گئے۔ صبح سویرے اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے تعاقب میں سوار بھیجے۔ جب کافی دن چڑھ آیا تو وہ سوار ان کو پکڑ کر لے آئے۔ نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی طلب کرتے اور انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔

(فوائد الحدیث)

☆ منکرین حدیث اس روایت کو نشانہ اعتراض بناتے ہیں کہ یہ تو بہت بڑا ظلم ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر دھوپ میں پھینک دیا جائے اور وہ پیاس سے تڑپتے رہیں لیکن انہیں پانی تک نہ دیا جائے۔

جواب: اگر منکرین حدیث اس روایت کو مزید کتب میں تلاش فرماتے تو اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے، ان ستمگروں نے ان چرواہوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى: 230هـ) لکھتے ہیں قدم نفر مِن عرينة ثمانية عَلَى رَسُول اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فأسلموا واستوبأوا الْمَدِينَةِ.

فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُول اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – إلى لقاحه وكانت ترعى بذي الجدر ناحية قباء قريبا مِن عير. عَلَى ستة أميال مِن المدينة. فكانوا فيها حتى صحوا وسمنوا فغدوا عَلَى اللقاح فاستاقوها فيدركهم يسار مولى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – ومعه نفر فقاتلهم فقطعوا يده ورجله وغرزوا الشوك فِي لسانه وعينيه حتى مات. وَبَلَغَ رَسُول اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – الخبر فبعث فِي أثرهم عشرين فارسا واستعمل عليهم كرز بْن جَابِر الْفِهْرِيّ فأدركوهم فأحاطوا بهم وأسروهم وربطوهم وأردفوهم عَلَى الخيل حتى قدموا بهم المدينة. وَكَانَ رَسُول اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – بالغابة فخرجوا بهم نحوه فلقوه بالزغابة بمجتمع السيول. وأمر بهم فقطعت أيديهم وأرجلهم وسمل أعينهم فصلبوا هناك[1]

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے تعاقب میں کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ بھیجا۔ان اہل عرینہ کی تعداد آٹھ تھی۔وہ شیر دار اونٹنیاں ذی الجدر میں چرتی تھیں' یہ جگہ مدینہ طیبہ سے چھ میل دور قبا کے نواح میں تھی۔سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام یسارؓ نے بمعہ اپنے چند رفقاء کے انہیں جالیا اور ان سے لڑنا شروع کردیا۔ان ظالموں نے سیّدنا یسارؓ کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھودیئے اور اس حالت میں انہیں پھینک دیا اور انہوں نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ جس وقت مجرم گرفتار ہو کر عدالت نبوت کے کٹہرے میں کھڑے کئے گئے تو اقلیم عدل وانصاف کے

[1]: [الطبقات الكبرى 2:71]

پیکر ﷺ نے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرنے کا حکم دیا جوانہوں نے کیا تھا۔

ایک مثال کے ساتھ وضاحت :

اگرایک ایسا مریض جسکے شفایاب ہونے کا امکان نہ ہواور ایک ماہر ڈاکٹر صاحب اسکا مفت علاج کرے' وہ لا علاج مریض اس ڈاکٹر کی کوششوں سے صحت یاب ہوجائے' اب یہ مریض بجائے تشکر وامتنان کے اپنے محسن ڈاکٹر کے اس عملہ کو (جو اس کا دن رات خیال رکھتے تھے اور ان کی تیمارداری کرتے) بے دردی سے قتل کردے۔اب اس قاتل کو گرفتار کرنے کے لئے حکومت وقت پولیس بھیجے' بجائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو حوالہ پولیس کرے اس نے مزاحمت' کی زندہ سپاہی کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔اس کی زبان اور آنکھوں میں نوک دار کانٹے چھجودیئے' تڑپ تڑپ کرسپاہی نے جان دے دی۔اب مجرم کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے؟یہ لوگ بھی اس طرح مجرم تھے ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے وہ فیصلہ صادر فرمایا جوایسے مجرموں کا حق تھا۔

ارشادربانی بھی ہے۔

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (1)

ان لوگوں کی سزا' جواللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے پھرتے ہیں' یہ ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یاسولی

---

[1]: سورۃ المائدہ33:5

پر لٹکائے جائیں یا ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کی پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کردیئے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں توان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[1]

اے عقلندو! قصاص لینے میں ہی تمہاری بقا کاراز مضمر ہے۔

☆حالت اضطراری میں حرام مباح ہو جاتا ہے مردار اور خنزیر قطعی حرام ہیں اگر ایسی حالت آجائے توارشاد باری تعالیٰ ہے﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [2]

اس نے ہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ توجو ناچار ہو، نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے، تواس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

☆اگر نبی کریم ﷺ کو علم غیب ہوتا تو کبھی بھی ان لوگوں کو ساتھ نہ رہنے دیے۔

(97) دعوت و تبلیغ کی اہمیت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ»، فَقَامُوا يَرْجُونَ

1: سورۃ البقرہ2:179

2: سورۃ البقرہ2:173

لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى، فَقَالَ: «أَيْنَ عَلِيٌّ؟» فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَأَمَرَ، فَدُعِيَ لَهُ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ، فَقَالَ: نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: «عَلَى رِسْلِكَ، حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ» [1]

سیدنا سہیل بن سعیدؓ نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ فتح عنایت فرمائے گا اب لوگ اس توقع میں تھے کہ دیکھیں جھنڈا کسے ملتا ہے؟ جوں ہی صبح ہوئی تو سب اسی امید میں رہے کہ کاش انہیں مل جائے لیکن آپ نے دریافت فرمایا علیؓ کہاں ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہے آخر آپ کے حکم سے انہیں بلایا گیا آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی اچھے ہو گئے جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو سیدنا علیؓ نے فرمایا کہ ہم ان سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابھی توقف کرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں اسلام کی دعوت دو" اور ان کے لئے جو چیز ضروری ہے اس کی خبر کر دو خدا گواہ ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بڑھ کر ہے

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر [56] بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، [102] حدیث نمبر 2942]

(فوائد الحدیث)

☆روایت میں سیدنا علیؓ کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

☆دعوت و تبلیغ کی اہمیت بھی اس حدیث پاک سے ثابت ہوئی۔

☆کوشش کرنی چاہیئے کہ بندہ کسی کی ہدایت کا سبب بن جائے۔

☆داعی کا مقام

☆ نبی کریم ﷺ پوچھتے ہیں کہ علیؓ کہاں ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں۔

(98)خواتین کے خاص ایام میں حج کا طواف کرنا صحیح نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ نَذْكُرُ إِلَّا الحَجَّ، فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكِ؟» قُلْتُ: لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ العَامَ، قَالَ: «لَعَلَّكِ نُفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي» (1)

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے (مدینہ سے) (حج ہی کے ارادہ سے) جب سرف میں پہنچے تو مجھ کو حیض آگیا نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا مجھے یہ آرزو ہے کہ کاش میں اس سال حج کے لئے نہ آئی ہوتی آپ نے فرمایا شاید تجھ کو نفاس (حیض) آیا

(1): [صحیح البخاری، کتاب الحیض [6]بَابٌ: تَقْضِي الحَائِضُ المَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالبَيْتِ 7]حدیث: 305]

میں نے کہاں جی ہاں آپ نے فرمایا پھر یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ نے آدمؑ کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے اب تو حاجیوں والے سب کام کرتی رہ فقط خانہ کعبہ کا طواف نہ کر جب تک پاک نہ ہو جائے۔

(فوائد الحدیث)

☆خواتین کے خاص ایام میں حج کا طواف کرنا صحیح نہیں۔

☆ مقام سرف حدود حرم سے باہر ایک جگہ ہے جہاں میمونہؓ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا تھا۔اور ادھر میمونہؓ بیمار بھی ہوئی تھی اور ادھر ان کی موت بھی واقع ہوئی اور ادھر وہ دفن بھی ہوئی ہیں۔

☆ عائشہؓ کو جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ معلوم ہوا کہ غیب دان صرف ایک اللہ ہے۔

(99) تیمم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے۔

عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الخُزَاعِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي القَوْمِ، فَقَالَ: «يَا فُلاَنُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي القَوْمِ؟» فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ»[1]

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ الگ کھڑا ہے اور لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا تو آپ نے فرمایا تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے غسل کی حاجت پیش

[1]: [صحيح البخاري. التيمم [7] بَابٌ (بلا ترجمه) [9] حديث: 348]

آگئی اور پانی نہیں ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر پاک مٹی سے تیمم ضروری تھا تمہارے لئے یہی کافی ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ تیمم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے۔

☆ صحابی نے کس وجہ سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی نبی کریم ﷺ کو معلوم نہ تھا۔

(100) واقعہ معراج

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ: لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ، وَهَذِهِ الأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ اليَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الجَنَّةِ، وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ

لِخَازِنِهَا: افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنِهَا مِثْلَ مَا قَالَ الأَوَّلُ: فَفَتَحَ، - قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ آدَمَ، وَإِدْرِيسَ، وَموسىٰ ، وَعِيسَى، وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ - فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بموسىٰ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا موسىٰ ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَبَّةَ الأَنْصَارِيَّ، كَانَا يَقُولاَنِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ»، قَالَ ابْنُ حَزْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَفَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى موسىٰ ، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاَةً، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى موسىٰ ، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ القَوْلُ

لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى موسىٰ ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي، حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ المُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا المِسْكُ "[1]

سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ابوذرؓ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (ایک شب) میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکہ میں تھا' پھر جبرئیلؑ اترے اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا' پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا' پھر ایک طشت سونے کا حکمت وایمان سے بھرا ہوا لائے اور اسے میرے سینے میں ڈال دیا' پھر سلائی کر دیا (اس پر مہر کر دی) پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ آسمان دنیا کی طرف چڑھے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا (وہ بند تھا) جبریلؑ نے آسمان کے داروغہ سے کہا: کھول اس نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا جبریلؑ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ اور کوئی ہے جبریلؑ نے کہا: ہاں محمد ﷺ میرے ساتھ ہیں' اس نے پوچھا: کیا وہ بلائے گئے ہیں جبریلؑ نے کہا: ہاں' خیر جب اس نے دروازہ کھولا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھے وہاں ایک شخص بیٹھا دیکھا جس کی دائیں طرف لوگوں کے جھنڈ تھے اور بائیں طرف بھی جھنڈ تھے جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو روتا' اس نے (مجھ کو دیکھ کر) کہا: نیک نبی اور نیک بیٹے کو خوش آمدید' میں نے جبریلؑ سے کہا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ آدمؑ ہیں اور یہ جوان کی دائیں اور بائیں طرف تم لوگوں کے جھنڈ دیکھتے ہو' یہ ان کے بیٹوں کی ارواح ہیں تو ان کی دائیں طرف والے بہشتی ہیں اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی ہیں وہ جب اپنی دائیں طرف

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الصلاة [8] بَابٌ: كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلاَةُ فِي الإِسْرَاءِ؟ [1] حديث: 349]

دیکھتے ہیں تو (خوشی سے) مسکرا دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج سے) رو دیتے ہیں پھر جبریلؑ مجھے لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے وہاں کے داروغہ سے کہا: کھول اس نے بھی وہی پوچھا جو پہلے داروغہ نے پوچھا تھا آخر دروازہ کھولا' سیدنا انسؓ نے کہا: ابو ذرؓ نے بیان کیا: کہ نبی کریم ﷺ نے آسمانوں میں آدمؑ اور ادریسؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور ابراہیمؑ پیغمبروں کو دیکھا مگر ہر ایک کا ٹھکانہ نہیں بیان کیا اتنا کہا: آپ نے پہلے آسمان پر آدمؑ کو پایا اور چھٹے پر ابرہیمؑ کو' سیدنا انسؓ نے کہا: یہ ادریسؑ ہیں پھر میں موسیٰؑ پر سے گزرا' انہوں نے کہا: آؤ اچھے آئے ہو نیک نبی اور نیک بھائی' میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریلؑ نے کہا: یہ موسیٰؑ ہیں پھر میں عیسیٰؑ پر سے گزرا انہوں نے کہا: آؤ اچھے آئے ہو نیک نبی اور نیک بھائی' میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انہیں نے کہا: یہ عیسیٰ ہیں پھر میں ابراہیمؑ پر سے گزرا' انہوں نے کہا آؤ اچھے آئے ہو نیک نبی اور نیک بیٹے' میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا: یہ ابراہیمؑ ہیں۔ ابن شہاب نے کہا مجھ کو ابو بکر بن حزم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس اور ابو حبہ عامر بن عمر دونوں یوں کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ میں ایک بلند ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں قلم چلنے کی آواز سنتا تھا۔ پھر ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر رات دن میں) میں یہ حکم لے کر لوٹا جب موسیٰؑ پر پہنچا تو انہوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا: پچاس نمازیں فرض کیں انہوں نے کہا پھر اپنے رب کے پاس لوٹ جا کیونکہ تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی میں لوٹا (اور عرض کیا) اللہ نے کچھ نمازیں معاف کردیں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ کچھ نمازیں معاف کردیں انہوں نے

کہا: اپنے رب کے پاس جا تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی میں لوٹا پھر اللہ نے کچھ معاف کردیں پھر میں موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے کہا: اپنے رب کے پاس لوٹ جا تمہاری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں لوٹا (ایسا کئی بار ہوا) آخر اللہ نے فرمایا: وہ پانچ نمازیں ہیں اور حقیقت میں پچاس ہیں میرے پاس بات نہیں بدلتی پھر موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس لوٹ جائیں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے (عرض کرنے میں) شرم آتی ہے پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھ کو پہنچایا اور کئی طرح کے رنگوں نے اس کو ڈھانک لیا تھا' میں نہیں جانتا وہ کیا تھے پھر مجھ کو جنت میں لے گئے 'کیا دیکھتا ہوں وہاں موتیوں کے ہار ہیں اور وہاں کی مٹی کستوری ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆سیرت کے بعض کتب میں لکھا ہے کہ "شق صدر" کا واقعہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی عمر میں چار مرتبہ پیش آیا' اول بار زمانہ طفولیت میں پیش آیا جب آپ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے۔ دوسری بار شق صدر کا واقعہ آپ کو دس سال کی عمر میں پیش آیا' تیسری بار یہ واقعہ بعثت کے وقت پیش آیا' چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا[1]

☆حدیث پاک سے "معراج" کے واقعہ کی ثبوت:

واقعہ معراج تو قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر

1: ملخص از: سیرۃ المصطفیٰ [96:1]

کو اسرا کہتے ہیں اسکا تذکرہ ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾(1)

میں کی گئی ہے، مسجد اقصی سے سدرۃ المنتھی تک چلنے کو معراج کہتے ہیں اسکا تذکرہ سورۃ النجم میں کی گئی ہے

سیرۃ کے بعض کتب میں یہ بھی ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان میں بستر استراحت پر آرام فرمارہے تھے یکایک چھت پھٹی یہ بات بہت زیادہ کمزور ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے انبیاء کرامؑ کے ساتھ ملاقاتیں بھی کی۔

☆ تمام صحابہؓ اور تابعین اور سلف صالحن کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اسی جسد عنصری کے ساتھ بحالت بیداری معراج ہوئی، اگر کوئی خواب یا کشف ہوتا تومشرکین مکہ اس قدر تمسخر نہ کرتے نیز "اسری" خواب یا کشف کے لئے مستعمل نہیں ہوتا بلکہ بیداری کی حالت کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لوطؑ کے قصہ میں ہے ﴿قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ﴾(2) اور موسیٰؑ کے قصہ میں ﴿فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا﴾(3)

☆ نبی کریم ﷺ کو جب موسیٰؑ نے بتایا کہ یہ نمازیں زیادہ ہیں تو نبی کریم ﷺ بار بار واپس گئے اور حق اللہ سے تخفیف کی درخواست کی حتی کہ پانچ نمازیں رہ گئی۔یہ

---

[1]: سورۃ بنی اسرائیل 17:1

[2]: سورۃ ھود 11:81

[3]: سورۃ الدخان 44:23

بھی نبی کریم ﷺ کا امت پر احسان عظیم ہے۔

☆حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہ تھے اس لئے جبریلؑ سے پوچھتے رہے من ھذا؟کہ یہ کون ہیں؟

(101) جب کپڑا کم ہو

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ، فَقَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «مَا السُّرَى يَا جَابِرُ» فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي، فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ: «مَا هَذَا الِاشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ»، قُلْتُ: كَانَ ثَوْبٌ - يَعْنِي ضَاقَ - قَالَ: «فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ»[1]

سعید بن حارثؒ نے کہا ہم نے جابرؓ بن عبداللہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں گیا ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اس وقت میرے بدن پر صرف ایک کپڑا تھا اسلئے میں نے اسے لپیٹ لیا اور آپ کے پہلو میں ہو کر نماز میں شریک ہو گیا جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو دریافت کیا جابر اس وقت کیسے آئے؟ میں نے آپ سے اپنی ضرورت کے متعلق عرض کیا جب میں فارغ ہو گیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ تم نے کیا لپیٹ رکھا تھا؟ جو میں نے دیکھا میں نے عرض کیا کہ ایک کپڑا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو اسے اچھی طرح لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کو تہبند کے طور پر باندھ لیا کرو۔

---

[1]: [صحيح البخاري، كتاب الصلاة[8] بَابٌ: إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا[6] حديث : 361]

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ کو جابر بن عبداللہ کے آنے کا مقصد معلوم نہ تھا اس لئے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

☆ کسی کے سوال کے جواب میں صرف ہاں یا نہیں کی بجائے، مکمل تفصیل ذکر کرنا نا صرف جائز بلکہ اکثر زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

☆ بغرض حوائج رات کے وقت کسی کے پاس جانا جائز ہے۔

☆ نماز کے شوق اور نبی اکرم ﷺ کی معیت واقتداء میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا نماز پڑھنا بھی معلوم ہوتا ہے۔

نماز کے بعد آنے والے سے آنے کا مقصد صراحتا معلوم کرنا بھی ظاہر ہوا۔

☆ کسی خطا پر نرم انداز سے متصل سمجھانا بھی معلوم ہو رہا ہے۔[1]

(102) جوتوں سمیت نماز پڑھنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، قَالَ: «مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ»، قَالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ جِبْرِيلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا - أَوْ قَالَ: أَذًى - " وَقَالَ: " إِذَا جَاءَ

---

[1]: عمدۃ القاری 102:4

أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ: فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا "۔[1]

سیدنا ابو سعید الخدوری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنے دونوں جوتوں کو نکال کر بائیں جانب رکھ دیا۔ صحابہ کرام نے یہ ماجرادیکھا تو اپنے اپنے جوتوں نکال کر پھینک دیا۔ پس جب نبی کریم ﷺ نے اپنے نماز پوری فرمائی تو پوچھا کہ تم نے اپنے جوتوں کو کیوں پھینک دیا؟ صحابہ کرام نے عرض کر کے فرمایا' یارسورل اللہ ہم نے آپکو دیکھ کر ایسا کیاہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل آمین نے آکر مجھے اطلاع دی کہ آپ کے جوتوں میں گندگی ہے۔ اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو خوب دیکھ لے اگر جوتوں میں گندگی وغیرہ دیکھ لے تو اسے مسح کر کے اس میں نماز پڑھے۔

(فوائد الحدیث)

☆ اگر جوتے پاک ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

☆ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے ہر کام میں اتباع کرتے۔

☆ اس حدیث میں مسئلہ علم غیب اظہر میں شمس ہے کہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو گندہ جوتوں میں کیوں نماز ادا فرماتے۔

(103) جہاں قصاص ممکن ہے وہاں قصاص لیا جائے گا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ، فَأَخَذَهَا يَهُودِيٌّ فَرَضَخَ رَأْسَهَا بِحَجَرٍ، وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ، قَالَ: فَأُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ، فَأُتِيَ

---

[1]: [سنن ابی داؤد ،کتاب الصلوۃ [2] بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ [89] حدیث:650]

بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ قَتَلَكِ، أَفُلاَنٌ؟، قَالَتْ بِرَأْسِهَا: لاَ، قَالَ: فَفُلاَنٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ اليَهُودِيُّ، فَقَالَتْ بِرَأْسِهَا: نَعَمْ، قَالَ: فَأُخِذَ، فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. (1)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی نکلی (کہیں جانے کو) اور اسکے بدن پر چاندی کے زیور تھے 'پس اسکو ایک یہودی نے پکڑ لیا اور اس کے سر کو (پتھر سے) کچل دیا اور اس کے بدن سے زیور لے لیا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ اس تک پہنچ گئے اور اسمیں کچھ جان باقی تھی اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ نے پوچھا تم کو کس نے مارا؟ کیا فلاں شخص نے مارا اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر فرمایا تم کو فلاں نے مارا اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں 'پھر یہودی کا نام لیا تو اس نے کہا ہاں اسی نے مارا 'انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر وہ یہودی پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا نبی کریم ﷺ نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور اس سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچلا گیا۔

(فوائد الحدیث)

☆ فقہاء کرام نے لکھا ہیں کہ جہاں قصاص ممکن ہے وہاں قصاص لیا جائے گا اور جہاں قصاص ممکن نہ ہوں وہاں دیات کا کوئی نہ کوئی حصہ دینا ہوگا۔

☆ صاحب ھدایہ نے کتاب الدیات میں سر کے زخم کا دس قسمیں ذکر کی ہے۔

1: [سنن الترمذی کتاب الدیات [16] بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رُضِخَ رَأْسُهُ بِصَخْرَةٍ [6] حدیث: 1451]

☆اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں اس لئے پوچھا مَنْ قَتَلَكِ، أَفُلاَنٌ؟

(104) نبی کریم ﷺ زکاۃ کی چیز استعمال نہیں فرماتے

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا، قَالَتْ: بُعِثَ إِلَى نُسَيْبَةَ الأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَقُلْتُ: لاَ، إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهِ نُسَيْبَةُ مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ، فَقَالَ: «هَاتِ، فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا»[1]

ام عطیۃ (جن کا نام نسیبہ تھا) رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک صدقہ کی بکری آئی تو میں نے اس میں سے کچھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی دے دیا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں سوائے اس کے جو صدقہ کی بکری (کے گوشت) میں سے جسے نسیبہ نے بھیجا ہے۔آپ نے فرمایا اس کو لاؤ کیونکہ وہ اپنے مقام پر پہنچ چکا (یعنی اب ہمارے لئے وہ صدقہ نہیں ہے)

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ زکاۃ کی چیز استعمال نہیں فرماتے۔

☆ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے اسلئے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟

---

[1]: [صحیح البخاری ،کتاب الزکاۃ [24] بَابٌ: قَدْرُ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ، وَمَنْ أَعْطَى شَاةً [31] حدیث:1446]

(105) مقام سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا موسىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ البَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ: مَنْ هَؤُلاَءِ القَوْمُ؟ فَقَالُوا هَؤُلاَءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَسَهْمَهُ» وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ اليُمْنَى: «هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ». فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ: «هَذِهِ لِعُثْمَانَ» فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ[1]

---

[1]: [صحیح البخاری ،کتاب فضائل اصحاب النبی [62] بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو القُرَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [7] حدیث:3699]

اہل مصر میں سے ایک صاحب آئے اور حج بیت اللہ کیا۔ پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ ان حضرات کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ حضرات قریش ہیں انہوں نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ ابن عمر انہوں نے پوچھا اے ابن عمر میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن کیوں بھاگ نکلے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عثمان بدر کی لڑائی میں غیر حاضر رہے اور شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ عثمان بیعت الرضوان کے وقت بھی غائب تھے اور اس میں حاضر نہ تھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) سیدنا ابن عمر نے کہا ہاں اس شخص نے کہا اللہ اکبر۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آمیں تجھ سے (ان سب باتوں کی حقیقت) بیان کرتا ہوں۔ احد کی لڑائی میں ان کا بھاگ جانا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کے قصور سے درگزر کیا اور معاف کر دیا اور بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں جو کہ بیمار تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا کہ (تم مدینہ میں ان کے پاس رہو) تمہیں ایک شریک ہونے کا ثواب ملے گا اور (مال غنیمت میں) حصہ بھی ملے گا۔ اور بیعت الرضوان میں غائب ہونا (تو فضیلت ہے) اگر مکہ والوں میں نبی ﷺ کے نزدیک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزت والا ہوتا تو اسی کو (اپنی طرف سے) بھیجتے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان کو بھیجا اور بیعت الرضوان سیدنا عثمان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے سیدھے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس کو بائیں ہاتھ

پر مارا اور فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر سیدنا ابن عمر نے اس شخص سے کہا کہ یہ (تینوں جواب) اپنے ساتھ (مصر) لے جا۔

(فوائد الحدیث)

☆اس روایت میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی مذکور ہے۔

☆ نبی اکرم ﷺ چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مدینہ سے مکہ کی طرف چل پڑے، حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، مشرکین مکہ سے مذاکرات کرنے کے لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر روانہ فرمایا، سیدنا عثمان ذوالنورین جب وہاں پہنچے تو اجازت دینے پر کسی بھی طرح تیار نہ ہوئے، مشرکین مکہ نے سیدنا عثمان بن عفان کو کہا کہ تم آئے ہو تمہیں اجازت ہے طواف کرلو مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ ابھی تک مکہ میں تھے کہ ادھر حدیبیہ کے مقام پر کسی نے یہ افواہ پھیلائی کہ مکہ والوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے، سفیر کا قتل ہر مذہب وملت میں بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اطلاع ملی تو شدید غصہ آیا اور نبی کریم ﷺ نے ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور قصاص عثمان پر صحابہ کرام سے بیعت لی، نبی اکرم ﷺ جب بیعت لے چکے تو معلوم ہوا کہ عثمان کی شہادت کی خبر درست نہ تھی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بخیر وعافیت واپس تشریف لے آئے، اگر نبی اکرم ﷺ عالم الغیب ہوتے تو قتل عثمان کی جھوٹی خبر پر اس قدر پریشان کیوں ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت کیوں لیتے؟

(106) سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ»، فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالهَدَأَةِ، وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ، يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ المَدِينَةِ، فَقَالُوا: هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ وَأَحَاطَ بِهِمُ القَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ العَهْدُ وَالمِيثَاقُ، وَلاَ نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا، قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ: أَمَّا أَنَا فَوَاللَّهِ لاَ أَنْزِلُ اليَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ بِالعَهْدِ وَالمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الأَنْصَارِيُّ، وَابْنُ دَثِنَةَ، وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الغَدْرِ، وَاللَّهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي فِي هَؤُلاَءِ لَأُسْوَةً يُرِيدُ القَتْلَى، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ، وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ، أَنَّ بِنْتَ الحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ، فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِينَ أَتَاهُ قَالَتْ: فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالمُوسَى

بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي، فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الحَدِيدِ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلاَ أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا ... عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ ... يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا، فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، «فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ، وَمَا أُصِيبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ، لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُولِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا»(1)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کی ایک جماعت جاسوسی کی مہم پر بھیجی۔اس جماعت کا امیر عاصم بن عمر کے دادا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جماعت روانہ ہو گئی۔جب یہ لوگ مقام ہداۃ پر پہنچے

1: صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر [56] بَابٌ: هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ القَتْلِ [170] حدیث: 3045

جو عسفان اور مدینہ کے درمیان میں واقع ہے تو قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان نے (ان کے خلاف کاروائی) کے لئے مشورے کئے اور اس قبیلہ کی تقریبا دوسو آدمیوں کی ایک جماعت ان کی تلاش میں نکلی' یہ پوری جماعت تیر اندازوں کی تھی۔ یہ سب صحابہ کے نشانات قدم سے انداز لگاتے ہوئے چلتے رہے آخر ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجور کھائی تھی جو مدینہ سے اپنے ساتھ لے کر چلے تھے پیچھا کرنے والوں نے کہاکہ یہ (گٹھلیاں) تو یثرب (مدینہ) کی کھجوروں (کی) ہیں اور پھر قدم کے نشانات سے اندازہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے' عاصم اور آپ کے ساتھیوں نے (رضی اللہ عنہم) جب انہیں دیکھاتوایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی مشرکین نے ان سے کہاکا ہتھیار ڈال کر اتر آؤ تم سے ہمارا عہد و پیمان ہے ہم کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ مہم کے امیر نے فرمایاکہ آج تو میں کسی صورت میں بھی ایک کافر کی امان میں نہیں اتروں گا اے اللہ! ہماری حالت سے اپنے نبی ﷺ کو مطلع کر دیجئے' اس پر انہوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے اور عاصم رضی اللہ عنہ اور دوسرے سات صحابہ کو شہید کرڈالا اور بقیہ تین صحابہ ان کے عہد و پیمان پر اتر آئے۔ یہ خبیب انصاری رضی اللہ عنہ ان دثنہ اور ایک تیسرے صحابی (عبداللہ بن طارق بلوی رضی اللہ عنہ) تھے۔ جب یہ صحابہ ان کے قابو میں آگئے توانہوں نے اپنی تلواروں کے تانت اتار کر ان حضرات کو ان سے باندھ لیا' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ بخدا یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے' تمہارے ساتھ میں ہرگز نہ جاؤں گا' طرز عمل توانہیں حضرات کا قابل تقلید تھا آپ کی مراد شہداء سے تھی (کہ انہوں نے جان دے دی لیکن ان کی پناہ میں آنا پسند نہ کیا) مگر مشرکین انہیں کھینچنے لگے اور زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہا' جب آپ کسی طرح بھی نہ گئے تو آپ کو بھی شہید کر دیا گیا' اب یہ خبیب اور ابن دثنہ رضی اللہ عنہ کو لے کر چلنے لگے اور ان حضرات کو مکہ میں لے جاکر فروخت کر دیا' یہ جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل

بن عبد المناف کے لڑکوں نے خرید لیا' خبیب رضی اللہ عنہ نے ہی بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ آپ ان کے یہاں کچھ دنوں تک تو قیدی کی حیثیت سے رہے۔ (زہری نے بیان کیا) کہ مجھے عبید اللہ بن عیاض نے خبر دی اور انہیں حارث کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) نے خبر دی کہ جب لوگ جمع ہوئے (آپ کو قتل کرنے کے لئے) تو ان سے آپ نے استرا مانگا موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے' انہوں نے استرا دے دیا (انہوں نے بیان کیا کہ) پھر آپ نے میرے ایک بچے کو اپنے پاس بلایا' جب وہ آپ کے پاس گیا تو میں غافل تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب میں نے اپنے بچے کو آپ کی ران پر بیٹھا ہوا دیکھا اور استرا آپ کے ہاتھ میں تھا تو میں اس سے بری طرح گھبرا گئی کہ خبیب رضی اللہ عنہ بھی میرے چہرے سے سمجھ گئے آپ نے فرمایا' تمہیں اس کا خوف ہوگا کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا' یقین کرو' میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا خدا گواہ ہے کہ کوئی قیدی' میں نے خبیب سے بہتر کبھی نہیں دیکھا خدا گواہ ہے کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ اس میں سے کھا رہے ہیں ' حالانکہ آپ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا کوئی موسم نہیں تھا' کہا کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی روزی تھی' اللہ تعالی خبیب رضی اللہ عنہ کو کھلاتا پلاتا تھا' پھر جب مشرکین حرم سے باہر انہیں لائے تاکہ حرم کے حدود سے نکل کر انہیں شہید کریں تو خبیب رضی اللہ عنہ ان سے فرمایا کہ مجھے (قتل سے پہلے) صرف دو رکعتیں پڑھ لینے دو۔ انہوں نے آکو اجازت دے دی پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا' اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں تو میں ان رکعتوں کو اور طویل کرتا۔ اے اللہ ان میں سے ایک ایک ختم کر دے (بد دعاء کرنے کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے) "جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کسی قسم کی بھی پرواہ نہیں ہے' خواہ اللہ کے راستے میں مجھے کسی پہلو پر بھی پچھاڑا جائے۔ یہ صرف اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے جسم کے ٹکڑوں

میں بھی برکت دے سکتا ہے جس کی بوٹی بوٹی کردی گئی ہو' آخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے آپ کو شہید کردیا' سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ سے ہی ہر مسلمان کے لئے جسے قتل کیا جائے دو رکعتیں (قتل سے پہلے) مشروع ہوئی ہیں ادھر حادثہ کے وقت ہی عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ (مہم کے امیر) کی دعاء اللہ نے قبول کی تھی (کہ اے اللہ! ہماری حالت کی اطلاع اپنے نبی کو دے دے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو وہ سب حالات بتادیئے جن سے یہ مہم دوچار ہوئی تھی (کیونکہ آپ کو وحی کے ذریعہ اس کی اطلاع ہو گئی تھی) کفار قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم رضی اللہ عنہ شہید کردیئے گئے تو انہوں نے نعش کے لئے اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لائیں جس سے ان کی شناخت ہوسکتی ہو (جیسے سر) آپ نے بدر کی جنگ میں کفار قریش کے ایک سردار کو قتل کیا تھا۔ لیکن اللہ نے شہد کی مکھیوں کا ایک دل ان کی نعش کی حفاظت کے لئے بھیج دیا' جنہوں نے کافروں کے قاصدوں سے نعش کی حفاظت کی اور کفار اس پر قادر نہ ہوسکے کہ ان کے گوشت کا کوئی بھی حصہ کاٹ کر لے جاسکیں۔

(فوائد الحدیث)

☆ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو اللہ ربّ العزّت نے بے موسم پھل دیئے یہ ان کا کرامت تھا' اور اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ "کرامات الاولیاء حق"

☆ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے دوساتھیوں کے نزول میں اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے وقت میں کافر کی قید قبول کرنا جائز ہے۔

☆ صحیح البخاری کی روایت میں صرف دو ہی بیت ہیں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید ابیات بھی ذکر کیا ہے۔

(لقد جمع الْأَحزَاب حَولي والبوا ... قبائلهم واستجمعوا كل مجمعِ)

(وَقد قربوا أَبْنَاءَهُم ونساءهم ... وَقربت من جزع طَوِيل ممنعِ)
(وَكلهمْ يُبْدِي الْعَدَاوَة جاهداً ... عَليّ لِأَنّي فِي وثاق بمضيعِ)
(إِلَى الله أَشْكُو غربتي بعد كربتي..وَمَا جمع الْأَحْزَاب لي عِنْد مصرعِ)
(يذا الْعَرْش صبّرنِي على مَا أصابني.وَقد بضعوا لحمي وَقد قل مطمعِ)
(وَذَلِكَ فِي ذَات الْإِلَه وَإِن يَشَأْ ... يُبَارك على أوصال شلو ممزعِ)
(وَقد عرضوا بالْكفْر وَالْمَوْت دونه...وَقد ذرفت عَيْنَايَ من غير مدمعِ)
(وَمَا بِي حذار الْمَوْت، إِنِّي لميت ... وَلَكِن حذارِي حر نَار تلفعِ)
(فلست بمبدٍ لِلْعَدو تخشعاً ... وَلَا جزَعاً إِنِّي إِلَى الله مرجعِ)
(وَلست أُبَالِي حِين أقتل مُسلما ، على أَي شقّ كَانَ لله مضجعِ) (1)

☆ عاصم رضی اللہ عنہ جو امیر سریہ تھے انہوں نے دعا کی تھی اے اللہ ! ہماری حالت سے اپنے نبی کو باخبر کیجئے 'صحابی کا بھی عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر اور غیب دان نہیں ہے۔

(107) جھوٹ بولنا منافق کا کام ہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، يَقُولُ: لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا،

1: عمدة القاري شرح صحيح البخاري 14:293

فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي البَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ} [المنافقون: 1] فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ»[1]

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ میں تھااو رمیں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو کہتے سنا کہ جولوگ رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کروتا کہ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں۔اس نے یہ بھی کہاکہ اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو غلبہ والاوہاں سے مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا‘میں نے اس کاذکراپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے کیا یاعمر رضی اللہ عنہ سے (اس کاذکر کیاراوی کو شک تھا) انہوں نے اس کاذکر نبی کریم ﷺ سے کیا‘آپ نے مجھے بلایامیں نے تمام تفصیلات آپ کو سنا دیں۔آپ نے عبداللہ بن ابی او اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا‘انہوں نے قسم کھالی کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔اس پر آپ نے میری تکذیب فرمادی اور ان کی تصدیق کی۔مجھے اس واقعہ کا اتنا صدمہ ہواکہ کبھی نہ ہواتھا۔پھر میں گھر میں بیٹھ رہامیرے چچانے کہاکہ میرا خیال نہیں تھاکہ نبی کریم ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی"جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اس کے بعد آپ نے

---

[1]: صحیح البخاری ،کتاب التفسیر [65] بَابُ قَوْلِهِ: {إِذَا جَاءَكَ المُنَافِقُونَ قَالُوا: نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ} حدیث: 4091

مجھے بلوایا(اور اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا زید! اللہ تعالی نے تمہاری تصدیق کردی ہے۔

(فوائد الحدیث)

☆ عزت وذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے'ابن سلول اپنے آپ کو معزز سمجھتا تھا مگر اللہ تعالی نے اسے ذلیل کیا۔

☆ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے تو صحیح بولا تھا مگر جب منافقین نے قسم کھالی تو نبی کریم ﷺ نے ان کی تصدیق کردی'اس پر زید بن ارقم کو بہت صدمہ ہوا'اللہ رب العزت نے زید بن ارقم کی صفائی نازل فرمائی'اگر نبی کریم ﷺ عالم الغیب ہوتے تواس منافقین کی جھوٹی قسم پر کبھی بھی اعتماد نہ فرماتے۔

(108) میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے۔

عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُمَا، قَالَ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ، حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا، فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ، فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ، فَنَهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ، فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ، فَقَالَ: «مَنْ هَذِهِ؟» فَقَالُوا: ابْنَةُ عَمْرٍو – أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو -- قَالَ: «فَلِمَ تَبْكِي؟ أَوْ لاَ تَبْكِي، فَمَا زَالَتِ المَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ»[1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھم سے ورایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد احد کے میدان سے لائے گئے تھے۔مشرکوں نے آپ کی صورت تک بگاڑدی

[1]: [صحیح البخاری. کتاب الجنائز [23] باب (بلاترجمہ) [34] حدیث:1293]

تھی۔ نعش رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھی گئی۔اوپرے ایک کپڑا ڈھکا ہوا تھا۔میں نے چاہا کہ کپڑے کو ہٹاؤں لیکن میرے اقرباء نے مجھے روکا۔پھر دوبارہ میں نے کپڑا ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس مرتبہ بھی روک دیا گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے نعش اٹھائی گئی۔اس وقت کسی زور زور سے رونے والی کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟لوگوں نے کہا کہ عمرو کی بیٹی (یا یہ کہا کہ) عمرو کی بہن ہیں (نام میں شک سفین کو ہوا تھا) آپ نے فرمایا کہ روتی کیوں ہیں؟یا یہ فرمایا کہ روؤ نہیں کہ ملائکہ برابر ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے لیکن جب اٹھایا گیا (تو اس پر شرعی آہ وبکا کی وجہ سے سایہ کرنے سے رک گئے تھے۔

(فوائد الحدیث)

☆ میت پر گریبان چاک کرنا اور نوحہ کرنا ناجائز ہے 'البتہ آنسوؤں کا بہنا ناجائز نہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے جب زور زور سے رونے والی کی آواز سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے دریافت فرمایا «مَنْ هَذِهِ؟» یہ کون ہے؟

(109) نماز جنازہ میں جلدی کرنا چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ بِقَبْرٍ قَدْ دُفِنَ لَيْلًا، فَقَالَ: «مَتَى دُفِنَ هَذَا؟» قَالُوا: البَارِحَةَ، قَالَ:

«أَفَلاَ آذَنْتُمُونِي؟» قَالُوا: دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، فَقَامَ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک قبر پر ہوا۔ میت کو ابھی رات ہی دفنایا گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ دفن کب کیا گیا ہے؟لوگوں نے کہا کہ گذشتہ رات! آپ نے فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں اطلاع کرائی؟لوگوں نے عرض کیا کہ تاریک رات میں دفن کیا گیا تھا۔اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ پھر آپ کھڑے ہوگئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بھی انہیں میں تھا (نابالغ تھالیکن) نماز جنازہ میں شرکت کی۔

(فوائد الحدیث)

☆ دفن کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ کا مردہ پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے' یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہیں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے میت رات میں دفنایا تھا' اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد بھی ہے "اسرعوا بالجنازة" بڑے شخصیات کے جنازے سیاسی مقاصد اور لوگوں کی کثرت اور پروٹوکول کے لئے موخر کرنا صحیح نہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کا جب گزر ایک قبر سے ہوا تو پوچھا کہ کب دفن کیا گیا ہے؟اس سے صاف معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے

---

[1]: [صحيح البخاری ،كتاب الجنائز[23] بَابُ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الجَنَائِزِ[55] حديث:1321]

(110) حالت احرام میں شکار کرنا جائز نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الجَرَادَةُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا، فَتَنَاوَلَهُ، فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ، ثُمَّ أَكَلَ، فَأَكَلُوا فَنَدِمُوا، فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ: «هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟»، قَالَ: مَعَنَا رِجْلُهُ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا[1]

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) نکلے ابو قتادر رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے 'ان کے دوسرے تمام ساتھی تو محرم تھے (عمرہ کے لئے) لیکن انہوں نے خود احرام نہیں باندھا تھا 'ان کے ساتھیوں نے ایک گور خر دیکھا 'ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی اس پر نظر پڑنے سے پہلے 'ان حضرات کی نظر اگرچہ اس پڑی تھی لیکن انہوں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے ان کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی ان کا کوڑا اٹھا کر انہیں دے دے (جسے لئے بغیر وہ سوار ہو گئے تھے) ان لوگوں نے اس کا انکار کیا محرم ہونے کی وجہ سے 'شکار میں کسی قسم کی بھی مدد نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے خود ہی لے لیا اور گور خر پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ

[1]: [صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر [56] بَابُ اسْمِ الفَرَسِ وَالحِمَارِ [46] حدیث: 2854]

دیں، ذبح کرنے اور پکانے کے بعد انہوں نے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی، پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب یہ لوگ آپ کے ساتھ ہولئے اور واقعہ کا ذکر کیا) تو نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا بھی باقی ہے؟ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ران ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے بھی وہ گوشت تناول فرمایا۔

(فوائد الحدیث)

☆ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام "جرادہ" تھا، گھوڑے، گدھا، خچر کو نام رکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

☆ حالت احرام میں شکار کرنا، یا کسی شکار کی طرف اشارہ کرنا درست نہیں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا «هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» کہ کیا اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا بھی باقی ہے؟ اگر نبی کریم ﷺ عالم الغیب ہوتے تو پوچھنے کی کیا ضرورت۔

(111) اشعریین کا وفد

عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي موسىٰ ، فَأتِيَ - ذكر دَجَاجَةً -، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي، فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ لاَ آكُلُ، فَقَالَ: هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَاكَ، إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: «وَاللَّهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ»، وَأُتِيَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ: «أَيْنَ النَّفَرُ الأَشْعَرِيُّونَ؟»، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟ لاَ يُبَارَكُ لَنَا، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ، فَقُلْنَا: إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا، فَحَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا، أَفَنَسِيتَ؟ قَالَ: «لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ - إِنْ شَاءَ اللَّهُ - لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا»[1]

سیدنا زہدم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے' (کھانا لایا گیا اور) وہاں مرغی کا ذکر چلا' بنی تیم اللہ کے ایک صاحب وہاں موجود تھے' رنگ سرخ تھا' غالبا موالی میں سے تھے انہیں بھی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کھانے پر بلایا (کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا) وہ کہنے لگے کہ میں نے مرغی کو گندی چیزیں کھاتے ایک مرتبہ دیکھا تھا' مجھے بڑی ناگواری ہوئی اور میں نے قسم کھالی کہ اب کبھی مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا' سیدنا موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب آجاؤ' میں تم سے ایک حدیث اس سلسلے کی بیان کرتا ہوں' قبیلہ اشعر کے چند اشخاص کو ساتھ لے کر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سواری کی درخواست کی (غزوہ تبوک میں شرکت کے لئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم' میں تمہارے لئے سواری کا انتظام نہ کر سکوں گا' میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہاری سواری کے کام آسکے پھر نبی کریم ﷺ کی

1: [صحیح البخاری ،کتاب فرض الخمس[57] بَابٌ: وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ[15] حدیث:3133]

خدمت میں غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا اور فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ نے پانچ اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم عنایت فرمایا' خوب ہوئے تازے اور فربہ! جب ہم چلنے لگے تو ہم نے آپس میں کہا کہ ہم نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے' اس سے نبی کریم ﷺ کے اس عطیہ میں ہمارے لئے کوئی برکت نہیں ہو سکتی' چنانچہ پھر ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے پہلے جب نبی کریم ﷺ سے درخواست کی تھی تو آپ نے بحلف فرمایا تھا کہ میں تمہاری سواری کا انتظام نہیں کر سکوں گا' شاید نبی کریم ﷺ کو یاد نہ رہا ہو الیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری سواری کا انتظام واقعی نہیں کیا' وہ اللہ تعالیٰ ہیں جنہوں نے تمہیں سواریاں دی ہیں' خدا کا قسم تم اس پر یقین رکھو کہ انشاء اللہ جب بھی میں کوئی قسم کھاؤں گا اور پھر مجھ پر بات واضح ہو جائے گی کہ بہتر اور مناسب طرز عمل اس کے سوا میں ہے تو میں وہی کروں گا جس میں اچھائی ہو گی اور کفارہ قسم دے دوں گا۔

(فوائد الحدیث)

☆یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں 12 مقامات پر ذکر کیا ہے۔

☆اس واقعہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا «أَيْنَ النَّفَرُ الأَشْعَرِيُّونَ؟»

(112) «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلاَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاسْتَدَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى

ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ المَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ المَوْتُ، فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»، فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي، ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»، فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي، ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟»، فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ القِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنِّي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لاَهَا اللَّهِ، إِذًا لاَ يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللَّهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِيكَ سَلَبَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَدَقَ»، فَأَعْطَاهُ، فَبِعْتُ الدِّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ[1]

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حنین والے سال (8ھ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف نکلے' جب ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو مسلمانوں کی (شروع میں) ناکامی ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان پر غالب آگیا ہے تو میں گھوما اور اس کی گردن کی رگ پر تلوار ماری تو وہ میری طرف متوجہ ہوگیا اور مجھے اس زور سے دبایا کہ مجھے موت کی بو محسوس ہونے لگی' پھر وہ مر گیا اور

[1]: [صحيح البخاری، كتاب فرض الخمس[57] بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الإِمَامِ فِيهِ[18] حديث:3142]

مجھے بھی چھوڑ دیا' اس کے بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملا (اور ان سے پوچھا کہ) لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہی فیصلہ خداوندی تھا (جو پورا ہوا)۔ اس کے بعد مسلمان دوبارہ پلٹے (اور فتح حاصل کی) پھر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اعلان کیا کہ «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ» (یہ اعلان سن کر) میں کھڑا ہوا اور کہا کہ میرے لئے کون گواہی دے گا؟ پھر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے پھر اعلان کیا تو میں پھر کھڑا ہوا تیسری مرتبہ آپ نے اعلان کیا تو ایک آدمی بول اٹھا یارسول اللہ! سچ کہہ رہے ہیں اور ان کا سلب میرے پاس ہے' لیکن آپ ان کو میرے حق میں راضی کروائیں (کہ اسے میرے پاس ہی رہنے دیں)۔

(اس آدمی کی یہ بات سن کر) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' نہیں خدا کی قسم! اللہ کے شیروں میں ایک شیر جو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے قتال کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ ہرگز یہ نہیں چاہیں گے کہ اس کا سلب (سامان) آپ کو دے دیں۔ رسول اکرم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور سلب ابو قتادہ کو دے دیا۔

(فوائد الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ نے جب فرمایا «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ» تو ابو قتادہ کھڑا ہوئے کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا تھا' کسی نے گواہی نہیں دی پھر نبی کریم ﷺ اعلان فرمایا' تو ابو قتادہ پھر کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ پھر گواہ نہ ملا اور نبی کریم ﷺ تیسری مرتبہ ارشاد دہرایا' جب تیسری مرتبہ ابو قتادہ اٹھا تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ

کس چیز کے متعلق کہہ رہے ہو؟ اگر نبی کریم ﷺ غیب دان ہوتے تو حقیقت حال سے باخبر ہوتے۔

(113) ولد کی مشابہت اور اس کی تذکیر وتانیث کا سبب

انَّ ثوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي»، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ؟» قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، فَنَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مَعَهُ، فَقَالَ: «سَلْ» فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ» قَالَ: فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً؟ قَالَ: «فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ» قَالَ الْيَهُودِيُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: «زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ»، قَالَ: فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا؟ قَالَ: «يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا» قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: «مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ. قَالَ: «يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ؟» قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ. قَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ؟ قَالَ: «مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ، وَمَاءُ

الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا، فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ، أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللهِ، وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ، آنَثَا بِإِذْنِ اللهِ». قَالَ الْيَهُودِيُّ: لَقَدْ صَدَقْتَ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ، وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى أَتَانِيَ اللهُ بِهِا»[1]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ یہود کے علماء میں سے ایک عالم آیا اور کہا کہ السلام علیک یا محمد! میں نے اسے ایک اتنی زور سے دھکا دیا کہ قریب تھا کہ وہ چاروں شانے چت ہوتا۔ اس نے کہا تو نے مجھے کیوں دھکّا دیا؟ میں نے کہا تو یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں کہتا؟ (اور آپ کا نام لیتا ہے جو سوء ادب ہے)۔ اس یہودی نے کہا کہ ہم انہیں ان کے اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام محمد (ﷺ) ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا تھا۔

اس یہودی نے کہا میں آپ کے پاس کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اگر کچھ بتلاؤں تو فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سنوں گا (یعنی ہمہ تن گوش ہو کر سنوں گا اور ممکن ہے مجھے کچھ فائدہ ہی ہو جائے) نبی کریم ﷺ نے ایک لکڑی سے زمین کریدی اور فرمایا کہ پوچھ!۔

---

[1]: [صحیح مسلم .کتاب الحیض [3] بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ. وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَائِهِمَا [8] حدیث:716

یہودی نے کہا کہ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان دوسرے آسمانوں سے بدل دیئے جائیں گے اس روز سارے لوگ کہاں ہوں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس روز سارے انسان اندھیرے میں پل صراط کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اس نے کہا کہ کون لوگ سب سے پہلے اس پل کو عبور کریں گے؟ آپ نے فرمایا فقراء مہاجرین (وہ صحابہ جنہوں نے دین کی خاطر ہجرت کی اور اپنا سب کچھ لٹا کر غریب و مفلس ہو گئے) یہودی نے کہا کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے لئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: مچھلی کے کلیجہ کا ٹکڑا۔ اس نے کہا کہ اس کے بعد ان کا ناشتہ کیا ہو گا؟ فرمایا ان کے واسطے جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرتا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ کھانے کے بعد ان کا مشروب کیا ہو گا؟ فرمایا: جنت میں ایک ایسے چشمے کا پانی ان کا مشروب ہو گا جسے "سلسبیل" کہتے ہیں۔ اس نے کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ بعد ازیں اس نے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جسے روئے زمین پر سوائے نبی کے یا ایک دو اور آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: اگر میں تجھے وہ بات بتلاؤں تو کیا تجھے فائدہ دے گی؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔ میں آپ سے لڑکے (اولاد) کے بارے میں سوال کرنے آیا ہوں (کہ یہ لڑکا یا لڑکی کیسے پیدا ہوتے ہیں؟) آپ نے فرمایا: مرد کا پانی (منی) سفید اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے۔ جب دونوں جمع ہو جائیں تو اگر مرد کی منی، عورت کی منی پر غالب ہو جائے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اللہ کے حکم سے۔ اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب ہو جائے تو اللہ عزوجل کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ یہودی نے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ اور بے شک آپ نبی ہیں۔ پھر وہ مڑا اور چلا

گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ جو باتیں اس نے مجھ سے پوچھیں تو مجھے ان کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔اللہ نے اسی وقت ان کا علم مجھے عطا کر دیا۔

(فوائد الحدیث)

☆نبی کریم ﷺ کو یا محمد سے پکارنا صحیح نہیں۔

☆اہل جنت کی مہمانی مچھلی کی کلیجی سے کیا جائے گا'اور قرآن کریم کی آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ خود میزبان ہوگا﴿نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ﴾[1] باباچلاسی فرماتے ہیں

قصور وحور وغلمان رنگ رنگ است
تجلی ہاے جانان رنگ رنگ است
خدا خود میزبان ماست این جا
غذا خوان مہمان رنگ رنگ است
نہ چشمے این نعم گاہے بدیداست
نہ گوشے از کسے وقتے شنیداست
نیامد این ہمہ در عقل شخصے
کہ از عقل بنی آدم بعید است[2]

☆ صحیح البخاری میں ہیں: وَأَمَّا الوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ المَرْأَةِ نَزَعَ

---

[1]: سورة حم السجده 32:41

[2]: کلیات چلاسی، متاع مومن،: 309

الوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ المَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الوَلَدَ»[1]

یعنی "جب مرد کی منی عورت کی منی سے سابق ہوتی ہے تو وہ بچہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی سے سبقت کر جائے تو عورت بچہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے"۔

صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ، أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ، وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ»[2]

یعنی "جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجائے تو بچہ اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آتی ہے تو اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا"۔حاصل یہ ہوا کہ "سبق" سبب مشابہت ہے اور "علو" سبب تذکیر وتانیث۔اس طرح تمام احادیث کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔

☆ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے ان کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اللہ نے اسی وقت ان کا علم مجھے عطا کر دیا۔

(114) ابو بکرؓ کا غار ثور کا واقعہ

عَنْ عمر ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى وَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انتهينا إِلَيْهِ قَالَ: وَاللَّهِ لَا

1: [صحیح البخاری ،کتاب مناقب الانصار[63]باب بلا ترجمہ[51] حدیث:3938]

2: صحیح مسلم ،کتاب الحیض[3] بَابُ وُجُوبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا [7] حدیث:715]

تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إزاره وسدها بِهِ وَبَقِي مِنْهَا اثْنَان فالقمها رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ رَأسه فِي حجره وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحر وَلم يَتَحَرَّك مَخَافَة أَن ينتبه رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟» قَالَ: لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ[1]

سیدنا عمرؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ان کے سامنے سیدنا ابو بکرؓ کا ذکر چھڑ گیا وہ (ان کی پاکیزہ بلند قدر زندگی کو یاد کر کے) رونے لگے اور پھر بولے: مجھ کو آرزو ہے کہ کاش میری پوری زندگی کے اعمال (قدر و قیمت کے اعتبار سے) ابو بکرؓ کے صرف اس ایک دن کے عمل کے برابر ہو جاتے جو (نبی کریم ﷺ کے زمانہ حیات کے) دنوں میں سے ایک دن تھا یا ان کی اس ایک رات کے عمل کے برابر ہو جاتے جو (نبی کریم ﷺ کے زمانہ حیات کی) راتوں میں سے ایک رات تھی یہ ان کی اس رات کا ذکر ہے جس میں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر ہجرت پر روانہ ہوئے اور غار ثور ان کی پہلی منزل بنی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ اس غار پر پہنچے اور نبی کریم ﷺ نے غار میں داخل ہونا چاہا تو ابو بکر نے کہا خدا کے واسطے آپ اس غار میں ابھی داخل نہ ہوں، پہلے میں اندر جاتا ہوں، تاکہ اگر اس میں کوئی موذی چیز ہو، اور وہ ضرر پہنچائے تو مجھ کو ضرر پہنچائے نہ کہ آپ کو اور یہ کہہ کر ابو بکرؓ غار میں داخل ہو گئے

---

[1]: [مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب [28] بَاب مَنَاقِبِ أَبِي بكر [3] حدیث: 5980]

اوراس کو جھاڑ جھٹک کر صاف کیا۔ انہوں نے غار کے ایک کونے میں کئی سوراخ بھی دیکھے تھے ان میں سے بیشتر سوراخوں کو انہوں نے اپنے تہبند سے چیتھڑے پھاڑ کر بند کردیا اور جو سوراخ باقی رہ گئے تھے ان کو بند کرنے کے لئے ابو بکر نے اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں لگا کر بند کیا' پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اب اندر تشریف لے آیئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ غار میں داخل ہوئے' اور اپنا سر مبارک ابو بکر کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران ایک سوراخ کے اندر سانپ نے ابو بکر کے پاؤں کو ڈس لیا لیکن وہ اسی طرح بیٹھے رہے اور اس ڈر سے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ جاگ نہ جائیں۔ آخرکار شدت تکلیف سے ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے اور نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر گرے (جس سے آپ کی آنکھ کھل گئی) آپ نے ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو پوچھا: ابو بکرؓ! یہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہے نبی کریم ﷺ نے اپنا مبارک لعاب دہن ان کے پاؤں پر ٹپکا دیا اور تکلیف کی جو کیفیت ان کو محسوس ہو رہی تھی وہ فوراً جاتی رہی۔

(فوائد الحدیث)

☆ابو بکرؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت۔

☆ابو بکرؓ کے آنسو جب نبی کریم ﷺ کے چہرے پر گرے تو نبی کریم ﷺ پوچھنے لگے «مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟» سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں۔[1]

---

[1]: یہ روایت اشد ضعیف ہے، (نوٹ) یہ پورا واقعہ امام بیہقیؒ نے اس سند کے ساتھ ذکر کیا ہے "وأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سلمان التجار الْفَقِيهُ إِمْلَاءً. قَالَ: قُرِئَ عَلَى يَحْيَى بْنِجَعْفَرٍ وَأَنَا أَسْمَعُ. قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الرَّاسِبِيُّ،

(قرآنی آیات)

(1) ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ﴾[1]

ترجمہ: جانتا ہے جو کچھ خلقت کے روبرو ہے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے۔

(2) ﴿أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴾[2]

ترجمہ: کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے ہیں۔ اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

(3) ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ﴾[3]

قَالَ: حَدَّثَنِي فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ الْعَنَزِيِّ، عن عمر ابن الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ" [دلائل النبوة 'باب خروج النبی 2 :477]

☆ اس سند میں ایک راوی" عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الرَّاسِبِيُّ " ہے اس کے بارے میں سخت کلام کیا گیا ہے مثلاً "امام مالکؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں" أتى بخبر باطل طويل، وهو المتهم به. وأتى عن فرات بن السائب، عن ميمون بن مهران، عن ضبة بن محصن، عن أبي موسى بقصة الغار.[ميزان الاعتدال في نقد الرجال.2:545.ترجمه :4804]

☆اس سند میں دوسرا راوی" فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ" اس کے بارے میں امام یحیٰؒ فرماتے ہیں" فرات بن السائب ليس حديثه بشيء، وهو جزري". اور اس کے بارے میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں" فرات بن السائب أبو سليمان عن ميمون بن مهران منكر الحديث". اور اس کے بارے میں سعدیؒ فرماتے ہیں "فرات بن السائب أبو المعلى الجزري ضعيف الحديث". [الكامل في ضعفاء الرجال.6:446.ترجمه: 1577]

اور اس کے بارے میں ابن معینؒ فرماتے ہیں: "ليس بشئ". اور امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں: "متروك"[ميزان الاعتدال في نقد الرجال.3:341.ترجمه:6689]

[1]: سورۃ البقرہ2:255

[2]: سورۃ البقرہ2:77

[3]: سورۃ البقرہ2:235

ترجمہ: جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو۔

4 ﴿أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[1]

ترجمہ: بے شک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

5 ﴿يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾[2]

ترجمہ: اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو۔

6 ﴿وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ﴾[3]

ترجمہ: اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں' جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

7 ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ﴾[4]

---

[1]: سورۃ المائدہ 97:5

[2]: سورۃ المائدہ 99:5

[3]: سورۃ الانعام 3:6

[4]: سورۃ الانعام 50:6

ترجمہ: فرمادیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے۔فرمادیجئے کہ کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا سو کیا تم غور نہیں کرتے۔

8 ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾[1]

ترجمہ: اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ انکو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے۔اور نہیں گرتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اسکو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔

9 ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾[2]

ترجمہ: جاننے والا چھپی اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا۔

10 ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾[3]

ترجمہ: کیا وہ نہیں جان چکے کہ اللہ جانتا ہے ان کا بھید اور ان کا مشورہ اور یہ کہ

---

[1]: سورۃ الانعام 59:6

[2]: سورۃ الانعام 73:6

[3]: سورۃ التوبہ 78:9

اللہ خوب جانتا ہے سب چھپی باتوں کو۔

(11) ﴿وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [1]

ترجمہ: اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اسکے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے۔ پھر وہ جتا دیگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے۔

(12) ﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ [2]

ترجمہ: تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانے۔

(13) ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ [3]

ترجمہ: سنتا ہے وہ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات۔

(14) ﴿ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴾ [4]

---

[1]: سورۃالتوبہ105:9

[2]: سورۃیونس20:10

[3]: سورۃھود5:11

[4]: سورۃھود31:11

ترجمہ: تو کہہ! میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ کہونگا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں کہ نہ دیگا ان کو اللہ بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ انکے جی میں ہے یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں۔

(15) ﴿ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ٭ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ﴾(1)

ترجمہ: اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں۔ اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر۔

(16) ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴾ (2)

ترجمہ: اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔

(17) ﴿وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ﴾(3)

ترجمہ: اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی۔

(18) ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾(4)

---

[1]: سورۃ الرعد 9:13

[2]: سورۃ النحل 19:16

[3]: سورۃ طٰہ 7:20

[4]: سورۃ طٰہ 110:20

ترجمہ: وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اسکو دریافت کر۔

19 ﴿قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾(1)

ترجمہ: اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ ہے سننے والا جاننے والا۔

20 ﴿إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ﴾(2)

ترجمہ: وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو۔ اور جانتا ہے جو تم چھپائے ہو۔

21 ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾(3)

ترجمہ: کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں یہ اللہ پر آسان ہے۔

22 ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ﴾(4)

ترجمہ: جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی۔

1: سورۃ الانبیاء 21:4

2: سورۃ الانبیاء 21:110

3: سورۃ الحج 22:70

4: سورۃ الحج 22:76

23 ﴿عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾[1]

ترجمہ: جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے۔ اس سے جسکو یہ شریک بتلاتے ہیں۔

24 ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴾[2]

ترجمہ: تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے۔

25 ﴿ذَلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ [3]

ترجمہ: یہ ہے جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست رحم والا۔

26 ﴿قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾[4]

ترجمہ: تو کہہ اسکو اتارا ہے اس نے جو جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

27 ﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴾[5]

ترجمہ: اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپاتے ہیں ان کے سینے میں اور جو کچھ کہ ظاہر.

---

[1]: سورۃالمومنون92:23

[2]: سورۃالنمل65:27

[3]: سورۃالسجدہ6:32

[4]: سورۃالفرقان6:25

[5]: سورۃالقصص69:28

میں کرتے ہیں۔

28 ﴿قُلْ كَفَى بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾[1]

ترجمہ: تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں۔

29 ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ﴾ [2]

ترجمہ: جانتا ہے جو کچھ کہ اندر گھستا ہے زمین کے اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے ولا۔

30 ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴾[3]

ترجمہ: اور کہنے لگے منکر نہ آئیگی ہم پر قیامت تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئیگی تم پر اس عالم الغیب کی غائب نہیں ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں۔

---

[1]: سورۃالعنکبوت52:29

[2]: سورۃسبا2:34

[3]: سورۃسبا3:34

31 ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾[1]

ترجمہ: وہ جانتا ہے۔ چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں۔

32 ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴾[2]

ترجمہ: وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا۔

33 ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴾[3]

ترجمہ: اور جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا۔

34 ﴿قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ مَا فِي يَعْلَمُ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [4]

ترجمہ: تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

35 ﴿ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴾[5]

اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا۔

36 ﴿وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾[1]

---

[1]: سورۃ المومن 19:40

[2]: سورۃ الحشر 22:59

[3]: سورۃ محمد 26:47

[4]: سورۃ الحجرات 16:49

[5]: سورۃ یسن 81:36

وہ ہر چیز کو بنانے والا ہے۔

37 ﴿ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾[2]

ترجمہ: اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔

38 ﴿وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾[3]

ترجمہ: اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی برائی نہیں پہنچتی۔

39 ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾[4]

ترجمہ: جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے۔

40 ﴿ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾[5]

---

[1]: سورۃ یسن 79:36

[2]: سورۃ الحجرات 18:49

[3]: سورۃ الاعراف 188:7

[4]: سورۃ الحدید 4:57

[5]: [illegible]:62

ترجمہ: پھر تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس پھر جتلادے گا تم کو جو تم کرتے تھے۔

(41) ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾[1]

ترجمہ: جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا۔

(42) ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[2]

ترجمہ: تو نے دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا انہیں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا چھٹا اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا انکی ساتھ جہاں کہیں ہوں پھر جتلادیگا انکو جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کی دن بے شک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز۔

(43) ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾[3]

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے

---

[1]: سورۃ التغابن 18:64

[2]: سورۃ المجادلہ 7:58

[3]: سورۃ لقمان 34:31

جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔

44 ﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (1)

ترجمہ: اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا۔ کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان لیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشن اس سے راہ سمجھا دیتی ہیں جس کو چاہیں اپنے بندوں میں اور بے شک تو بجھاتا ہے سیدھی راہ۔

45 ﴿قال الم أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ﴾(2)

ترجمہ: کہا میں نے نہ کہا تھا تم کو مجھ کو معلوم ہیں پردے آسمان اور زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور جو تم چھپاتے ہو۔

46 ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾(3)

ترجمہ: وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔

47 ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ

---

[1]: سورۃ الشوری 52:42

[2]: سورۃ البقرۃ 33:2

[3]: سورۃ الانعام 73:6

وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ﴾[1]

ترجمہ: ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے بھیجنے کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس ہمارے بیان کرنے کے قبل آپ اس سے محض بے خبر تھے۔

48 ﴿إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ [2]

ترجمہ: بے شک اللہ ہی جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا بے شک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا۔

49 ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾[3]

ترجمہ: اور اللہ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

50 ﴿إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى﴾[4]

ترجمہ: وہ ہر ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے۔

51 ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ [5]

ترجمہ: تمہارے رب کے لشکروں (یعنی فرشتوں کی تعداد) کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا۔

---

[1]: سورۃ یوسف 3:12

[2]: سورۃ فاطر 38:35

[3]: سورۃ البقرہ 232:2

[4]: سورۃ الاعلی 7:87

[5]: سورۃ المدثر 31:74

52 ﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾[1]

ترجمہ: کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین اور پورا باخبر ہے۔

53 ﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾[2]

ترجمہ: اور وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو اور اللہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

54 ﴿وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ﴾[3]

ترجمہ: اور ہم ہر چیز کا جاننے والے ہیں

55 ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا﴾[4]

ترجمہ: اور خدا کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں اور اللہ یہی کیا سب کچھ جاننے والا ہے باد بار ہے۔

56 ﴿ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ﴾[5]

تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گزری ہیں کے پاس ہے چھپے بھید آسمان اور زمین کے کیا عجیب دیکھتا ہے اور سنتا ہے

---

[1]: سورۃ الملک 14:67

[2]: سورۃ التغابن 4:64

[3]: سورۃ الانبیاء 81:21

[4]: سورۃ الاحزاب 51:33

[5]: سورۃ الکہف 26:18

تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا

57 ﴿ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴾(1)

ٹھیک بات ہے کہ اللہ جانتا جو کچھ چھپائے ہے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہے

58 ﴿ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴾(2)

اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو

59 ﴿ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴾(3)

تو کہہ کہ میں کچھ نیا رسول ﷺ نہ ہوآیا اور مجھ سے کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہو جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو نہیں ہے ڈر سنا دینا کھول کر

60 ﴿ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا ﴾(4)

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور ہر چیز اللہ کے قابو میں ہے

61 ﴿ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾(5)

اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز

1: سورۃ النخل 33:16

2: سورۃ النور 29:24

3: سورۃ الاحقاف 9:46

4: سورۃ النساء 126:4

5: (طلاق 12)

62 ﴿ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ﴾[1]

اللہ بخشے کیوں رخصت دیدی تو نے انکو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ لینے والا اور جان لیتا تو جھوٹوں کو

63 ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾[2]

اللہ پر چھپی نہیں ہے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

64 ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾[3]

جس دن اللہ جمع کریگا سب پیغمبروں کو پھر کہیگا تم کو کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا

65 ﴿وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ﴾[4]

ترجمہ: اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر کوئی اسکے رب سے سو تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتے ہیں سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

66 ﴿ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ

---

[1]: سورۃ التوبہ 23:9

[2]: سورۃ العمران 5:3

[3]: سورۃ المائدہ 109:5

[4]: سورۃ یونس 20:10

نَعْلَمُهُمْ﴾[1]

ترجمہ: اور بعض لوگ مدینہ والے اکڑ رہے ہیں نفاق پر توان کو نہیں جانتا۔

67 ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾[2]

ترجمہ: تو نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر

68 ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾[3]

ترجمہ: اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو شعر کہنا اور یہ اسکے لائق نہیں۔

69 ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾[4]

ترجمہ: اور بھیجے رسول ایسے کہ جن کے احوال ہم نے سنائے تجھ کو اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کے احوال نہیں سنائے تجھ کو۔

70 ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ [5]

ترجمہ: اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز زمین میں نہ آسمان میں

[1]: سورة التوبه9:101

[2]: سورة المدثر74:31

[3]: سورة يس36:69

[4]: سورة النساء4:164

[5]: سورة ابراہیم14:38

71 ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴾[1]

ترجمہ: کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ کو ان کے دل کا راز اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتے ہیں

72 ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا * فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا *إِلَى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ﴾[2]

ترجمہ: تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ کب ہوگا قیام، تجھ کو کیا کام اس کہ ذکر سے تیری رب کی طرف ہے پہنچ اسکی (یعنی اسکا وقت ٹھیک متعین کرکے بتلانا آپ کا کام نہیں)

73 ﴿ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ﴾[3]

کیا اللہ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں۔

74 ﴿ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ [4]

اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے۔

75 ﴿ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ﴾ [1]

---

[1]: سورۃالتوبہ78:9

[2]: سورۃالنزعات44:79

[3]: سورۃالعنکبوت10:29

[4]: سورۃالتوبہ105:9

اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

76 ﴿ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴾ (2)

اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔

77 ﴿ اَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴾ (3)

یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔

78 ﴿ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (4)

اور اللہ ہی کے پاس بھید آسمانوں اور زمین کے۔

79 ﴿ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ ﴾ (5)

اور اللہ خوب جانتے ہے جو اتارتا ہے۔

80 ﴿ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (6)

اور تیرا رب خوب جانتا ہے انکو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں۔

81 ﴿ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ ﴾ (7)

ہم خوب جانتے ہیں جس واسطے وہ سنتے ہیں۔

---

[1]: سورۃ یوسف 77:12

[2]: سورۃ النحل 19:16

[3]: سورۃ النحل 23:16

[4]: سورۃ النحل 77:16

[5]: سورۃ النحل 101:16

[6]: سورۃ بنی اسرائیل 55:17

[7]: سورۃ بنی اسرائیل 47:17

82 ﴿ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ﴾ [1]

ان کا رب خوب جانتا ہے انکا حال۔

83 ﴿ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ [2]

کہہ دو اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گزری اسی کے پاس ہیں چھپے بھید آسمانوں اور زمین کے۔

84 ﴿ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴾ [3]

اور جو کچھ خرچ کرو گے کام کی چیز وہ بے شک اللہ کو معلوم ہے۔

85 ﴿ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ [4]

اور اللہ تم کو سکھلاتا ہے اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

86 ﴿ قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ﴾ [5]

تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اسکو اللہ اور اسکو معلوم ہے جو کچھ آسمانوں میں۔۔۔۔۔

87 ﴿ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ [6]

1: سورۃ الکہف 21:18

2: سورۃ الکہف 26:18

3: سورۃ البقرہ 273:2

4: سورۃ البقرہ 282:2

5: سورۃ العمران 29:3

6: سورۃ العمران 35:3

بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا جاننے والا۔

88 ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ [1]

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

89 ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴾ [2]

اللہ کو خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں۔

90 ﴿ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴾ [3]

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں۔

91 ﴿ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ﴾ [4]

اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو۔

92 ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴾ [5]

نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اس میں کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

---

[1]: سورۃ العمران 66:3

[2]: سورۃ العمران 119:3

[3]: سورۃ العمران 167:3

[4]: سورۃ النساء 45:4

[5]: سورۃ النور 29:24

93 ﴿ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ (1)

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے۔

94 ﴿ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ (2)

سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پھیرے جائیں گے اسکی طرف تو بتائے گا انکو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

95 ﴿ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴾ (3)

اور تجھ کو تو قرآن پہنچتا ہے ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے۔

96 ﴿ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴾ (4)

اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے انکے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں۔

97 ﴿ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴾ (5)

اللہ بخشے تجھ کو، کیوں رخصت دیدی تو نے انکو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے تجھ پر

---

[1]: سورۃ النور 35:24

[2]: سورۃ النور 64:24

[3]: سورۃ النمل 6:27

[4]: سورۃ النمل 74:27

[5]: سورۃ التوبہ 43:9

سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو۔

(98) ﴿ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴾ [1]

جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اسکے گرد ہیں پاکی بولتے اپنے اسکی خوبیاں اور اسپر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر انکو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا انکو آگ کے عذاب سے آئے۔

(99) ﴿ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [2]

پھر تم لوٹائے جاؤ گے طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی سو وہ بتائیگا تم کو جو تم کر رہے تھے۔

تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

(100) ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ﴾ [3]

اور اگر تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں گے بنائے اس زبردست خبردار نے۔

---

[1]: سورۃ المومن 40:7

[2]: سورۃ التوبہ 9: 94

[3]: سورۃ الزخرف 43:9

(زین الفتاوی علی ان علم الغیب کلہ للہ تعالی)

(فتاوی مشائخ عرب و عجم)

(1) محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483هـ) فرماتے ہیں "وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى"[1]

اور نہیں جانتا علم غیب مگر اللہ تعالی۔

(2) زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ)فرماتے ہیں "وَفِي الْخَانِيَّةِ وَالْخُلَاصَةِ لَوْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ لَا يَنْعَقِدُ وَيَكْفُرُ لِاعْتِقَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ يَعْلَمُ الْغَيْبَ"[2]

فتاوی خانیہ اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گواہی پر شادی کی تو یہ شادی منعقد نہ ہو گی۔ اور نبی کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے سے کافر ہو گا۔

(3) عبد الرحمن بن محمد بن سليمان فرماتے ہیں "شَرطَ أَيْضًا (حُضُورُ) شَاهِدَيْنِ فَلَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِشَهَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ وَعَنْ قَاسِمِ الصَّفَّارِ وَهُوَ كُفْرٌ مَحْضٌ؛ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – عَلَيْهِ السَّلَامُ – يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهَذَا كُفْرٌ" [3]

---

[1]: المبسوط ،کتاب ادب القاضی 63:17

[2]: البحر الرائق ،کتاب نکاح 94:3

[3]: مجمع الانہر ،شُرُوط صِحَّةِ النِّكَاحِ 320:1

دو گواہوں کا موجود ہونا بھی شرط کیا گیا ہے پس اگر کسی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گواہی پر کسی عورت سے شادی کرلی تو نکاح جائز نہیں ہے قاسم الصَّفَّار سے روایت ہے کہ یہ کفر محض ہے۔ کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کو جانتے ہیں اور یہ کفر ہے۔

(4) عبد الرحمن بن محمد بن سليمان (المتوفى: 1078هـ) فرماتے ہیں "قَالَتْ امْرَأَةٌ لِزَوْجِهَا " توسر خداي دَانِي " فَقَالَ نَعَمْ يَكْفُرُ لِأَنَّ الْغَيْبَ وَالسِّرَّ وَاحِدٌ "[1]

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا" تو سر خدائی دانی"؟ (تو خدا کے راز جانتا ہے) پس کہا ہاں اس نے کفر کیا کیونکہ غیب اور سر ایک ہی چیز ہے۔

(5) ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) فرماتے ہیں" مَطْلَبٌ فِي دَعْوَى عِلْمِ الْغَيْبِ قُلْتُ: وَحَاصِلُهُ أَنَّ دَعْوَى عِلْمِ الْغَيْبِ مُعَارِضَةٌ لِنَصِّ الْقُرْآنِ فَيَكْفُرُ بِهَا"[2]

یہ مطلب ہے علم غیب کے دعوی کے بیان میں 'میں کہتا ہوں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ علم غیب کا دعوی کرنا نص قرآنی کے مخالف ہے اس کی وجہ سے کافر ہوگا۔

(6) عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743 هـ) فرماتے ہیں "وَاَللَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمُنْفَرِدُ بِعِلْمِ الْغَيْبِ وَيَعْلَمُ

1: مجمع الانہر، أَلْفَاظُ الْكُفْرِ أَنْوَاعٌ 1:691

2: رد المحتار علی الدر المختار 4:243

مَا فِي الْأَرْحَامِ"(1)

اور اللہ غیب کے جاننے میں منفرد ہے اور جو کچھ رحم مادر میں ہے اسکو جانتا ہے

(7) منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى. (المتوفى: 1051هـ) فرماتے ہیں "لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إلَّا اللَّهُ".(2)

اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا۔

(8) محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ) فرماتے ہیں "لأن النبيَّ صلّى الله عليه وسلّم لا يعلم الغيب"(3)

کیونکہ نبی کریم ﷺ غیب کو نہیں جانتے۔

(9) صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان فرماتے ہیں "وأنواع الردة كثيرة؛ مثل من ادعى علم الغيب،"(4)

مرتد ہونے کی بہت سے اقسام ہیں جیسا کہ کوئی علم غیب کا دعوی کرلے۔

(10) محمد بن محمد المختار الشنقيطي فرماتے ہیں "وذلك لعلم الغيب الذي لا يعلمه إلا الله سبحانه وتعالى"(5)

1: تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ. بَابُ الِاسْتِيلَادِ 3:105

2: كشاف القناع عن متن الإقناع. فَصْلٌ الثَّانِي مَا يَشْتَرِكُ فِيهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ 5:111

3: الشرح الممتع على زاد المستقنع 3:199

4: الملخص الفقهي. باب في أحكام الردة

5: شرح زاد المستقنع. حكم تصرف من أصيب بالجروح وحوادث السير 14:411

اور یہ مسئلہ علم غیب میں سے ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

(11) محمد بن محمد المختار الشنقيطي فرماتے ہیں "حتی الأنبياء والرسل لا يعلمون الغيب" (1)

یہاں تک کہ انبیاء اور رسول بھی غیب کو نہیں جانتے۔

(12) محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى : 1421ھ) فرماتے ہیں "أن الرسول عليه الصلاة والسلام نفسه لا يعلم الغيب"، (2)

رسول اللہ ﷺ خود بھی علم غیب کو نہیں جانتے۔

(13) عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن جبرين فرماتے ہیں "النبي صلى الله عليه وسلم بشر لا يعلم الغيب"، (3)

نبی ﷺ بشر ہیں جو غیب کو نہیں جانتے۔

(14) وقد أخبر النبي صلى الله عليه وسلم عن نفسه بأنه لا يعلم الغيب، (4)

نبی کریم ﷺ نے اپنے متعلق خبر دی ہے کہ وہ غیب کو نہیں جانتے۔

(15) محمد بن إبراهيم بن عبد الله التويجري فرماتے ہیں "والطواغيت

---

[1]: شرح زاد المستقنع. بيان معنى تأدية الله للدين عن بعض عباده 267:9

[2]: لقاء الباب المفتوح. تفسير قوله تعالى: (أم عندهم الغيب فهم يكتبون

[3]: شرح عمدة الأحكام. سبب نزول آيات اللعان

[4]: (ایضا)

كثيرون ورؤوسهم خمسة: إبليس (أعاذنا الله منه)، ومن عُبد وهو راض، ومن دعا الناس إلى عبادة نفسه، ومن ادعى شيئاً من علم الغيب، ومن حَكَم بغير ما أنزل الله".[1]

طاغوت زیادہ ہیں جن کے اصل پانچ ہیں(1) ابلیس(اللہ ہم کو اس سے بچائے)'(2) جس کی عبادت کی جائے اور وہ راضی ہو'(3) جو کسی کو اپنی عبادت کی طرف بلائے'(4) جو کوئی علم غیب میں سے کسی چیز کا دعوی کرے'(5) جو کوئی اللہ کی نازل کردہ وحی کے بغیر فیصلہ کرے۔

(16) والسحر شرك؛ لما فيه من التعلق بغير الله من الشياطين، ولما فيه من ادعاء علم الغيب.[2]

سحر شرک ہے کیونکہ اس میں اللہ کے بغیر شیاطین کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور اس میں علم غیب کا دعوی کیا جاتا ہے۔

(17) مشائخ امارت اسلامیہ الکویت فرماتے ہیں "أَنَّ الْغَيْبَ لاَ يَعْلَمُهُ إِلاَّ اللَّهُ، فَقَال عَزَّ مِنْ قَائِلٍ: قُل لاَ يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ الْغَيْبَ إِلاَّ اللَّهُ﴾ [3]

یہ کہ یقینا اللہ کے سوا غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کا ارشاد ہے: آپ کہہ دیجئے

---

[1]: (مختصر الفقه الإسلامي في ضوء القرآن والسنة، صفة الطاغوت1:20

[2]: (مختصر الفقه الإسلامي في ضوء القرآن والسنة، أفعال وأقوال من الشرك أو من وسائله1:32

[3]: (الموسوعة الفقهية الكويتية)

اے پیغمبر! کہ آسمانوں اور وزمین میں موجود اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

(18) " وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ، أستاذ ورئيس قسم الفقه الإسلاميّ وأصوله بجامعة دمشق كلِّيَة الشَّريعةفرماتے ہیں"ولا يصح الزواج بشهادة الله ورسوله، بل قيل: إنه يكفر؛ لأنه اعتقد أن رسول الله صلّى الله عليه وسلم عالم الغيب".[1]

اللہ اور اس کے رسول گواہ بنانے کے ساتھ شادی صحیح نہیں ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ کا رسول عالم الغیب ہے۔

(19) عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420هـ)فرماتے ہیں"لأن دعوى علم الغيب كفر. كما قال الله سبحانه: {قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾} ، وقال سبحانه: {وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ، وقال الله عز وجل لنبيه صلى الله عليه وسلم: {قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ ، فإذا كان محمد صلى الله عليه وسلم وهو أفضل الخلق، ، وسيد ولد آدم لا يعلم الغيب، فغيره من باب أولى".[2]

کیونکہ علم غیب کا دعوی کرنا کفر ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: آپ کہہ دیجئے اے پیغمبر! کہ اللہ کے سوا زمین وآسمان میں جو کوئی بھی ہے غیب کو نہیں جانتا ہے اور

---

[1]: الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ 6566:9

[2]: (فتاوى نور على الدرب. حكم مصاحبة الجان للإنس 229:1

یہ نہیں جانتے کہ کب ان کو اٹھایا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا: خاص اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کے غیب۔

اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا: آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے لیے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر وہ جو اللہ چاہے اگر میں غیب کو جانتا تو میں زیادہ خیر جمع کرتا اور مجھے نقصان نہ پہنچتا میں تو صرف یقین کرنے والی قوم کے لیے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ جب سیدنا محمد ﷺ مخلوقات میں سے افضل اور آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار غیب کو نہیں جانتے تو ان کے علاوہ کوئی اور تو بطریق اولی غیب کو نہیں جان سکتا۔

(20) محمدبن صالح بن محمدالعثیمین (المتوفی: 1421ھ) فرماتے ہیں "من اعتقد أن النبي صلى الله عليه وسلم، نور من الله وليس ببشر، وأنه يعلم الغيب فهو كافر بالله ورسوله، وهو من أعداء الله ورسوله، وليس من أولياء الله ورسوله، لأن قوله هذا تكذيب لله ورسوله، ومن كذب الله ورسوله فهو كافر، والدليل على أن قوله هذا تكذيب لله ورسوله قوله تعالى: (قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ) (الكهف: من الآية110) وقوله تعالى: (قُلْ لا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ) (النمل: من الآية65) وقوله تعالى: (قُلْ لا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ) (الأنعام: من الآية50) وقوله تعالى: (قُلْ لا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعاً وَلا ضَرّاً إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ) (لأعراف: 118) وقوله صلى الله

عليه وسلم: ((إنما أنا بشر مثلكم أنسى كما تنسون فإذا نسيت فذكروني")) : [(1)]

جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام اللہ کا نور ہے اور بشر نہیں ہیں اور یہ کہ وہ غیب جانتے ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا کافر ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں میں سے ہے اور اللہ اور اس کے رسول اولیاء کے میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ قول اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلاتا ہے "جو کوئی اللہ او اس کے رسول کو جھٹلائے تو وہ کافر ہے۔ اس بات پر دلیل کہ اس کا یہ قول اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرتا ہے اللہ کا یہ قول ہے: آپ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ! یقینا میں آپ لوگوں کی طرح بشر ہوں۔ اور اللہ کا یہ قول: آپ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ! کہ زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ اور اللہ کا یہ قول: آپ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ! میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کو جانتا ہوں اور نہ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف وحی کی تابعداری کرتا ہوں۔ اور اللہ کا یہ قول: آپ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ! میں اپنے لیے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر وہ جو اللہ چاہے اگر میں غیب کو جانتا تو میں اپنے لیے زیادہ خیر جمع کرتا اور مجھے نقصان نہ پہنچتا میں تو صرف یقین کرنے والی قوم کے لیے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ قول: میں تو تمہاری طرح بشر ہو میں بھی تمہاری طرح بھول کا شکار ہوتا ہوں پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو۔

---

[1]: (فتاوی أركان الإسلام 1: 101

(21) عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن جبرين فرماتے ہیں "من ادعى علم الغيب فهو كاهن أو ساحر أو طاغوت، فإن الغيب لا يعلمه إلا الله، لقوله تعالى: وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو" (الأنعام:59) [1]

جس نے غیب کا دعوی کیا وہ کاہن یا ساحر یا طاغوت ہے کیونکہ اللہ کے ماسوا کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا۔

(22) علماء عرب فرماتے ہیں"ادعاء علم الغيب كفر، قال تعالى: {قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ"}[2]

علم غیب کا دعوی کرنا کفر ہے۔اللہ کا ارشاد ہے: آپ کہہ دیجئے اے پیغمبر اللہ کے سوا زمین وآسمان میں کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا۔

(23) علماء عرب فرماتے ہیں"من كان يسأل الكهان العرافين ويصدقهم في دعواهم علم الغيب فهو كافر؛ لأنه مكذب للقرآن في قوله تعالى: {قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ} وثبت عن النبي – صلى الله عليه وسلم – أنه قال: «من أتى عرافا فصدقه بما يقول فقد كفر بماأنزل على محمد» أخرجه الإمام أحمد وأهل السنن بإسناد صحيح".[3]

جو کوئی کاہنوں سے پوچھے اور ان کو علم غیب کے دعوی میں سچا جانے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ کے اس قول میں قرآن کریم کی تکذیب کرنے والا ہے: آپ کہہ

1: (فتاوی الشیخ ابن جبرین)

2: (فتاوى اللجنة الدائمة المجموعة الأولى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء 1:141

دیجئے اے پیغمبر اللہ کے ماسوا زمین واسمان میں کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا۔اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے: جو کوئی کاہن کے پاس آئے اور اس کے قول میں اس کو سچا جانے تو اس نے محمد پر نازل کی گئی وحی سے انکار کیا۔

(24) مشائخ عرب فرماتے ہیں"والأحاديث صحيحة كثيرة وردت في الباب تدل على أن النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم الغيب، مع أنه أفضل الخلق وسيد الرسل، فغيره من باب أولى"(1)

نبی کریم ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر کثیر تعداد میں صحیح احادیث وارد ہیں باوجود اس کے کہ آپ مخلوقات میں سے افضل اور انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں پس آپ کے علاوہ بطریقۂ اولی کوئی عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔

(25) علماء عرب فرماتے ہیں"من مات على هذا الاعتقاد بأن يعتقد أن محمدا صلى الله عليه وسلم ليس ببشر اي ليس من بني آدم أو يعتقد أنه يعلم الغيب فهذا اعتقاد كفري يعتبر صاحبه كافرا كفرا أكبر"،(2)

جو کوئی اس عقیدہ پر مر جائے کہ نبی علیہ السلام بشر نہیں ہیں یعنی بنی آدم میں سے نہیں ہیں یا یہ عقیدہ رکھے کہ آپ غیب جانتے ہیں تو یہ کفری عقیدہ ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا بڑے کفر کے ساتھ کافر ہے۔

[1]: (: مجلة البحوث الإسلامية مجلة دورية تصدر عن الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد)

[2]: مجلة البحوث الإسلامية32:112

(26) أبو العباس شهاب الدين احمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي الشهير بالقرافي (المتوفى: 684هـ) فرماتے ہیں "وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ"[1]

اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

(27) أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي المعروف بأبي شامة (المتوفى: 665هـ) فرماتے ہیں "وَالرَّسُول صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قد أنقطع عَنهُ الْوَحْي بعد وَفَاته وَهُوَ فِي حَيَاته لَا يعلم الْغَيْب فَكيف بعد وَفَاته لقَوْل الله سُبْحَانَهُ"[2]

رسول اللہ ﷺ سے وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور آپ اپنے وقت حیات میں غیب نہیں جانتے تھے چہ جائیکہ بعد از وفات جان لیتے۔ اللہ کے قول کی وجہ سے۔

(28) ربيع بن هادي بن محمد عمير المدخلي فرماتے ہیں "قال ابن الهمام في المسايرة في العقائد وذكر الحنفية تصريحا بالتفكير باعتقاد أن النبي صلى عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضته قوله تعالى {قُلْ لا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ الْغَيْبَ إِلاَّ اللَّهُ"}[3]

ابن الھمام ؒ نے مسایرہ فی العقائد میں فرمایا ہے: احناف" نے نبی علیہ السلام کے عالم

1: الذخيرة 57:10

2: (الباعث على إنكار البدع والحوادث 117:1

3: أضواء إسلامية على بعض الأفكار الخاطئة 55:1

الغیب ہونے کے عقیدہ رکھنے والے کے کفر پر تصریح کی ہے اس لیے کہ یہ عقیدہ اللہ کے اس قول کے مخالف ہے (آپ کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ اللہ کے ماسوا زمین وآسمان میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا ہے)

(29) شحاتة محمد صقر فرماتے ہیں"«أن الاعتقاد بأن غير الله يعلم الغيب علمًا يقينيًا شاملًا كُفرٌ بما جاء في القرآن الكريم خاصًا بذلك»" [1]

شحاتة محمد صقرؒ نے ذکر کیا ہے: یہ عقیدہ رکھنا کہ "غیر اللہ علم یقینی کے ساتھ علم غیب جانتا ہے "کفر کو شامل ہے قرآن کریم کی ان آیات کی وجہ سے جو اس مسئلہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

(30) عبد الرءوف محمد عثمان فرماتے ہیں"فمن اعتقد أن الرسول صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب، وما تكنّه الصدور في حياته. أو بعد مماته فقد أشرك. إلا أن يطلع الله نبيه على بعض أمور الغيب فذلك من خصوصيات النبوة. لا أنه يعلم الغيب مطلقاً"[2]

جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ رسول اللہ غیب جانتے ہیں اور ان چیزوں کو بھی جانتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہے اپنے وقت حیات میں بھی اور بعد از وفات بھی تو اس نے شرک کیا۔ہاں بعض وہ غیبی امور جس کے بارے میں اللہ اپنے نبی کو خبردار کردے تو یہ خصوصیات نبوت میں سے ہے نہ یہ کہ آپ مطلقاً غیب کو جانتے ہیں'۔

(31) عبد العزيز بن صالح بن إبراهيم الطويان فرماتے ہیں "علم

---

[1]: جهود علماء الأزهر في بيان حقيقة دين الشيعة 1:86

[2]: محبة الرسول بين الاتباع والابتداع 1:279 .

الغيب من خصائص الله سبحانه وتعالى، فلا يعلم الغيب إلا هو؛ قال تعالى: {قُلْ لا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ الْغَيْبَ إِلاَّ اللَّهُ} وقال تعالى: {وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لا يَعْلَمُهَا إِلاَّ هُوَ}"(1)

علم غیب اللہ کی خصوصیات میں سے ہے پس اللہ کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا اللہ کا ارشاد ہے : (آپ کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ اللہ کے سوا زمین واسمان میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔اور اللہ کا ارشاد ہے : اللہ ہی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔اس کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا۔

(32) الدكتور عبد القادر بن محمد عطا صوفي فرماتے ہیں"المطلب الثالث: من أنواع الكفر الأكبر الكفر بدعوى علم الغيب أولا: تعريفه هو اعتقاد أن احدا غير الله تعالى يعلم الغيب. وهو كفر لمعارضته لقوله عز وجل: {قُلْ لا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ} [النمل: 65] ، وقوله سبحانه وتعالى: {وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ} [الأنعام: 59]" (2)

تیسرا مطلب : بڑے کفر کی انواع میں سے علم غیب کا دعوی کرنا ہے۔

پہلا : اس کی تعریف "وہ یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا غیب جانتا ہے اور یہ کفر ہے اللہ کے اس قول کے معارض ہونے کی وجہ سے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا زمین وآسمان میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا اور یہ نہیں جانتے کہ کب ان

1: جهود الشيخ محمد الأمين الشنقيطي في تقرير عقيدة السلف 1:198

2: المفيد في مهمات التوحيد 1:179

کو اٹھایا جائے گا۔اور اللہ کا ارشاد ہے: آپ کہہ دیجئے اور اللہ ہی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔اس کے علاوہ اس کوئی نہیں جانتا۔

33 عبد الله بن عبد العزيز بن حمادة الجبرين فرماتے ہیں "فمن ادَّعى أنَّ أحداً من الخلق يعلم الغيب، فقد وقع في الشرك الأكبر المخرج من الملة، لأن في ذلك ادعاء مشاركة الله تعالى في صفة من صفاته الخاصة به، "(1)

جس نے یہ دعوی کیا کہ اللہ کے سوا مخلوقات میں سے کوئی غیب جانتا ہے تو وہ شرک اکبر میں واقع ہوا جو ملت سے نکالنے والا ہے اس لئے کہ اس میں اللہ کی صفات خاصہ میں سے کسی صفت میں کسی کو شریک کرنے کا دعوی ہے۔

34 ناصر بن عبد الله بن علي القفاري فرماتے ہیں"ومن اعتقاد أهل السنّة: أنه لا يعلم الغيب إلا الله وحده، قال تعالى: (قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ) (وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ)" (2)

اہلسنت کے اعتقاد میں سے یہ ہے: کہ اللہ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔اللہ کا ارشاد ہے: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا زمین وآسمان میں سے کوئی غیب نہیں جانتا اور اللہ ہی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔اس کے علاوہ اس کو کوئی نہیں جانتا۔

34 ابو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي المكي (المتوفى:

---

[1]: تسهيل العقيدة الإسلامية 1:156

[2]: مسألة التقريب بين أهل السنة والشيعة 1:113

204ھ) فرماتے ہیں "وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّه "[1]

اور اللہ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔

35 أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676ھ)فرماتے ہیں"أَوْ قِيلَ لَهُ: تَعْلَمُ الْغَيْبَ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَهُوَ كُفْرٌ"[2]

یا اس سے کہا جائے: تو غیب کو جانتا ہے' اور اس نے کہا: ہاں تو یہ کفر ہے۔

36 لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخ فرماتے ہیں"رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، وَلَمْ يَحضر الشُّهُودُ قَالَ خداي را وَرَسُول راگواه كردم، أَوْ قَالَ: خداي راوفرشتگان راگواه كردم، كَفَرَ"[3]

ترجمہ: کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا' اور گواہ حاضر نہیں ہیں' کہا کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا ہے یا یہ کہا خدا اور فرشتوں کو میں نے گواہ کیا ہے۔کافر ہو گیا

37 أبو عبد الله شمس الدين بن محمد بن أشرف بن قيصر الأفغاني (المتوفى: 1420ھ)فرماتے ہیں "(امرأة قالت لزوجها: أتعلم سر الله تعالى؟، قال: نعم. قال الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى: يكفر الرجل؛ لأن السر، والغيب واحد؛ ومن ادعى علم الغيب كان كافرا"[4]

1: الأم 290:7

2: روضة الطالبين وعمدة المفتين 67:10

3: (الفتاوى الهندية 266:2

4: جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية 931:2

ترجمہ: کسی عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ: "تو خدا کے راز جانتا ہے" پس اس نے کہاہاں جانتا ہوں۔ شیخ الامام ابو بکر بن الفضل نے فرمایا کہ وہ شخص کافر ہو گیا۔ اس لیے کہ سرّ اور غیب دونوں ایک ہیں۔ اور جس شخص نے دعوی کیا علم غیب کا تو وہ کافر ہو گیا۔

(38) ابن عابدین، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) فرماتے ہیں "وَفِي التَّتَارْخَانِيَّةِ: يَكْفُرُ بِقَوْلِهِ أَنَا أَعلم الْمَسْرُوقَاتِ"[1]

فتاوی تتارخانیہ میں ہے کہ اس قول سے بندہ کافر ہو جاتا ہے جو کہے کہ میں چوری ہوئی چیزوں کو جانتا ہوں۔

(39) ملا علی قاری فرماتے ہیں " ذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقادات النبی ﷺ يعلم الغيب۔[2]

فقہاء احناف نے تصریح کیا ہے کہ جو نبی عالم الغیب سمجھتا ہے یہ کفر ہے۔

(40) عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد العزيز بن عبد الرحمن بن عبد الله بن سلطان بن خميس الملقب بـ"أبابطين" (المتوفى: 1282هـ) فرماتے ہیں "وانه يعلم الغيب، وهذه هي خصائص الربوبية،

[1]: رد المحتار علی الدر المختار 4:242

[2]: شرح فقہ اکبر: 185

والألوهية التي جعلتها النصارى للمسيح ابن مريم، ففيه مصداق قول النبي صلى الله عليه وسلم: "لتتبعن سَنن من كان قبلكم"[1]

اور اللہ ہی غیب جانتا ہے اور یہ ربوبیت اور الوہیت کے صفات میں سے ہیں' نصاری نے عیسی کو یہ صفت دے رکھا تھا' اور اسمیں نبی کریم کے قول کا مصداق بھی ہے کہ تم پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے۔

(41) محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي (المتوفى: 1329هـ) فرماتے ہیں «وبالجملة لا يجوز أن يقال لأحد إنه يعلم الغيب"[2]

(اللہ کے علاوہ) کسی کے بارے میں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ غیب کو جانتا ہے۔

(42) عبد الحق بن عبد الرحمن بن عبد الله بن الحسين بن سعيد إبراهيم الأزدي، الأندلسي الأشبيلي، المعروف بابن الخراط (المتوفى : 581هـ) فرماتے ہیں "وَمن حَدثَك أنه يعلم الْغَيْب فقد كذب وَهُوَ تَعَالَى يَقُول: لَا يعلم الْغَيْب إِلَّا الله "[3]

---

[1]: رسائل وفتاوى العلامة عبد الله بن عبد الرحمن أبي بطين (مطبوع ضمن مجموعة الرسائل والمسائل النجدية، الجزء الثاني) 1:237

[2]: عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته 11:206

[3]: الأحكام الشرعية الكبرى 1:255

جو تمہیں خبر دے کہ نبی کریم غیب جانتا ہے پس یقینا اس نے جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں لَا یعلم الْغَیْب إِلَّا الله۔

(43) إبراهيم بنُ موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790هـ) فرماتے ہیں "وَقَدْ تَعَاضَدَتِ الْآيَاتُ وَالْأَخْبَارُ وَتَكَرَّرَتْ فِي أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ" (1)

(44) علماء عرب لکھتے ہیں "وقد نقل صاحب عودن المعبود عن عدة من أهل العلم القول بتكفير من يزعم أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب مطلقا" (2)

صاحب عون المعبود نے کئی علماء سے نقل کیا ہے کہ جو نبی کریم کو غیب دان سمجھتا ہے وہ آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

(45) سليمان بن سحمان بن مصلح بن حمدان بن مصلح بن حمدان بن مسفر بن محمد بن مالك بن عامر الخثعمي , التبالي , العسيري , النجدي (المتوفى: 1349هـ) لکھتے ہیں "من زعم أن النبي صلى الله عليه وسلّم يعلم الغيب يكفر وأن من ادعى علم الغيب كان كافراً". (3)

جو یہ گمان کرتا ہے کہ نبی کریم غیب کو جانتا ہے تو اس سے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جس نے علم غیب کا دعویٰ کیا وہ کافر ہو گیا۔

1: الموافقات 4:472

2: فتاوى الشبكة الإسلامية 1:5139

3: البيان المبدي لشناعة القول المجدي: 127

(46) خالد بن عبد الله بن محمد المصلح لکھتے ہیں "ادعاء علم الغيب كفر."[1]

علم غیب کا دعوی کرنا کفر ہے۔

(47) الدكتور عبد القادر بن محمد عطا صوفي لکھتے ہیں" و مجرد ادعاء علم الغيب كفر بواح[2]

محض علم غیب کا دعوی کرنا صریح کفر ہے۔

(48) إحسان إلهي ظهير الباكستاني (المتوفى: 1407هـ) لکھتے ہیں "فإن الله يصرح في كتابه المجيد أن أحداً من الخلق حتى الرسل وسيد المرسلين "لا يعلم الغيب"، [3]

اللہ اپنی کتاب مجید میں صاف وضاحت فرماتا ہے کی مخلوق میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا یہاں تک کہ سید المرسلین بھی۔

(49) عبد العزیز بن فیصل الراجحی فرماتے ہیں "مَن ادَّعَى عِلمَ الغيْبِ: فهُوَ كافِرٌ مُرْتدٌّ، ولا يَعْلمُ الغيْبَ إلاَّ الله"[4]

جو علم غیب کا دعوی کرے وہ کافر اور مرتد ہے کیونکہ غیب ایک اللہ ہی جانتا ہے۔

---

[1]: شرح العقيدة الطحاوية 2:11

[2]: المفيد في مهمات التوحيد 181

[3]: الشيعة والسنة 1:69

[4]: مجانبة أهل الثبور المصلين في المشاهد وعند القبور 1:318

(50) علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) فرماتے ہیں "وَمَنِ ادَّعَى عِلْمَ الْغَيْبِ فَقَدْ كَفَرَ"[1]

جس نے علم غیب کا دعوی کیا وہ کافر ہو گیا۔

(51) أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى (المتوفى: 1353هـ) فرماتے ہیں "وَمَنِ ادَّعَى عِلْمَ الْغَيْبِ فَقَدْ كَفَرَ"[2]

جس نے علم غیب کا دعوی کیا وہ کافر ہو گیا۔

(52) صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان فرماتے ہیں "ومن ادَّعى علم الغيب أو صدَّق من يدَّعيه فهو مشركٌ كافر"[3]

جس نے علم غیب کا دعوی کیا یا کسی نے اس کی تصدیق کی وہ کافر و مشرک ہے۔

(53) أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي (المتوفى: 388هـ) فرماتے ہیں "لا يعلم الغيبَ أحد سواه[4]

---

[1]: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح 3489:8

[2]: تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي 429:6

[3]: عقيدة التوحيد وبيان ما يضادها من الشرك الأكبر والأصغر والتعطيل والبدع وغير ذلك:99

[4]: معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود 230:4

(54) محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ)فرماتے ہیں

"ولا أحد من الخلق يعلم الغيب"[1]

(55) أبو الأشبال حسن الزهيري آل مندوه المنصوري المصري فرماتے ہیں"ومن أجزاء هذا التوحيد الإيمان بأن الله تعالى هو المتفرد بعلم الغيب وحده، فلا يعلم الغيب إلا هو سبحانه وتعالى، واعتقاد أن أحداً غير الله تعالى يعلم الغيب كفر"[2]

(56) عبد الكريم يونس الخطيب (المتوفى: بعد 1390هـ)فرماتے ہیں

"والنبيّ لا يعلم الغيب، ولا يدرى ما يطلع به يومه، أو غده، عليه أو على الناس، مما يحمد أو يسوء.. فعالم الغيب والشهادة هو الله وحده.[3]

اور نبی علیہ السلام غیب کو نہیں جانتے اور اسکو یہ پتہ بھی نہیں کہ اس پر آج کون سے حالات آئیں گے یا کل پس عالم الغیب صرف ایک اللہ ہے۔

(57) أحمد بن مصطفى المراغي (المتوفى: 1371هـ)فرماتے ہیں

"الرسول لا يعلم الغيب." [4]

رسول اللہ ﷺ غیب نہیں جانتے۔

(58) أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي

---

[1]: شرح رياض الصالحين1:319

[2]: شرح صحيح مسلم 10:72 (دروس الصوتية)

[3]: التفسير القرآني للقرآن4:189

[4]: تفسير المراغي12:161

الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: 606هـ)فرماتے ہیں"وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ يَدُلُّ عَلَى اعْتِرَافِهِ بِأَنَّهُ غَيْرُ عَالِمٍ بِكُلِّ الْمَعْلُومَاتِ"[1]

(وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ)کا جملہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسکا اعتراف کیاہے کہ آپ کل مغیبات نہیں جانتے۔

(59) محمد بن أحمد بن مصطفى بن أحمد المعروف بأبي زهرة (المتوفى: 1394هـ)فرماتے ہیں "ان محمدا – صلى الله عليه وسلم – لَا يعلم الغيب،"[2]

بیشک محمد ﷺ غیب نے جانتے۔

(60) جابر بن موسى بن عبد القادر بن جابر أبو بكر الجزائريفرماتے ہیں" الغيب كله لله فلا أحد يعلم الغيب إلا الله ".[3]

علم غیب خاصہ خدوانددی ہے۔اللہ کے علاوہ کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

(61) سفرٌ بن عبد الرحمن الحوالي فرماتے ہیں"فمن زعم أن أحداً يعلم الغيب فقد كفر".[4]

جس نے یہ گمان کیاکہ کوئی غیب کو جانتاہے تووہ کافر ہوگیا۔

---

[1]:مفاتيح الغيب - التفسير الكبير436:2

[2]: زهرة التفاسير3542:7

[3]:أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير459:2

[4]:دروس للشيخ سفر الحوالي14:39

نجومی وکاہن کے پاس جانے سے جاہل عوام کا عقیدہ خراب ہوتا ہے' وہ ایسے عامل کو عالم الغیب سمجھنے لگتے ہیں جو شرک ہے۔(1)

(62) شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ) فرماتے ہیں "وبالجملة علم الغيب بلا واسطة كلا أو بعضا مخصوص باللهجل وعلا لا يعلمه أحد" (2)

حاصل کلام یہ ہے کہ علم الغیب بلاواسطہ کلا ہو یا بعضا اللہ کے ساتھ مخصوص ہے مخلوق میں سے اس کو ہرگز کوئی نہیں جانتا۔

(63) احمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي فرماتے ہیں "أَتَى بِهِ رَدًّا عَلَى مَنْ زَعَمَ أَنَّ مَنْ كَانَ رَسُولًا فَإِنَّهُ يَعْلَمُ كُلَّ غَيْبٍ"(3)

انما انا بشر کا جملہ خاص طور پر ان لوگوں کے باطل خیال کی تردید کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے جو گمان کرتے ہیں کہ رسول کو کل غیب کا علم ہوتا ہے۔

ترجمہ: اگر کوئی کہے کہ خدااور رسول اسکا کام پر گواہ ہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(64) علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں "احوال باطن

1: آپ کے مسائل کا حل 1:226 ناشر: کتاب گھر ناظم آباد کراچی. تاریخ طبع محرم 1426ھ

2: روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني 10:223

3: فتح الباري شرح صحيح البخاري 13:173

ھرکس وخاتمہ اوہیچ کس را غیراز عالم الغیوب معلوم نیست"[1]

ہر ایک کے باطنی حالات کا نیز ہر ایک کے خاتمہ کا علم علام الغیوب کے بغیر کسی کو بھی نہیں ہے۔

(65) شیخ الحدیث مولانا محمد نعیم صاحب (مدیر جامعہ بنوریہ کراچی) لکھتے ہیں " احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب یہ اللہ کا خاصہ ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"[2]

(66) مولانا مفتی محمد آمین صاحب (مدرس جامعہ فریدیہ اسلام آباد)فرماتے ہیں "بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اللہ تعالی کی عالم الغیب ہونے والی صفت اور حاضر وناظر ہونے والی صفت انبیاء کرام واولیاء کو دیتے ہیں 'تمام شرکیہ اعمال اور افعال کی جڑیہی بنیادی غلطی ہے"[3]

(67) شیخ عبدالرحمٰن بن حسن لکھتے ہیں "اللہ تعالی کے علاوہ کسی کا علم غیب کا دعوی کرنا یا کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ علم غیب جانتا ہے 'کفر ہے "[4]

(68) متعدد آیات اور احادیث مبارکہ میں تصریح موجود ہے کہ علم غیب صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے۔اس کے علاوہ کسی پر اس لفظ کا اطلاق کرنا صحیح نہیں

---

[1]:مجموعہ فتاوی 12:3

[2]: ادیان باطلہ اور صراط مستقیم : 301

[3]: صدائے منبر 269:2

[4]: ھدایۃ المستفید 815:2

ہے۔[1]

(69) مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں " اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں جو عقائد ہیں اسطرح کا کوئی عقیدہ کسی مخلوق کے لئے رکھنا یہ شرک ہے، اس کی کچھ تفصیلات یہ ہیں:

علم میں شریک ٹھہرانا: یعنی کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے، نجومی، پنڈت سے غیب کی خبریں دریافت کرنا یا کسی بزرگ کے کلام میں فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی یا کسی کے نام کا روزہ رکھنا"[2]

(70) مفتی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں "علم غیب دو قسم کا ہوتا ہے، ایک ذاتی اور دوسرا عطائی، اب جو ذاتی ہے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں ہے اور وہی ایک عالم الغیب ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے اور جو عطائی ہے وہ اطلاع علی الغیب ہے یعنی اللہ کی طرف سے بتایا ہوا علم، لیکن علم غیب عطائی کلی بھی کسی کو نہیں دیا گیا ہے بلکہ علم غیب کلی اللہ کے ساتھ ہی خاص ہے نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا ہے"۔[3]

(71) مفتی محمد صاحب (دارالافتاء والارشاد) لکھتے ہیں "کسی عامل (نجومی یا

---

[1]: اشرف الفتاوی: 1 (mufti online)

[2]: معارف القرآن 2:430

[3]: دیوبندی بریلوی اختلاف کا حل: 9: ناشر: مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور

کاہن) سے ماضی میں واقع ہونے والے یا مستقبل میں پیش آنے والے کسی امر کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بنیت تصدیق جانا حرام ہے اور حدیث میں ہے کہ ایسے شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی، یعنی اسکا کامل ثواب نہیں ملتا «مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»[1]

(72) مفتی رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں "غرضیکہ حضور ﷺ کو عالم الغیب یا غیب دان یا غیب کا جاننے والا کسی صورت میں بھی نہیں کہہ سکتے۔نہ کل کے لحاظ سے نہ مقدار کثیر کے لحاظ سے یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نے قرآن مجید میں عالم الغیب کا لفظ صرف اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے"[2]

(73) مفتی یوسف لدھیانوی شہید رحمۃاللہ علیہ لکھتے ہیں" اللہ کے سوا کوئی بھی غیب دان نہیں"[3]

(74) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃاللہ علیہ لکھتے ہیں" کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کے لئے یہ ثابت کرنا کہ جمیع مافی السموت والارض یا مافی الصدور یا ہمارے اعمال وافعال کا اسے علم ہے یا اسے ہر وقت تو نہیں مگر اللہ نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ جب چاہے یا جس وقت چاہے جان لے جس طرح کہ اللہ تعالی نے ہمیں یہ طاقت دے رکھی ہے کہ آنکھیں کھولیں اور دیکھ لیں، نہ دیکھنا چاہیں تو آنکھیں بند کر لیں، اس قسم کی طاقت وقدرت کا غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا بھی کفر وشرک ہے اور قرآن مجید

---

[1]: صحیح مسلم، کتاب السلام [39] بَابُ تَحْرِيمِ الْكَهَانَةِ وَإِتْيَانِ الْكُهَّانِ [35] حدیث: 5021

[2]: احسن الفتاوی 1:210 ایم ایچ سعید کمپنی پاکستان چوک کراچی

[3]: آپ کے مسائل اور ان کا حل 1:124

کے خلاف ہے"[1]

(75) مولانا اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں " رسول اکرم ﷺ ایک بشر تھے نہ آپ مختار کل تھے نہ ہی غیب کا علم رکھتے تھے[2]

(76) مفتی یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "ہمارے تمام ائمہ اہلسنت اور ائمہ احناف کا یہی مسلک ہے کہ خدا تعالی کے سوا کسی کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں، بعض لوگ بڑی ڈھٹائی سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی "عالم الغیب نہیں" بلکہ رسول اللہ عالم الغیب ہیں ایسا کلمہ کفر سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، قرآن کریم حدیث نبوی اور فقہ حنفی کی روشنی میں اللہ کے سوا کسی کو "عالم الغیب" کہنا صحیح نہیں[3]

(77) شیخ الحدیث مولانا گوہر رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور یہ لفظ موھم شرک ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیئے "[4]

---

[1]: مقدمہ تفسیر جواہر القرآن 40:1

[2]: تفسیر تسہیل البیان 440:2: مکتبہ حلیمہ سائٹ کراچی

[3]: اختلاف امّت اور صراط مستقیم: 29 :ناشر: دار الاشاعت اردو بازار کراچی

[4]: تفہیم المسائل 272:6

(78) مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب لکھتے ہیں "قرآن کریم کی متعدد آیات اس پر صراحتہً دال ہیں کہ آپ کو کلی علم غیب نہ ذاتی طور پر دیا گیا ہے اور نہ عطائی طور پر "[1]

(79) مولانا حماد اللہ ھالیجوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "یہ عقیدہ اسلام میں متفق علیہ کہ علم غیب را خاصہ خدا دانستن یعنی علم غیب کو خاصہ خداوندی جاننا "[2]

(80) مولانا نور الحق رستمی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں "علم غیب کے بارے میں قرآن وسنت گواہ ہے کہ یہ اللہ ہی کا صفت مختصہ ہے "[3]

(81) شیخ الحدیث مولانا سعید الرحمٰن صاحب (خطیب اوگئی) لکھتے ہیں "قرآن شریف کی پچاس سورتوں میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ غیب جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے (اور اس کے بارے میں) ایک ہزار احادیث تو صرف بخاری شریف میں ہیں[4]

(82) قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اگر کسے گوید کہ خداو رسول بریں عمل گواہ اند کافر شود "[5]

(83) مفتی کفایت اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں " نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب کہنا،

---

[1]: پانچ مسائل: 26

[2]: مسائل توحید: 70

[3]: نور الفتاوی 2:193

[4]: ضیاء الراجی علی متن السراجی، 272

[5]: ارشاد الطالبین: 28

سمجھنا درست نہیں کیونکہ عالم الغیب ہونا صرف حق تعالی کی مخصوص صفت ہے کوئی نبی، رسول، فرشتہ اسی صفت میں باری تعالی کا شریک نہیں"۔[1]

(84) پیران پیر عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام سب کچھ جانتے ہیں جو گزر چکا ہے یا آنے والا ہے، خدا ان پر لعنت کرے یہ تو قرآن شریف کے منکر ہو گئے[2]

(85) ہمارے نزدیک حق بات یہی ہے کہ علم غیب اللہ تبارک وتعالی کا خاصہ ہے اور جو کوئی نبی کریم ﷺ کے لئے ماکان ومایکون کے علم کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ نص قطعی کا مخالف ہے اس لئے ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اس کو تجدید ایمان اور اگر شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے[3]

(86) آیات واحادیث واقوال فقہاء کثرت سے اس پر دال ہیں کہ علم غیب کلی ذات باری تعالی کا خاصہ ہے دوسرے کے لئے اس صفت کا ثابت کرنا شرک فی الصفات ہے۔[4]

(87) نبی کریم ﷺ کو علم غیب نہ تھا کبھی اسکا دعوی کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔[5]

---

[1]: کفایت المفتی 1:88

[2]: غنیتہ الطالبین: 44

[3]: ملخص فتاوی حقانیۃ 1:140

[4]: فتاوی مفتی محمود ة 1:128

[5]: فتاوی رشیدیہ: 103

(88) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں "اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے۔[1]

(89) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں "جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے"[2]

(90) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں "جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے، اسکی امامت اور اس سے میل جول محبت مودت سب حرام ہیں[3]

(91) علامہ مفتی نظام الدین اعظمی لکھتے ہیں "قرآن کریم میں بہت سی آیات ناطق ہیں کہ غیب کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔اس مسئلہ میں علماء اہل سنت والجماعۃ کا مسلک یہ ہے کہ آپ عالم الغیب نہیں بلکہ جن خفیہ باتوں کو آپ کو بلا کسی مشاہدہ کے بتلادیا کرتے تھے وہ وہی باتیں تھیں جن کی بذریعہ وحی اطلاع دی جاچکی ہوئی۔[4]

(92) شیخ التفسیر والحدیث علامہ محمد حسین شاہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں "غیب دانی (عالم الغیب ہونے) کی صفت مختصہ باری تعالی کی اگر غیر اللہ میں تسلیم کرلی جائے تو اس قدر خرابیاں لازم آئیں گے جو ہر ذی عقل مسلمان خصوصاً اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ والے کبھی نہیں مانیں گے، کیونکہ ان کے بے شمار ضروریات دین

---

[1]: فتاوی رشیدیہ: 102

[2]: فتاوی رشیدیہ: 87

[3]: فتاوی رشیدیہ: 259 ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاک چوک کراچی سنہ طباعت 1992:

[4]: نظام الفتاوی 36:2

کا انکار لازم آتا ہے۔[1]

(93) صاحبزادہ مولانا قاری عبد الباسط صاحب لکھتے "غیب کا علم اللہ تعالی ہی کے ساتھ خاص ہے' اللہ کے سوا کسی اور کو علم غیب حاصل نہیں' اولیاء اور انبیاء کا ہر چیز سے باخبر ہونا اور اس کا اعتقاد رکھنا کفر ہے اور اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔[2]

(94) شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "انبیاء کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا اعتراف عظمت نہیں' بلکہ انتہائی گمراہی او رضلالت ہے۔ سیرت رسول ﷺ کے واقعات وحقائق کے اور روشن دلائل کے خلاف ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس میں کتاب وسنت کی مخالفت ہے' بلکہ یہ عقیدہ فقہ حنفی کے بھی مخالف ہے۔[3]

(95) علامہ نیلوی صاحب فرماتے ہیں" اگر کوئی شخص دعوے کرے کہ نبی کریم ﷺ عالم تمام مغیبات کے تھے' بالکل کفر ہے۔ کیونکہ مخالفت قرآن کی لازم آتی ہے۔[4]

(96) فقیہ العصر مفتی غلام الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں "علم غیب باری تعالی کے ساتھ خاص ہے اور اسی صفت میں کوئی بھی نبی یا مقرب فرشتہ یا کوئی ولی اللہ کے ساتھ شریک نہیں۔ بلکہ اگر کوئی شخص کی بھی غیر اللہ کے لئے اس صفت کو ثابت ہونے کا اسطرح اعتقاد رکھے جس طرح اللہ کے لئے یہ صفت ثابت ہے تو علماء کرام نے

---

[1]: مجموعہ رسائل نیلوی 380:3

[2]: سوال وجواب 85:1

[3]: بریلویت: 122

[4]: بدر منیر حاشیہ احسن التفسیر: 39

اسکو شرک قرار دیا ہے[1]

(97) مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" کسی سے غیب کی باتیں پوچھنااور اس کا یقین کرلینا کفر ہے۔ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا"۔[2]

(98) شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم غیب صرف خاصہ خداوندی ہے ماسوی اللہ تعالیٰ کے لئے علم غیب کا دعوی تمام علماء اسلام کے نزدیک کفر ہے"[3]

(99) مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں "جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت مودت سب حرام ہیں۔[4]

(100) مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی (مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں" متعدد آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب ذاتی اور کلی حق تعالیٰ کا خاصہ ہے۔[5]

---

[1]: فتاوی عثمانیہ 109:1

[2]: بہشتی زیور:36

[3]: ازالۃ الریب:458

[4]: فتاوی رشیدیہ:65

[5]: فتاوی محمودیہ428:4

(مخالفین کے استدلالات سے جوابات)

استدلال نمبر 1: قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا ہے:

(1) ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ [1]

(2) ﴿مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [2]

(3) ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ [3]

چونکہ قرآن میں "كُلِّ شَيْءٍ" کی وضاحت کی گئی ہے اور قرآن کریم نبی محترم ﷺ پر اتارا گیا ہے 'تو اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو "كُلِّ شَيْءٍ" کے علم سے بھی نوازا گیا ہے اور ان آیات میں لفظ "كُلِّ" استغراق کے معنی میں ہے۔

جواب نمبر 1: اگر "كُلِّ شَيْءٍ" سے جمیع ماکان اور مایکون ثابت ہے تو پھر احادیث مبارکہ 'فقہ' اجماع اور قیاس کی کیا ضرورت ہے۔

جواب نمبر 2: ہر جگہ پر "كُلِّ" استغراقی نہیں ہوتا بلکہ "كُلِّ" عرفی بھی واقع ہوتا ہے مثلاً:

(1) ﴿ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ [1]﴾

---

[1]: سورۃ النحل 89:16

[2]: سورۃ یوسف 111:12

[3]: سورۃ الانعام 38:6

کیا " کُلّ جَبَلٍ" سے تمام روئے زمین کے سب پہاڑ مراد ہیں نہیں بلکہ "کُلّ جَبَلٍ" سے قریبی پہاڑ مراد ہیں۔

(2) ﴿فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (2)

ادھر بھی تو مراد بعض ظاہری نعمتوں کے دروازے ہیں۔

(3) ﴿يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (3)

ادھر بھی لفظ "کُلّ" سے بعض ہی مراد ہے۔

(4) ﴿تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (4)

ادھر بھی "کُلّ" سے سب اشیاء مراد نہیں بلکہ بعض مراد ہیں۔

(5) تورات کے بارے میں آتا ہے "﴿وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾" (5)

حالانکہ اس تورات میں تو ہر چیز کی تفصیل موجود نہ تھی۔

(6) سلیمان علیہ السلام تحدیث بالنعمت کے طور پر فرماتے ہیں ﴿وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (6)

تو کیا سلیمان علیہ السلام کو قرآن عطا ہوا تھا؟

---

[1]: سورۃ البقرہ 260:2

[2]: سورۃ الانعام 44:6

[3]: سورۃ القصص 57:28

[4]: سورۃ الاحقاف 25:46

[5]: سورۃ الانعام 154:6

[6]: سورۃ النمل 16:27

(7) ملکہ سبا کے بارے میں ارشاد ہے ﴿ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ﴾[1]
تو کیا اس ملکہ کو نبوت، تخت سلیمانی عطا ہوا تھا؟ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ "کُلّ" ہمیشہ اور ہر مقام پر "کُلّ" کے معنی میں نہیں آتا بلکہ عموم اضافی و عرفی اور بعض کے لئے بھی آتا ہے۔

☆ علامہ مجد الدین أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (المتوفى: 817ھ) لکھتے ہیں "وقد جاءَ بمعنى بعضٍ، ضِدٌّ،" لفظ "کُلّ" بعض کے لئے بھی آتا ہے اور یہ اضداد میں ہے[2]

☆ شیخ احمد بن ابو سعید (ملاجیون) فرماتے ہیں "كلمة كل تحتمل الخصوص" کہ کلمہ "کُلّ" خصوص کا احتمال رکھتا ہے[3]

☆ علامہ محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483ھ) لکھتے ہیں "وَأما كلمة "كل" وَهِي تحْتَمل الْخُصُوص نَحْو كلمة "من" اور کلمہ "کل "کلمہ" من" کی طرح خصوص کا احتمال رکھتا ہے[4]

☆ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793ھ) فرماتے ہیں "وَذَكَرَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ وَفَخْرُ الْإِسْلَامِ أَنَّ "كَلِمَةَ" كُلٌّ تَحْتَمِلُ

1: سورۃ النمل 23:27

2: القاموس المحیط 1053:1

3: نور الانوار: 81

4: أصول السرخسي 157:1

الْخُصُوص"[1]

☆علامہ فتنیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ "کُلّ" بعض کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے[2]

☆صاحب فتاوی رضویہ لکھتے ہیں کبھی "کُلّ" سے مراد اکثر ہوتا ہے[3]

اب دیکھتے ہیں کہ معتبر تفاسیر نے ان آیات کا کیا مطلب بیان کیا ہے۔

(1) "تبیانا لکل شی ای یحتاج الیہ من الامر والنهی والحلال والحرام والحدودو الاحکام[4]

(2) تبیانا لکل شی من امور الدین[5]

(3) تبیانا لکل شیء بیانا بلیغا لکل شی یعنی من امور الدین[6]

(4) أبو الحسن مقاتل بن سليمان بن بشير الأزدي البلخى (المتوفى: 150هـ) فرماتے ہیں: تِبْياناً لِكُلِّ شَيْءٍ من أمره، ونهيه، ووعده، ووعيده، وخبر الأمم الخالية[7]

(5) يحيى بن سلام بن أبي ثعلبة، التيمي بالولاء، من تيم ربيعة،

1: شرح التلویح علی التوضیح 1:112

2: مجمع البحار: 227

3: فتاوی رضویہ: 727

4: معالم التنزیل 1:214

5: تفسیر مدارک 1:442

6: تفسیر خازن 4:90، تفسیر بیضاوی 1:450

7: تفسیر مقاتل بن سلیمان 2:483

البصري ثم الإفريقي القيرواني (المتوفى: 200هـ)لکھتے ہیں" تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍاى مَا بُيِّنَ فِيهِ مِنَ الْحَلالِ وَالْحَرَامِ، وَالْكُفْرِ، وَالإِيمَانِ، وَالأَمْرِ وَالنَّهْيِ، وَكُلِّ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ. [1]

6 أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204هـ)لکھتے ہیں" تبياناً لكل شيء وهدى ورحمة، وفرض فيه فرائض[2]

7 أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى: 211هـ)لکھتے ہیں {تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ}, قَالَ: «مِمَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَهُمْ, وَحَرَّمَ عَلَيْهِمْ»[3]

8 محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) لکھتے ہیں {تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ} مِمَّا أَحَلَّ لَهُمْ وَحَرَّمَ عَلَيْهِمْ "[4]

9 تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ} قَالَ: «مَا أُمِرُوا بِهِ، وَنُهُوا عَنْهُ»[5]

10 أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي،

1: تفسیر یحیی بن سلام 1:83

2: تفسیر الإمام الشافعي 1:215

3: تفسیر عبد الرزاق

4: تفسیر الطبري : جامع البيان عن تأويل آي القرآن

الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى: 327هـ) لکھتے ہیں تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ، وَفِيهِ حَلالُهُ وَحَرَامُهُ[1]

(11) محمد بن محمد بن محمود، أبو منصور الماتريدي (المتوفى: 333هـ) لکھتے ہیں تبيانا لكل شيء، وهدى من الضلال والشبهات، ونعمة، ورحمة من العذاب والعقاب. [2]

(12) أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373هـ) لکھتے ہیں "تبياناً لكل شيء من الحلال والحرام"[3].

(13) أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي، أبو إسحاق (المتوفى: 427هـ) لکھتے ہیں "تِبْياناً لِكُلِّ شَيْءٍ يحتاج إليه من الأمر والنهي، والحلال والحرام، والحدود والأحكام"[4]

(14) أبو محمد مكي بن أبي طالب حَمّوش بن محمد بن مختار القيسي القيرواني ثم الأندلسي القرطبي المالكي (المتوفى: 437هـ) لکھتے ہیں {تِبْيَاناً لّكُلِّ شَيْءٍ} أي: بياناً للناس لما بهم إليه من الحاجة [من معرفة] الحلال والحرام والثواب والعقاب[5]

---

[1]: تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم

[2]: تفسير الماتريدي = تأويلات أهل السنة

[3]: بحر العلوم

[4]: الكشف والبيان عن تفسير القرآن

[5]: الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه

15) أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (المتوفى: 468هـ) لکھتے ہیں تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ} أي: لكل شيء يحتاج إليه في أمر الدين. (1)

16) أبو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار ابن أحمد المروزى السمعاني التميمي الحنفي ثم الشافعي (المتوفى: 489هـ) لکھتے ہیں تبيانا لكل شَيْء} أَي: بَيَانا للثَّواب وَالْعِقَاب، والحلال وَالْحَرَام(2)

17) جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ) لکھتے ہیں تِبْياناً لِكُلِّ شَيْءٍ أي: لكل شيء يحتاج إليه في أمر الدين(3).

18) زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (المتوفى: 795هـ) لکھتے ہیں تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ) قالَ مجاهد وغيرُه: لكل شيءٍ أمِرُوا به ونُهوا عنه (4)

1: الوسيط في تفسير القرآن المجيد

2: تفسير القرآن

3: زاد المسير في علم التفسير

4: الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي

(19) "تبياناً {لِّكُلِّ شَيْءٍ} من الْحَلَال وَالْحرَام وَالْأمر وَالنَّهْي"(1)

(20) عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) لکھتے ہیں {وتفصيلاً لكل شَيْء} أي تبياناً لكل شَيْء وَفِيه حَلَاله وَحَرَامه(2)

(21) علامہ محمد ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں "تبيانا لكل شيء من الأمر والنهي والحلال والحرام والحدود والاحكام"(3)

(22) محمد محمد عبد اللطيف بن الخطيب (المتوفى: 1402هـ) لکھتے ہیں تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ} بياناً لكل ما يحتاجون إليه في معاشهم ومعادهم. (4)

استدلال نمبر 2: ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ (5)

"کلّ" سے جمیع ماکان ومایکون کا علم مراد ہے'

1: تنوير المقباس من تفسير ابن عباس ينسب: لعبد الله بن عباس رضي الله عنهما (المتوفى: 68هـ) جمعه: مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (المتوفى: 817هـ)

1: الدر المنثور

2: الدر المنثور

3: التفسير المظهري

4: أوضح التفاسير

5: سورة البقرة2:31

جواب نمبر1: "کل" استغراقی نہیں بلکہ عرفی ہے۔

جواب نمبر2: عقائد کے باب میں قیاس مفید نہیں۔

جواب نمبر3: اگر آدم علیہ السلام کو علم غیب مل چکا ہوتا تو شیطان لعین نے کیسے دھوکا دیا؟

جواب نمبر4: آیت کے بارے میں معتبر مفسرین لکھتے ہیں و﴿عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾هذا بعير وهذا فرس وهذه شاة حتى أتى على آخرها.

وقيل وَعَلَّمَ آدَمَ أَسْمَاءَ الملائكة وقيل اسماء ذريته[1]

قال ابن عباس ومجاهد وقتادہ"علم اسم كل شى حتى القصعة"[2]

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا الذُّرِّيَّة وَيُقَال أَسمَاء الدَّوَابّ وَغير ذَلِك[3]

تفسیر ابن کثیر اور مدارک نے بھی اسطرح لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو ان اشیاء کے نام بتائے جنکی ان کو خدمت اور حاجت پیش آسکتی ہیں۔

استدلال نمبر3: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا *إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا﴾[4]اس

---

[1]: تفسیر خازن 102:1

[2]: معالم التنزیل 21:1

[3]: تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس 101:1

[4]: سورة الجن 27:72

آیت سے انبیاء کرام کے لئے علم غیب ثابت ہے

جواب نمبر1: سورۃ جن کی آیت کا حصہ ہے اور سورۃ جن مکی ہے اسکے بعد بہت سی سورتیں مکہ اور مدینہ میں نازل ہوئیں اور ان میں نفی علم غیب از انبیاء علیہ السلام مذکور ہے۔

جواب نمبر2: اس سورت کے بعد جتنی سورتیں نازل ہوئی ہیں وہ نزول سے پہلے نبی کریم ﷺ کے علم میں نہیں تھیں۔

جواب نمبر3: سورۃ الجن کی مذکورہ بالا آیت سے پہلے ارشاد ربانی ہے "﴿قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا"﴾[1] کہ اے محمد ﷺ آپ اعلان کریں کہ میں نہیں جانتا کیا قریب ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے یا اس کے لئے میرا رب کوئی مدت مقرر کرلے۔

جواب نمبر4: علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (المتوفى: 741هـ) فرماتے ہیں"فَلا يُظْهِرُ اي فلا يطلع عَلى غَيْبِهِ أي الغيب الذي يعلمه وانفرد به أَحَداً أي من الناس ثم استثنى فقال تعالى: إِلَّا مَنِ ارْتَضى مِنْ رَسُولٍ يعني إلا من يصطفيه لرسالته ونبوته فيظهره على ما يشاء من الغيب حتى يستدل على نبوته بما يخبر به من المغيبات فيكون ذلك معجزة له"[2]

☆ شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي (المتوفى:

---

[1]: سورۃ الجن 25:72

[2]: لباب التأويل في معاني التنزيل المعروف بالخازن

977هـ) فرماتے ہیں فلا يظهر على غيبه أحداً إلا من ارتضى من رسول} فإنه يظهره على ما يشاء من غيبه لأنّ الرسل مؤيدون بالمعجزات، ومنها الإخبار عن بعض المغيبات كما ورد في التنزيل في قوله تعالى: ﴿وأنبئكم بما تأكلون وما تدخرون في بيوتكم﴾ (سورة آل عمران3: 49) [1]

☆ محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250هـ) فرماتے ہیں "أَيْ: لَا يُطْلِعُ عَلَى الْغَيْبِ الَّذِي يَعْلَمُهُ، وَهُوَ مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ، أَحَدًا مِنْهُمْ، ثُمَّ اسْتَثْنَى فَقَالَ: إِلَّا مَنِ ارْتَضى مِنْ رَسُولٍ أَيْ: إِلَّا مَنِ اصْطَفَاهُ مِنَ الرُّسُلِ، أَوْ مَنِ ارْتَضَاهُ مِنْهُمْ لِإِظْهَارِهِ عَلَى بَعْضِ غَيْبِهِ لِيَكُونَ ذلك دالّاعَلَى نُبُوَّتِهِ." [2]

☆ وهبة بن مصطفى الزحيلي فرماتے ہیں"إِلَّا مَنِ ارْتَضى مِنْ رَسُولٍ أي إن الرسول يطلعه الله على بعض الغيب معجزة له". [3]

اکثر مفسرین کرام آیت کے اس حصہ سے بعض علم غیب مراد لیتے ہیں نہ کہ "کل"

جواب نمبر5: شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں یہ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے اور "ھو" مبتدا مقدر ہے "الامن ارتضی" مستثنی منقطع ہے "من ارتضی "مبتدا ہے

1: السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير

2: فتح القدير

3: التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج

"فانه يسلك" اسکی خبر ہے حاصل یہ ہے کہ آپ فرمادیجئے مجھے معلوم نہیں کہ قیامت قریب ہے یا بعید' کیونکہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ دیا گیاہے کہ جب چاہوں جو چیز چاہوں جان لوں عالم الغیب تو صرف اللہ ہے جو اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا' البتہ جن بندوں کو اس نے رسالت کے لئے چن لیا ہے ان کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔[1]

استدلال نمبر4: ﴿ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴾[2] کہ پیغمبر ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں پس معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب ہے۔

جواب نمبر1: جب نبی کریم ﷺ علم غیب کے بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔اور سب صحابہؓ کو بتارہے ہیں پھر توسب صحابہ کرامؓ بھی عالم الغیب ہوئے۔

جواب نمبر2: یہ آیت سورۃ تکویر کی ہے اور یہ مکی سورت ہے اسکے بعد (107) سورتیں نازل ہوئی ہیں تو کیسے اس سے علم غیب پیغمبر ﷺ کے لئے ثابت ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر3: اکثر مفسرین نے "الْغَيْبُ: سے مراد "وحی" لی ہے ۔

☆محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) فرماتے ہیں "الْغَيْبُ: الْقُرْآنُ، لَمْ يَضِنَّ بِهِ عَلَى

---

[1]: تفسیر جواہر القرآن 1311:3

[2]: سورۃ التکویر 24:81

أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَدَّاهُ وَبَلَّغَهُ،"[1]

☆ابو محمد مكي بن أبي طالب حَمّوش بن محمد بن مختار القيسي القيرواني ثم الأندلسي القرطبي المالكي (المتوفى: 437هـ) فرماتے ہیں "وما محمد على القرآن ببخيل، بل [يبذله] ويدعو له ويغظ (به). ويذكر به ويعلمه"[2]

☆ابو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (المتوفى: 710هـ) فرماتے ہیں "ما محمد على الوحى {بضنين} ببخيل من الضني وهو البخل أي لا يبخل بالوحي "[3]

☆أبو القاسم، محمد بن أحمد بن محمد بن عبد الله، ابن جزي الكلبي الغرناطي (المتوفى: 741هـ) فرماتے ہیں "فمعناه بخيل أي لا يبخل بأداء ما ألقى إليه من الغيب، وهو الوحي"،[4]

جواب نمبر4: اس میں ایک قراءت "ظ" کے ساتھ ہے "بظنِین"اور یہ بھی متواتر قراءت ہے اسکا مطلب علامہ نسفیؒ نے لکھا ہے کہ وہ اس میں متہم نہیں تاکہ وحی میں کسی چیز کی کمی یا اضافہ کریں ۔

1: جامع البيان في تأويل القرآن

2: الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه

3: مدارك التنزيل وحقائق التأويل

4: التسهيل لعلوم التنزيل

استدلال نمبر 5: ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ﴾[1] لیکن اللہ انبیاء کرامؑ کو علم غیب سے نوازتے ہیں۔

جواب نمبر 1: علم غیب پر اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوئی ہے اور غزوہ احد شوال 3 ھ میں واقع ہوا ہے اور یہ آیت سورۃ العمران کی ہے اسکے بعد سولہ سورتیں نازل ہوئی ہیں اگر الغیب سے کلی علم غیب مراد لیا جائے تو پھر ان سولہ سورتوں کے نزول کا کیا مطلب؟

جواب نمبر 2: اس آیت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں نفی علم غیب کی صاف اور صریح متعدد آیات موجود ہیں۔

جواب نمبر 3: اس سے مراد بعض غیب ہے جو ہمارے دعوی سے متصادم نہیں۔

امام بغوی لکھتے ہیں "ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فيطلعه على بعض علم الغيب"[2]

الغیب میں الف لام استغراق کے لئے نہیں کیونکہ جب قرینہ نہ ہو تو الف لام میں اصل یہ ہے کہ وہ عہد خارجی ہو، علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہیں اَلتَّعْرِيفَ لَا يَلْزَمُ أَنْ يَكُونَ لِلِاسْتِغْرَاقِ بَلْ الْعَهْدُ هُوَ الْأَصْلُ[3]

---

[1]: سورۃ العمران 179:3 ۔

[2]: معالم 201:1

[3]: شرح التلویح علی التوضیح

جب یہ ثابت ہو گیا کہ استغراق الف لام کا مجازی استعمال ہے بلا قرینہ صارفہ حقیقت کو چھوڑ کر استغراق مراد لینا ہر گز جائز نہیں "لان المجاز فرع الحقیقة" اور مجازی معنی صرف اسی وقت مراد لئے جاتے ہیں جب حقیقت متعذر ہو، لیکن یہاں تو حقیقی معنی متعذر نہیں ہیں بلکہ ممکن اور عین مراد ہے۔ ادھر بھی منافقوں کی نشاندہی بذریعہ وحی مراد ہے۔

جواب نمبر4: اگر یہاں تمام قواعد عربیت اور اصول تفسیر کے خلاف الف لام استغراق کے لئے مان لیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کو ماکان اور مایکون کا تفصیلی علم غیب تھا تو اس سے مذکور بالا خرابیوں کے علاوہ قرآن کی بہت سی آیات اور بہت سی احادیث مبارکہ کی تکذیب لازم آئے گی جن میں نہایت صراحت سے نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء کرامؑ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔

جواب نمبر5: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي الدمشقي النعماني (المتوفى: 775ھ) فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب "منافق اور مخلص کی تمیز" ہے اور یوم احد پر ان کی تمیز کی گئی اور انکی منافقت آشکارا ہو گئی ور وہ پیچھے رہ گئے ومعنى الآية: حتى يميز المنافق من المخلص، وقد ميَّزهم يَوْمَ أُحُدٍ؛ حيث أظهروا النفاق، وتخلَّفوا عن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (1)

اور یہ بات بہت سے مفسرین نے لکھی ہے مثلا

☆أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي

1: اللباب في علوم الكتاب

(المتوفی: 774ھ) فرماتے ہیں وَما كانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ أيْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ غَيْبَ اللّٰهِ فِي خَلْقِهِ حَتّٰى يَمِيزَ لَكُمُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْمُنَافِقِ [1]

☆أبو السعود العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفی: 982ھ) فرماتے ہیں وقد جوز أن يكون المعنى لا يترككم مختلطين حتى يميز الخبيث من الطيب بأن يكلفكم التكاليفَ الصعبةَ التي لا يصبِر عليها إلا الخُلّصُ الذين امتحن الله تعالى قلوبَهم كبذل الأرواحِ في الجهاد وإنفاقِ الأموالِ في سبيلِ الله تعالى[2]

☆محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفی: 1250ھ) فرماتے ہیں وَما كانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ حَتّٰى تُمَيِّزُوا بَيْنَ الطَّيِّبِ وَالْخَبِيثِ، فَإِنَّهُ الْمُسْتَأْثِرُ بِعِلْمِ الْغَيْبِ،[3]

استدلال نمبر6: ﴿ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [4] کہتے ہیں کہ "ما" کلمہ عموم کے لئے آتا ہے۔

جواب نمبر1: اگر ادھر "ما" عموم کے لئے لیا جائے تو پھر ﴿وَيعَلِّمَكُم مَا لَمْ تَكُونوْ تَعْلَمُون﴾ [5] سے پوری امت کو عالم الغیب ماننا پڑے گا اور صحابہؓ کو بلا واسطہ،

1: تفسیر ابن کثیر۔
2: تفسیر أبي السعود
3: فتح القدير
4: سورة النساء 113:3
5: سورة البقرہ 151:2

اسی طرح ﴿وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ﴾ [1]اور﴿ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ [2]

جواب نمبر 2: یہ سورت ہجرت کے چوتھے سال نازل ہوئی ہے اسکے بعد بہت سی سورتیں نازل ہوئی ہیں۔

جواب نمبر 3: اگراس آیت سے نبی کریم ﷺ کے لئے عالم الغیب ہوناثابت کیاجائے توبہت سی آیات واحادیث کاانکارلازم آئے گا۔

استدلال نمبر 7: ﴿ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[3] میں "ما" عام ہے۔

جواب نمبر 1: اس آیت کے بعد بہت سی سورتیں نازل ہوئی ہیں اگرنبی کریم ﷺ غیب دان ہوتے تو پھر سورتیں نازل ہونا چہ معنی دارد؟

جواب نمبر 2: ہر جگہ "ما" عموم کے لئے نہیں ہوتا۔

استدلال نمبر 8: کہ نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ ﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴾[4] إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾[5] نوح نے جو فرمایا کہ اے میرے رب! ان کافروں

1: سورۃ الانعام 91:6

2: سورالعلق 5:96

3: سورۃ النجم 10:53

4: سورۃ نوح 26:71

5: سورۃ نوح 27:71

کوملیامیٹ کر کیونکہ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام عالم الغیب تھے۔

جواب نمبر1: نوح علیہ السلام نے جو قوم کے لئے بددعا فرمائی تھی تو اللہ تعالی نے نوح کو بتایا تھا کہ اس قوم میں جس نے ایمان لایا ہے ان کے علاوہ باقی ایمان نہیں لائیں گے تب نوح نے یہ بددعادی تھی ﴿ وَأُوحِيَ إِلَى نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ ﴾(1)

استدلال نمبر9: جن آیات میں نفی علم غیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے' تو وہ نفی علم غیب ذاتی کی ہے نہ کہ علم غیب عطائی کی

جواب نمبر1: علم غیب ذاتی تو مخلوق کو کسی ذرہ کا بھی نہیں ہو سکتا' پھر غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ کی کیا تخصیص ہے؟

جواب نمبر2: ان آیات میں اگرچہ ماسوی اللہ سے علم غیب کی نفی عام ہے خواہ ذاتی ہو یا عطائی لیکن مخلوق میں علم ذاتی چونکہ ناممکن تھا' اور نہ کسی مشرک کا یہ عقیدہ تھا' اس لئے مفسرین نے صرف علم عطائی کی نفی کی تصریح کر دی ہے

استدلال نمبر10: جن آیات میں ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے لئے ہے تو ان آیات میں تو یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہیں دیا گیا ہے؟

جواب نمبر1: آیت ﴿قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ﴾میں کلمہ" إِنَّمَا"

1: سورۃ ھود 36:11

حصر کے لئے ہے جس کے معنی کی دو جزیں ہیں اول مابعد کا اثبات دوم اس کے ماسوا کی نفی۔ عبد القادر بن ملّا حويش السيد محمود آل غازي العاني (المتوفى: 1398هـ) لکھتے ہیں"«﴿قُلْ إِنَّما يُوحى إِلَيَّ أَنَّما إِلهُكُمْ إِلهٌ واحِدٌ﴾» إنما اداة حصر، والحصر قصر الحكم على شيء، أو قصر الشيء على حكم، وعليه يكون المعنى أن الإله إله واحد لا غير البتة"،[1]

علامہ قزوینی لکھتے ہیں: ومنها"انّما" حصر کے طرق سے ایک"انّما" ہے[2]

نیز لکھتے ہیں: ولقول النحاة"انّما" لاثبات مايذكربعده ونفى ماسواه، نحویوں کا قول یہ ہے کہ کلمہ "انما" اس چیز کے اثبات کے لئے آتا ہے جو اسکے بعد مذکور ہے اور اسکے ماسوی کی نفی کے لئے آتا ہے[3]

حاصل یہ ہوا کہ آیت میں صرف اثبات کی نفی کرنا اور نفی کو چھوڑ دینا اللہ کے کلام میں تحریف کرنا ہے۔

استدلال نمبر 11: ﴿ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾[4]

اس آیت میں نبی کریم ﷺ سے غیب کی نفی زمانہ ماضی میں ہے نہ دواماً کیونکہ

---

[1]: بیان المعانی

[2]: مختصر المعانی

[3]: بیان المعانی

[4]: سورۃ الاعراف 188:7

کُنتُ، لَاستَکثَرتُ اور مَسَّنِيَ صیغے بھی ماضی کے ہیں اور کلمہ "لو" بھی انتفاء ماضی کے لئے آتا ہے۔

جواب نمبر 1: آیت میں اگر سوچا جائے تو نفی علم غیب پر دو دلائل مذکور ہیں (1) کُنتُ، لَاستَکثَرتُ مِنَ الخَیرِ (نفع حصول منافع) (2) ﴿وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ (نفی دفع ضرر) تو اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دو کام صرف مکی زندگی تک محدود تھے اور بعد میں زائل ہو گئے یا مدنی زندگی تک بدستور دائم و مستمر رہے ہیں' ذخیرہ احادیث پر نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں باتیں وفات تک بدستور قائم رہی ہیں' چنانچہ آپ کی زرہ چند صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس گروی رہی' وقت وفات آ گیا لیکن اسکو چھڑا نہ سکے' اسی طرح مرض الوفات میں مسجد میں جانے کے لئے تین دفعہ غسل فرما کر اٹھنا' لیکن بے ہوش ہو جانا اور اس سے پہلے مدنی ہی دور میں گھوڑے سے گرنا' بدن مبارک کا چھیلا جانا' زہر آلود بکری کا گوشت کھانا اور اس سے شہادت پانا' اور آپ کا چہرہ انور بمقام احد زخمی ہونا' دندان مبارک کا شہید ہونا اور آپ پر جادو کیا جانا وغیرہ وغیرہ یہ واقعات صاف صاف اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ دو کام (نفی حصول منافع' نفی دفع ضرر) آپ کی آخری زندگی تک قائم رہی ہیں' تو اب علم غیب کی نفی ماضی کے ساتھ خاص کرنا اور مستقبل میں منسوخ ماننا کتنا سینہ زوری ہے' دلائل و شواھد و حقائق میں دوام ہے تو علم غیب کے نفی کی دوام میں بھی دوام ہو گا۔

اور باقی بات کلمہ "لو" کی کہ یہ انتفاء ماضی کے لئے آتا ہے' بالکل اسی طرح ہے مگر یہ کلمہ "لو" کا مشہور استعمال ہے' اور اسکا دوسرا استعمال تعیین زمانہ سے خالی ہو کر دوام پر

دلالت کرتا ہے، جس طرح ﴿ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ﴾[1] جب بعض لوگوں نے اس آیت "تمانع" "پر یہ اعتراض کیا تو علامہ تفتازانیؒ نے یہ جواب دیا تھا" لکن قد یستعمل للاستدلال بانتفاء الجزاء علی انتفاء الشرط من غیر دلالۃ علی تعیین زمان کما فی قولنا لوکان العالم قدیما لکان غیر متغیر،والایۃ من ھذ القبیل وقد یشتبہ علی بعض الا ذھان احدالاستعمالین باخر فیقع الخبط۔[2]

ترجمہ: لیکن کسی وقت "لو" کو استعمال کیا جاتا ہے اس معنی میں کہ انتفاء جزا سے استدلال کیا جاتا ہے انتفاء شرط پر، لیکن بغیر دلالت کرنے کے کسی زمانے معین پر جس طرح ہمارے اس قول میں دوام کے لئے ہے کہ اگر عالم قدیم ہوتا تو غیر متغیر ہوتا اور آیت لَوْ كَانَ فِيهِمَا والی اسی قبیل سے ہے اور بعض ذہنوں پر ایک استعمال دوسرے کے ساتھ مشتبہ ہو جاتا ہے اس لئے اختلاط پڑ جاتا ہے۔

استدلال نمبر 12: سیدنا معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ[3]،

---

[1]: سورۃ الانبیاء 22:21

[2]: شرح عقائد: 28

(سنن الترمذي 39 بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ ص

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا' اس نے دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینہ میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی' اسی وقت مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو جمیع ماکان اور جمیع مایکون کے علم سے نوازا گیا۔

جواب نمبر 1: یہ روایت نہ متواتر ہے' نہ مشہور ہے' بلکہ خبر واحد ہے' یہ روایت ضعیف بھی ہے اس روایت کی سند میں ہے "یحی بن ابی کثیر عن زید بن سلام" حالانکہ یحی کا سماع زید بن سلام سے ثابت نہیں ہے۔

علامہ شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ) لکھتے ہیں "قلت: هو في نفسه عدل حافظ من نظراء الزهري، وروايته عن زيد بن سلام منقطعة لانها من كتاب وقع له".[1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں وہ یحی فی ذاتہ عادل اور حافظ الحدیث ہے' زہری کے ہم سروں سے ہے لیکن اسی کی روایت زید بن سلام سے بالکل منقطع ہے' اسلئے کہ اسکی روایت کتاب سے ہے جو اس کو ملی تھی۔

أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) لکھتے ہیں وقال ابن معين لم يسمع يحيى من زيد بن سلام

---

[1]: ميزان الاعتدال في نقد الرجال 4:403، ترجمہ:9067

(1)

اسی سند میں یحییٰ کا عنعنہ ہے اور وہ مدلس ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں "وقال العقيلي كان يذكر بالتدليس وقال حسين المعلم قال لي يحيى بن أبي كثير كل شيء عن أبي سلام إنما هو كتاب"(2)

عقیلی کا کہنا ہے کہ یحییٰ تدلیس کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، اور حسین معلم کہتے ہیں کہ مجھے یحییٰ ابن کثیر نے کہا تھا کہ ابو سلام سے جو روایات ہیں وہ اسی کی کتاب سے ہیں (نہ سماع سے)

اسی سند میں ایک اور روای "عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی" ان کے بارے میں حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں عبد الرحمن" بن عائش الحضرمي ويقال السكسكي مختلف في صحبته وفي إسناد حديثه روى عن حديث رأيت ربي في أحسن صورة وقيل عنه عن رجل من الصحابة وقيل عنه عن مالك بن يخامر عن معاذ بن جبل وقيل غير ذلك روى عنه خالد بن اللجلاج وأبو سلام الأسود وربيعة بن يزيد قال البخاري له حديث واحد إلا انهم يضطربون فيه وقال أبو زرعة الدمشقي قلت لأحمد أن ابن جابر يحدث عن ابن اللجلاج عن عبد الرحمن بن عائش حديث رأيت ربي في أحسن صورة ويحدث به قتادة عن أبي قلابة عن خالد بن اللجلاج عن ابن عباس قال

---

[1]: تهذيب التهذيب 11:270

[2]: ایضا

هذا ليس بشيء والقول ما قال ابن جابر وقال أبو حاتم هو تابعي وأخطأ من قال له صحبة وقال أبو زرعة الرازي ليس بمعروف وقال الترمذي لم يسمع من النبي صلى الله عليه وآله وسلم [1].

خلاصہ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عائش سے ایک حدیث (حدیث رویت) ہی منقول ہے اور وہ روایت بھی مضطرب ہے۔

جواب نمبر2: جب یہ خبر واحد بوجہ تدلیس، انقطاع اور اضطراب کے ضعیف ٹھہری، تو اس سے علم غیب کلی کا عقیدہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے، جب کہ خبر واحد صحیح سے بھی عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر3: یہ خبر واحد بہت سی نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے متصادم ہے۔

جواب نمبر4: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) فرماتے ہیں؟ مِمَّا أَذِنَ اللَّهُ فِي ظُهُورِهِ لِيَ مِنَ الْعَوَالِمِ الْعُلْوِيَّةِ وَالسُّفْلِيَّةِ مطلقاً، أَوْ مِمَّا يَخْتَصِمُ بِهِ الْمَلَأُ الْأَعْلَى خُصُوصًا [2]

یعنی کل شیء سے مراد صرف وہ چیزیں ہیں جن کے ظہور کا اللہ نے میرے لئے اذن دیا عوالم علویہ سفلیہ سے عموماً، یا خصوصاً وہ امور جن پر الملا الاعلی بحث کر رہے تھے۔

1: تھذیب التھذیب 6:204، ترجمہ: 417

2: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 2:626

استدلال نمبر 13 : عن ابن عمر، قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وإلى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلى يَوْمِ القِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلى كَفِّي هَذِهِ؛ جِلِّيَانٌ مِنَ اللهِ جَلاَهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلاَ لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهِ»[1] .

سیّدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا کہ اپنی اس ہتھیلی کو۔ یہ روشنی ہے اللہ کی طرف سے روشن فرمایا اس نے اپنے نبی کے لئے جس طرح پہلے انبیاء کیلئے روشن فرمایا۔

اس حدیث سے واضح ہو کہ سموات والارض اور جو کچھ ان میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا' اس سب کا علم پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا اور سیّدنا عزّ وجلالہ نے اس تمام ماکان ومایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمایا' مثلاً شرق سے غرب تک سماک سے سمک تک ارض سے فلک تک۔

جواب نمبر 1: اس روایت کی سند میں راوی نعیم بن حماد متکلم فیہ ہے' حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں وكان نعيم يحدث من حفظه وعنده مناكير كثيرة لا يتابع عليه قال وسمعت يحيى بن معين سئل عنه فقال ليس في الحديث بشيء ولكنه صاحب سنة وقال الآجري عن أبي داود عند نعيم نحو عشرين حديثا عن النبي صلى الله عليه وسلم ليس لها أصل وقال النسائي

[1]: حلية الأولياء وطبقات الأصفياء 6:101، المُعْجَمُ الكَبِير للطبراني13:318 ،حدیث:14112

نعيم ضعيف وقال في موضع آخر ليس بثقة وقال أبو علي النيسابوري سمعت النسائي يذكر فضل نعيم بن حماد وتقدمه في العلم والمعرفة والسنن ثم قيل له في قبول حديثه فقال قد كثر تفرده عن الأئمة المعروفين بأحاديث كثيرة فصار في حد من لا يحتج به وذكره بن حبان في الثقات وقال ربما أخطأ ووهم[1]

نعیم یاد حدیثیں پیش کرتا تھااور اس کے پاس بہت منکر روایتیں ہیں جن پر اس کی کوئی موافقت نہیں کرتا۔میں نے یحیٰ بن معین سے سنا جب کہ نعیم کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا کہ وہ حدیث میں کوئی شی نہیں ہے،لیکن وہ صاحب سنت ہے۔آجری روایت کرتا ہے ابوداؤد سے کہ نعیم کے پاس تقریبا بیس(20) حدیثیں ہیں نبی کریم ﷺ سے لیکن ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں،نعیم ضعیف ہیں اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ابو علی نیشاپوریؒ کا کہنا ہے کہ میں نے امام نسائی سے سنا تھا کہ وہ نعیم کی فضیلت اور اس کا علم ومعرفت اور سنن میں تقدم بیان کرتے تھے،پھر اس سے نعیم کی حدیث کے مقبول ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جوابا کہا کہ ائمہ مشہورین سے بہت سی احادیث میں اس کا تفرد اس کثرت سے ہے کہ اب وہ ان لوگوں کے مقام پر پہنچ چکا ہے جن کی حدیث قابل حجت نہیں،ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے،لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ بسااوقات غلطی کرتا ہے اور وہم کا شکار ہوتا ہے۔

علامہ شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايماز

---

[1]: تھذیب التھذیب 10:461، ترجمہ:831

الذهبي (المتوفى: 748هـ)فرماتے ہیں قال الأزدي: كان نعيم ممن يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب النعمان كلها كذب.
ازدی کہتا ہے کہ نعیم تقویت سنت میں جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا' اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کی عیب جوئی میں جعلی حکایات بناتا تھا' جو واقع میں سب جھوٹی تھیں۔[1]

اسی سند میں ایک راوی "بقیہ" ہیں اس کے بارے علامہ شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)فرماتے ہیں "وقال أبو حاتم: لا يحتج به. وقال أبو مسهر: أحاديث بقية ليست نقية، فكن منها على تقية[2]

ابو حاتم کہتا ہے کہ وہ قابل حجت نہیں' ابو مسہر کہتا ہے بقیہ کی حدیثیں صاف نہیں ہوتیں' ان سے بچ کر رہنا۔

اس روایت میں بقیہ کی روایت معنعن ہے اور یہ بقیہ مشہور مدلس ہے۔

أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)فرماتے ہیں"بقية بن الوليد الحمصي المحدث المشهور المكثر له في مسلم حديث واحد وكان كثير التدليس عن الضعفاء والمجهولين وصفه الائمة بذلك"[3]

اور بقیہ ضعفاء اور مجہولین سے بہت تدلیس کرتا تھا۔ائمہ حدیث نے اس کو اس تدلیس

---

[1]: (میزان الاعتدال في نقد الرجال4: 269، ترجمہ:9102

[2]: (میزان الاعتدال في نقد الرجال1: 332، ترجمہ:1250

[3]: طبقات المدلسين1: 49، ترجمہ: 117

کے ساتھ ذکر کیا۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں"وقال غير واحد:كان مدلسا،فإذا قال عن،فليس بحجة"(1)

ایک نہ بلکہ بہت محدثین نے فرمایا ہے کہ یہ مدلّس تھا جب "عن" کہے تو حجت نہیں۔

اسی روایت کی سند میں ایک راوی سعید بن سنان ہے جو بالکل بیکار ہے'اس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں قال أحمد ضعيف وقال ابن معين ليس بثقة وقال الجوزجاني أخاف أن تكون أحاديثه موضوعة لا تشبه أحاديث الناس وكان أبو اليمان يثني عليه في فضله وعبادته فنظرت في أحاديثه فإذا أحاديثه معضلة فلما رجعت إلى العراق قال لي ابن معين لعلك كتبتها يا أبا إسحاق قلت كتبت منها شيئا يسيرا لاعتبر به فقال تلك لا يعتبر بها هي بواطيل وقال أحمد بن صالح المصري منكر الحديث ما أعرف من حديثه إلا حديثين أو ثلاثة وقال دحيم ليس بشيء وبشر بن نمير أحسن حالا منه وقال عثمان الدارمي عن ابن المديني لا أعرفه وقال البخاري منكر الحديث وقال النسائي متروك الحديث وقال أبو حاتم ضعيف الحديث وقال ابن عدي وعامة ما يرويه غير محفوظ وكان من صالحي أهل الشام إلا أن في بعض رواياته ما فيه وقال ابن أبي خيثمة حدثني صاحب لي من بني تميم قال قال أبو مسهر ثنا صدقة بن خلد ثنا أبو مهدي وكان ثقة مرضيا قال يحيى بن صالح الوحاظي مات سنة ثلاث وستيمن ومائة وقال يزيد بن عبد ربه

1: (میزان الاعتدال في نقد الرجال 1: 331. ترجمہ: 1250

مات سنة 68 سنة مولدي قلت وقال ابن حبان منكر الحديث لا يعجبني الاحتجاج بخبره وكان ابن معين سيء الرأي فيه ونسخته أكثرها مقلوبة وقال المروزي عن أحمد ليس بشيء وقال أبو بكر البزار سيء الحفظ وسئل أبو زرعة عنه فأومى بيده أنه ضعيف وقال مسلم في الكنى منكر الحديث وقال الحاكم أبو أحمد حديثه ليس بالقائم[1]

امام اہلسنت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ضعیف ہے، ابن معینؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں، جوزجانی کہتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی حدیثیں جعلی ہوں، محدثین کی حدیثوں کے مشابہ نہیں، ابوالیمان اس کی فضیلت اور عبادت کی تعریف کرتے تھے، لیکن جب میں نے اس کی احادیث میں نظر ڈالی تو اس کی احادیث منقطعہ تھیں جب میں عراق واپس آیا تو ابن معین نے مجھے کہا اے ابا اسحاق امید ہے کہ تو نے اس کی حدیثیں لکھی ہونگی، میں نے کہا تھوڑی ہی لکھی ہیں محض اعتبار کے لئے کہنے لگا اس کی روایتیں اعتبار کے لائق بھی نہیں ہیں، بالکل باطل ہیں۔

احمد بن صالح کہتے ہیں کوئی منکر الحدیث ہے دحیم کہتے ہیں کوئی شے نہیں ہے۔ ابن المدینی کہتے ہیں کہ میں اس کو نہیں پہچانتا، امام بخاری فرماتے ہیں، منکر الحدیث ہے امام نسائی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں ضعیف الحدیث ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی اکثر مرویات غیر محفوظ ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں چونکہ منکر الحدیث ہے اس لئے مجھے اس کی حدیث سے احتجاج پسند نہیں ہے۔ ابن معینؒ اس کے حق میں بری رائے رکھتے تھے۔ اور اس کا نسخہ اکثر بدلا ہوا ہے مروزی امام احمد سے روایت کرتے ہیں

[1]: (تہذیب التہذیب 4:36، ترجمہ: 74

کہ یہ کوئی شے نہیں ہے۔ بزار کہتے ہیں اس کا حافظہ خراب ہے۔ابو زرعہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ ضعیف ہے'امام مسلمؒ کتاب الکنی میں کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔حاکم ابو احمد کہتے ہیں اس کی حدیث قائم نہیں ہے۔

استدلال نمبر 14: ایک روایت میں آتا ہیں "فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"[1]

"کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔ پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب سے نوازا گیا۔

یہ روایت دو سندوں سے منقول ہے

(1) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلاَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

(2) حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،

پہلی سند میں قتادہ کا عنعنہ ہے اور یہ مدلس ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "قتادة بن دعامة السدوسي البصري صاحب أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه كان حافظ عصره وهو مشهور بالتدليس وصفه به النسائي وغيره"[2]

---

[1]: سنن الترمذي، كتاب التفسير [46]، سورة ص [39] حديث: 3515.

[2]: طبقات المدلسين 1: 43، ترجمه: 92

قتادۃ تدلیس کے ساتھ مشہور ہے امام نسائی اور دوسرے حضرات نے اسکو تدلیس کے ساتھ موصوف مانا ہے۔

اسی طرح ابو قلَابَۃ کا عنعنہ ہے اور وہ بھی مدلّس ہے اور مدلّس کا عنعہ مقبول نہیں اور مدلّس روایت منقطع کی قسم ہے اور اسی طرح دونوں سندوں میں انقطاع ہے سند اول میں قتادہ کا سماع ابو قلَابَۃ سے ثابت نہیں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں، وقال عمرو بن علي لم يسمع قتادة من أبي قلابة[1]

عمرو بن علی فرماتے ہیں قتادہ نے ابو قلَابَۃ سے نہیں سنا۔

دوسری سند میں ابو قلَابَۃ کا سماع ابن عباسؓ سے یقینی نہیں ہے۔ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وقد ذكر أحمد بن حنبل أنّ قتادة أخطأ فيه"،[2]

امام احمد بن حنبلؒ نے ذکر کیا ہے کہ بے شک قتادہ نے غلطی کی ہے اس حدیث میں بجائے حضرمی کے ابن عباسؓ کہہ دیا ہے۔

استدلال نمبر 15 : نبی کریم ﷺ جو فرماتے ہیں کہ "میں علم غیب نہیں جانتا" یہ کلام بطور تواضع اور انکساری کے فرمایا۔

جواب نمبر 1 : تواضع کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ جو درجہ انسان کو حاصل نہ ہو یا نہ ہو سکتا ہو اسکی اپنی ذات سے نفی کرنا دوم یہ کہ جو مقام انسان کو من جانب اللہ یقینا حاصل ہو اسکا انکار کرنا یہ تواضع نہیں ہے۔

---

[1]: تهذيب التهذيب 8:355، ترجمه: 637

[2]: الإصابة في تمييز الصحابة 4:272

تواضع سے مراد اگر یہ ہے کہ حقیقت میں نبی کریم ﷺ کو علم غیب کا درجہ حاصل نہ تھا کیونکہ یہ صفت الوہیت ہے اس وجہ سے آپنے اس صفت الوہیت سے حقیقۃ اپنی تواضع اور انکساری ظاہر فرمائی اس وجہ سے کہ یہ صفت الوہیت سے حقیقۃ اپنی رنکساری اور تواضع ظاہر فرمائی کہ میں صفت الوہیت میں حقیقۃ کمتر ہوں یہ مرتبہ نہ مجھے حاصل ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس بڑے درجہ اور صفت الوہیت کے درجہ سے تواضعاً اپنے آپ کو کمتر ظاہر فرمایا تاکہ امت کے عقائد کی اصلاح ہو جائے۔

اگر تواضع سے مراد یہ ہے کہ نفس الامر میں تو نبی کریم ﷺ کو علم غیب حاصل تھا لیکن ظاہراً لوگوں کے سامنے آپ تواضع فرماتے کہ میرے پاس علم غیب نہیں ہے تو تواضع کا یہ معنی باطل، مردود اور تحریف دین ہے، یہ تواضع نہیں بلکہ جھوٹ ہے۔ اسلئے کہ جھوٹ اسکو کہتے ہیں کہ خبر واقع کے مطابق نہ ہو۔

علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہیں" ای عدم مطابقتہ للواقع"(1) یعنی جھوٹ کہتے ہیں خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔

جواب نمبر 2: جب اللہ نے نبی کریم ﷺ کو علم غیب سے نوازا تو اس کا انکار کرنا کفران نعمت ہے اور وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (2) کے امر سے انکار ہے۔

جواب نمبر 3: اگر یہ تواضع ہوا تو باقی عطا شدہ اللہ کی نعمتوں میں یہ تواضع کیوں ظاہر نہ فرمائی مثلاً ختم نبوت، معراج جسمانی، حوض کوثر، مقام محمود، شفاعت عظمی،

1: مختصر المعانی ·

2: سورۃ الضحی 11:93

سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب نبی کریم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

استدلال نمبر 16: وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا[1] اور ہوگا رسول تم پر گواہ۔

بعض لوگ کہتے ہیں چونکہ "شَهِيد" کا معنیٰ گواہ ہے اور گواہ صرف وہی ہو سکتا ہے جو واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہر امتی کے ساتھ موجود ہیں اور اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو جمیع ماکان اور جمیع مایکون کے علم سے نوازا گیا ہے اور ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر بھی ہیں۔

جواب نمبر 1: اگر اس آیت میں "شَهِيد" سے غیب دان اور حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کیا جائے تو پھر صحابہ کرامؓ اور پوری امت کو غیب دان اور حاضر و ناظر ماننا پڑے گا کیونکہ اس جملے سے پہلے یہ جملہ بھی ہے لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (2)

جواب نمبر 2: اگر "شَهِيد" کے معنیٰ سے نبی کریم ﷺ کے لئے علم غیب اور حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو جائے تو سورۃ بقرہ نزول کے اعتبار سے ستاسی (87) نمبر ہے اس کے بعد تقریباً ستائیس (27) سورتیں اور نازل ہوئی ہیں تو ان سورتوں کے نزول کا کیا مطلب اور کیا ضرورت؟

1: سورۃ البقرۃ 143:2

2: سورۃ البقرۃ 143:2

استدلال نمبر 17 ﴿وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ﴾[1]

ترجمہ: اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اسکا رسول۔

اس آیت سے بعض لوگ اس بات پر استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کریم حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہے' کیونکہ جس طرح اللہ تمہارے احوال سے آگاہ ہے۔اسی طرح رسول بھی

جواب نمبر 1: اس آیت میں پہلے جملہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ ﴿نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُم﴾

ترجمہ: ہم کو بتا چکا ہے اللہ تمہارے احوال' یہ جملہ نفی علم غیب عن الرسول پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے بعد جملہ میں ارشاد ہے ﴿ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

پھر تم لوٹائے جاؤ گے طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی' سو وہ بتائے گا تم کو جو تم کر رہے تھے۔اس معلوم ہوا کہ عالم الغیب صفت خداوندی ہے۔

جواب نمبر 2: اسی سورۃ التوبہ میں آگے ارشاد ہے ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾[2]

جواب نمبر 3: اگر رویت رسول سے علم غیب اور حاضر و ناظر ثابت کیا جائے تو '

---

[1]: سورۃ التوبہ 94:9۔

[2]: سورۃ التوبہ 101:9

پھر ہر مسلمان کو بھی عالم الغیب ماننا پڑ لگا کیونکہ اسی سورۃ میں ارشاد ہے ﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾[1]

پھر آگے دیکھ لے گا اللہ تمہارے کام کو اور اسکا رسول اور مسلمان۔ لیکن تالی باطل ہے تو مقدم بھی باطل ہے اور وجہ ملازمہ ظاہر ہے۔

جواب نمبر4: اس آیت میں رویت اللہ اور رویت رسول میں فرق کے لئے مفعول بہ کو معطوف (رسولہ) پر مقدم کیا گیا ہے جیسا کہ مشہور حنفی مفسر علامہ آلوسی نے ذکر کیا ہے "وتقديم مفعول الرؤية على الفاعل من قوله سبحانه: وَرَسُولُهُ. للإيذان باختلاف حال الرؤيتين وتفاوتهما "[2]

جواب نمبر5: حافظ ابن کثیر لکھا ہے کہ دنیا میں ان لوگوں کے اعمال تم پر ظاہر ہو جائیں گے۔

****

[1]: سورۃ التوبہ 105:9

[2]: روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني 5:6

تتمہ

محض اللہ تبارک وتعالی کی توفیق سے یہ رسالہ پایہ تکمیل تک پہنچا' بارگاہ الہی میں دست بدعاء ہوں کہ اللہ یہ رسالہ امت محمدیہ کے لئے مفید بنادے۔

میں اس بات کا کھلے دل سے معترف ہوں کہ میں قلم کے میدان کا آدمی نہیں ہوں مگر شوق وذوق یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو کچھ نفع پہنچ جائے' میں اردو زبان کے نشیب وفراز اور محاورہ کو بھی صحیح طریقے سے نہیں جانتا مگر اردو اور زبانوں کی بہ نسبت زیادہ پڑھی جاتی ہے اس لئے ٹوٹی پھوٹی اردو میں لکھنا شروع کیا اگر کسی نے یہ رسالہ مطالعہ کیا اور اسے کچھ علمی' عملی فائدہ نصیب ہوا اور اس کے دل سے بے اختیار یہ صدا نکلے' لکھنے والے کو اللہ رب العزت اپنی رضا نصیب عطا فرمائیں" تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت کا ثمر اور میری کوشش کی منہ مانگی قمیت مجھے مل گئی ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ علم وادب کے اس بازار مصر میں بڑھیا کی اٹی (روئی) کا کیا بھاؤ؟ مگر خریداران یوسف میں نام تو آئے گا'

انسان خطاونسیان سے مرکب ہے لغزشیں کھاتا رہتا ہے خصوصا قلمی لغزشیں تو ایسی غلطیاں ہیں جو کہ قائم دائم رہتی ہیں لہٰذا ان کی اصلاح بے حد ضروری ہوتی ہے تاکہ نئی نسل ان غلطیوں نے محفوظ رہے لہٰذا جس کو جہاں بھی اس رسالہ میں کمی کوتاہی نظر آجائے تو بلا تامل احقر کو متنبہ فرمائے واجر کم علی اللہ

مجھے امید ہے کہ میرے کرم فرما اس معاملے میں میری مدد فرمائیں گے رب العزت سے ملتجی ہوں کہ اس ادنی سعی کو مشکور فرمائیں عوام وخواص میں مقبول ومنظور فرمائیں' ہر خامی اسکی مستور وکافور فرمائیں' خوبیاں اس کی ہر شش جہت منشور فرمائیں

چشم حاسدین سے دور فرمائیں' شائقین کے قلوب اس سے مسرور فرمائیں

آمین یارب العلمین

الحمد لله الذی بنعمة تتم الصالحات وصلی الله تعالٰی علی خیر

خلقه محمد وآله وصحبه اجمعین اللهم وفقنا لمتابحت وترضی، ربنا

تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔

انا الاحقر الافقر ابو معاویه زین الله زین ضانه الله عن الشین۔

****

المراجع والمصادر

_العمدة في إعراب البردة قصيدة البوصيري
_التسهيل لعلوم التنزيل
_الوجيز في تفسير الكتاب العزيز
_التنزيل وأسرار التأويل
_التفسير الوسيط للزحيلي
_القول المرعى فى القبر الشرعى
_البحر المحيط في التفسير
_المستدرك على الصحيحين
_المصنف بن أبي شيبة
_السنن الكبرى للنسائي
_الطبقات الكبري
_الكامل في ضعفاء الرجال
_المبسوط
_البحر الرائق
_الشرح الممتع على زاد المستقنع
_الملخص الفقهي
_الموسوعة الفقهية الكويتية
_الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ
_الذخيرة
_الباعث على إنكار البدع والحوادث

ـأضواء إسلامية على بعض الأفكار الخاطئة
ـالمفيد في مهمات التوحيد
ـالأم
ـالفتاوی الهندية
ـالأحكام الشرعية الكبرى
ـالموافقات
ـالبيان المبدي لشناعة القول المجدي
ـالشيعة والسنة
ـاشرف الفتاوی(mufti on line)
ـاديان باطله اور صراط مستقيم
ـآپ کے مسائل کا حل
ـاحسن الفتاوی
ـآپ کے مسائل اور ان کا حل
ـاختلاف امّت اور صراط مستقيم
ـارشاد الطالبين
ـالقاموس المحيط
ـأصول السرخسي
ـالكشف والبيان عن تفسير القرآن
ـالهداية إلى بلوغ النهاية
ـالوسيط في تفسير القرآن المجيد
ـالجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي
ـالدر المنثور

- التفسير المظهري
- أوضح التفاسير
- المُعْجَمُ الكَبِير للطبراني
- لباب التأويل في معاني التنزيل المعروف بالخازن
- التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج
- اللباب في علوم الكتاب
- المصنف ابن أبي شيبة
- السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير
- الإصابة في تمييز الصحابة
- بريلويّت
- بحر العلوم
- بيان المعاني
- بدر منير حاشيه احسن التفسير
- پانچ مسائل
- تهذيب التهذيب
- تفسير أبي السعود
- تفسير ابن كثير
- تفسير جواہر القرآن
- تنوير المقباس من تفسير ابن عباس
- تفسير خازن
- تفسير القرآن
- تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم

ـتفسير الماتريدي
ـتأويلات أهل السنة
ـتفسير الطبري
ـتفسير ابن كثير
ـتفسير عبد الرزاق
ـتفسير الإمام الشافعي
ـتفسير يحيى بن سلام
ـتفسير مقاتل بن سليمان
ـتفسير بيضاوی
ـتفسيرمدارک
ـتفهيم المسائل
ـتفسير تسهيل البيان
ـتحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي
ـتسهيل العقيدة الإسلامية
ـتفسير قوله تعالى: (أم عندهم الغيب فهم يكتبون
ـتبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ
ـجهود علماء الأزهر في بيان حقيقة دين الشيعة
ـجهود الشيخ محمد الأمين الشنقيطي في تقرير عقيدة السلف
ـجهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية
ـجامع البيان عن تأويل آي القرآن
ـحلية الأولياء وطبقات الأصفياء
ـديوان حسان بن ثابت الانصاری رضی الله عنه

_دلائل النبوة للبیهقی
_دیوبندی بریلوی اختلاف کا حل
_رسائل وفتاوی العلامة عبد الله بن عبد الرحمن أبي بطین
_رد المحتار علی الدر المختار
_روضة الطالبین وعمدة المفتین
_رسائل نیلوی
_زاد المسیر في علم التفسیر.
_سنن الترمذي
_سنن النسائی
_سنن ابن ماجه
_سنن أبي داود
_سوال وجواب
_شعب الإیمان للبیهقي
_شرح زاد المستقنع. حکم تصرف من أصیب بالجروح وحوادث السیر
_شرح عمدة الأحکام
_شرح فقه اکبر
_شرح العقیدة الطحاویة
_شرح التلویح علی التوضیح
_صحیح البخاري
_صحیح مسلم
_صدائے منبر
_ضیاء الراجی علی متن السراجی

_طبقات المدلسين
_عقيدة التوحيد وبيان ما يضادها من الشرك الأكبر والأصغر والتعطيل والبدع
_عون المعبود شرح سنن أبي داود
_عمدة القاري شرح صحيح البخاري
_غنيته الطالبين
_فتاوى الشبكة الإسلامية
_فتاوی مفتی محمود
_فتاوی رشیدیه
_فتاوی حقانیه
_فتاوی عثمانیه
_فتاوی نور علی الدرب
_فتاوی أرکان الإسلام
_فتاوى الشيخ ابن جبرين
_فتاوى اللجنة الدائمة المجموعة الأولى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء
_فتاوی رضویه
_فتح القدير
_كشاف القناع عن متن الإقناع
_كشف الباری
_كفايت المفتی
_كليات چلاسی
_لقاء الباب المفتوح
_لباب التأويل في معاني التنزيل

_مسند الإمام أحمد بن حنبل
_ملخص از: سیرۃ المطفی
_مجمع الزوائد ومنبع الفوائد
_مشکوۃ المصابیح
_میزان الاعتدال في نقد الرجال
_مجمع الانہر
_مختصر الفقه الإسلامي في ضوء القرآن والسنة. صفة الطاغوت
_مجلة البحوث الإسلامية
_محبة الرسول بین الاتباع والابتداع
_مسألة التقریب بین أهل السنة والشیعة
_مطبوع ضمن مجموعة الرسائل والمسائل النجدیة
_مجانبة أهل الثبور المصلین في المشاهد وعند القبور
_مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح
_معارف القرآن
_مقدمہ تفسیر جواہر القرآن
_مسائل توحید
_مجموعہ رسائل نیلوی
_مجمع البحار
_معالم التنزیل
_مدارك التنزیل وحقائق التأویل
_مختصر المعانی
_نور الفتاوی

_نظام الفتاوی

_نورالانوار

_هدایة المستفید

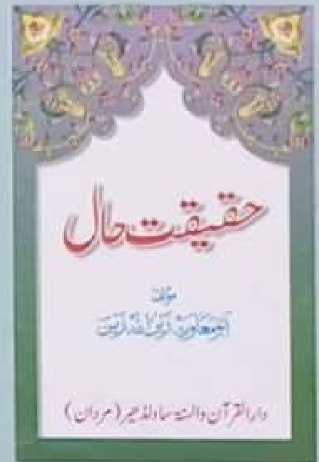
The100_

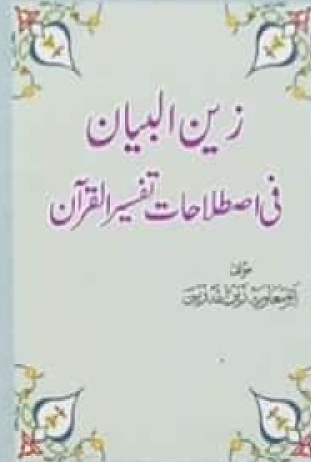
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

دار القرآن و السنة

ساولڈھیر مردان

من آثار المؤلف

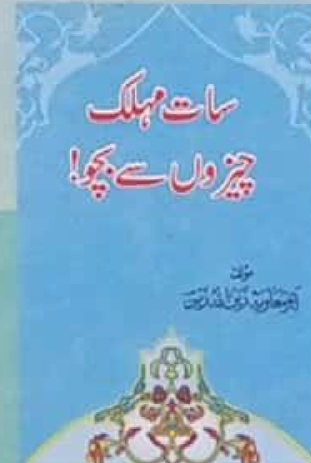






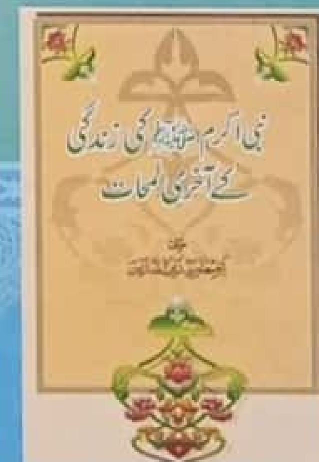


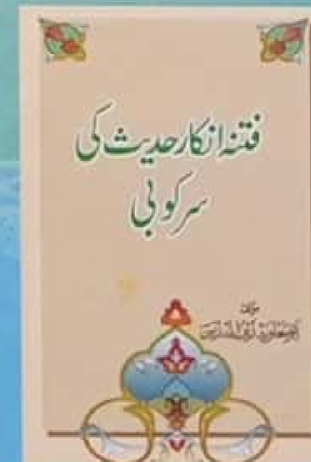


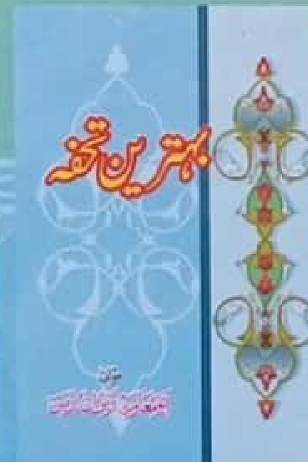














دچاپ ځای

الہدیٰ انٹرنیشنل پرنٹرز

محلہ جنگی پشاور
091-2580182
0300-5991873
0315-5991873